دفتر رسالہ ناول - امین آباد لکھنؤ مین فروخت کے لئے موجود

مرنالنی - بابو بنکم چندر چٹرجی کے مشہور ناول کا اردو ترجمہ نہایت فصیح اور بامحاورہ سچے عشق کی جذبے دیکھنا ہون تو پڑھیئے - مترجمہ بابو جوالا پرشاد صاحب - ۱۲ ار

مثنوی امید و بیم - مصنفہ مرزا محمد ہادی صاحب مرزا ایک حصہ مین عشق و جوانی کی حالت کا دلچسپ موثر سین اور دوسرے حصہ مین حکمت جدید کے اکثر مسائل بیان کرکے انسان کی حالت پر ایک وسیع نظر ڈالی گئی ہے اور امید و بیم کی کیفیت خواب کے پیرائے مین بیان کی گئی - قیمت .... ۲ ار

دھوکا یا طلسمی فانوس - ماسٹر ٹموتھیز بک کیس ایک اچھوتے دلکش نصیحت خیز - عبرت آمیز ناول کا ترجمہ جسمین عجیب دلآویز پیرائے مین دکھایا گیا ہے کہ دنیا کے معاملات کا ظاہر کچھ ہوتا ہے اور باطن کچھ اور بادی النظر مین جو کچھ نظر آئے اوسپر اعتبار کرکے رائے قائم نکرنا چاہیئے - سلسلہ وار قصے ایسے دلچسپ ہین کہ کتاب بغیر ختم کیے ہوے ہاتھ سے چھوٹ نہین سکتی مترجمہ اڈیٹر اودھ پنچ قیمت عا۔

دلکش حصہ اول دوم مصنفہ مولانا عبد الحلیم صاحب شرر - ۱۲ ار

دلکش - حصہ سوم - ملک کے بے انتہا اسرار سے ختم کیا گیا ہے - قیمت .... ۱۴ ار

خاور نامہ - نہایت دلچسپ داستان بوستان خیال کے رنگ پر - حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی سیر سعد بن وقاص اور مالک اژدر کے کارنامے - اور طلسم کشائیونکا بیان - حجم - ۱۱ - جزو - قیمت ..... ۸ ار

میوہ تلخ - مولانا محمد عبد الحلیم صاحب شرر کی نئی تصنیف پردہ کی خرابیون کے بارے مین

کمسن - ایک نہایت دلچسپ ناول

مجموعہ - یوسف - بیر بکرم - مجھی - نہایت

بروگ - حقد و حسد کا کارنامہ - تلخی عیش ایمانداری و بے ایمانی - انفعال و پشیمانی غلط خودداری کی بانکی - سوتیا ڈاہ کی تصویر کا چربہ - حسرت و یاس - حجاب - بیباکی - و بیچارگی الفت و دلسوزی کی مجسم شبیہ - نفسانی و پیروی ہوس کا نتیجہ یہ ناول سر والٹر اسکاٹ بابو بنکم چندر چٹرجی کا نتیجہ سے کوئی بات رہگئی نہ مترجم نے کوئی دقیقہ فرو گذاشت کیا - پڑھتے پڑھتے رو دینا ہو تو منگائیے -

فیروز گلنار - شیکسپیر کے مشہور ناٹک رومیو کا ترجمہ - قدرتی خیالات انسان کا سچا فوٹو - کی ترنگ عشق کے امنگ کا پورا چربہ - بغض و کا آئینہ - کاوش و لذت وصل کی قدرتی تصویر جسکی زبان کی پاکیزگی - محاورات کی شستگی اور بیانات کا قدرتی جوبن - بول چال کا دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے نظم اور نثر دونون ہین - مولفہ بابو جوالا پرشاد صاحب قیمت ....

جہانگیر - شکسپیر کے مشہور پلے ہملٹ کا ترجمہ خیالات انسان کا سچا مرقع - ظلم - طمع - مکر پورا چربہ - تلون اور بیوفائی کی اصلی تصویر محبت - اور رفاقت کی بیعدیل نظیر - نہایت دلچسپ

مریض عشق - ایک نہایت

احسان الہٰ

Rs 3/-

اللہ رے فلک کی تلون فراحیان
رکھتا نہین کسی کو کبھی ایک حال پر

انقلاب

پرتھی راج اور شہاب الدین غوری کی تاریخی لڑائیان
کلیان سنگھ اور اوکھاوتی کے حُسن وعشق. شیل بالا
اور کرن سنگھ کے ہجر اور وصل کے دلچسپ واقعات.

مؤلفہ

منشی موہن لال صاحب فہم لکھنوی

بہ تحفظ حق تالیف بنام منشی جے نرائن صاحب ورما اڈیٹر

سیٹھ کندن لال پریس واقع لکھنؤ مین چھپا

بار سوم　　　　سنہ ۱۹۰۲ء

انقلاب

باب پہلا

چتور

سورج غروب ہونے کو ہی- ہلکی ہلکی جیو فیانہ روشنی کچھ کچھ اپنا رنگ بدلتی جاتی ہی- شام کا سہانا سمان آنکھون مین کھب رہا ہی- "چتور"- آہا- آج چتور مین کچھ عجب چہل پہل ہے- راج بھون مین خوشی کے شادیانے بج رہے ہین- شہر بھر مین ہر اعلیٰ و ادنی کی ایک ہونہار خرمی کے الہام سے باچھین کھلی جاتی ہین- خدا جانے کیا بات ہی کس وجہ سے ہر طفل- جوان و پیر کے چہرے پر بشاشت برستی ہی- چراغون کی روشنی سے ہر ایوان پر چراغان ہی- دیوالی کی رات ہر کوچہ و برزن مین اپنا بہروپ لیے پھرتی ہی- مذہبی رسمین ادا ہو رہی ہین- دروازون پر کیلون کے کھمبے اور کلس استھاپت ہو رہی ہین- گھنٹے اور ناقوس کی صدائین شوالون مین گونج رہی ہین- شاہی محل مین کسی نونہال کے مولود کی خوشی مین منگلاچار منایا جاتا ہی-

چتور کے راجہ مہاراج سمر سنگھ کے ایک لڑکا پیدا ہوا ہی- اُسی کے پیدا ہونے کی خوشی مین تمام شہر مین دھوم مچ رہی ہے- دن عید رات شب برات ہی چتور کے راجہ کے پہلے محل سے تین لڑکے پیدا ہوئے تھے- رانی کے اتفاقیہ مرجانے سے راجہ نے لچھمی دیوی سے اپنا بیاہ کیا- اور دوسری شادی پٹن کی راجکنیان کملادیوی سے کی- کملادیوی کے بطن سے آج ایک لڑکا ساعت سعید مین پیدا ہوا ہی- غربا و مساکین پر

خیرات کا در کھول دیا گیا ہی۔
مہاراج سمر سنگھ راج سنگھاسن پر بیٹھے ہوے
ہین۔ خوبصورت سہیلیون اور لونڈیون
باندیون سے شاہی رنواس اندر کا اکھاڑا
اور پریون کا پرستان بنگیا ہی۔ سب اپنی
اپنی خدمتون مین مشغول ہین۔ رنواس
مین غیر معمولی چہل نظر آتی ہے سب کے
سب دالبستگان دامن دولت
قرینے سے استادہ ہین۔ شاہی
رعب و داب کسی زبان سے حرف
مطلب نکالنے کی اجازت نہین
دیتا خاموش چپ چاپ کھڑے
ہین۔ مہاراج نے اپنے منتری
(وزیر) سے فرمایا کہ ہماری آنکھین
راجکمار کے دیکھنے کو ترستی ہین۔ ہم
اپنے نور نظر لخت جگر کو دیکھنا چاہتے
ہین۔ اتنا کہکر مہاراج سمر سنگھ کنور جی
کے دیکھنے کے لیے کملا دیوی کے
محل مین تشریف لیگئے۔ جاکر اپنے
نونہال کو گود مین لیا برہمنون کو گانون
گرانون بخشا در مین ملے۔ صد ہا روپیہ
تصدق کا غربت اور محتاجون مین تقسیم
ہوا سمر سنگھ دل ہی دلمین مارے خوشی کے
پھولے نہ سماتے تھے۔ وہان سے اپنے
گرو (مرشد) سوامی منگلا چارج کے
استھان پر گئے۔ منگلا چارج ایک
کُش آسن پر بیٹھے ہاتھ مین جوتش
کا ایک گرنتھ لیے بسنتی ریشمی دھوتی
پہنے جبین نور آگین پر ترسول نما سرخ
صندل کا قشقہ لگا ہوا کسی تازہ مولود
کے زایچہ پر بڑے غور سے محو تھے کبھی
گرنتھ کی ورق گردانی کرتے کبھی زایچہ
کے بارھون خانون پر نظر دوڑاتے تھے
کبھی آسمان پر جو اسوقت بالکل صوفیانہ
لباس پہنے تھا نگاہ کرتے۔ مہاراج
سمر سنگھ کو دیکھکر سوامی جی نے آشیرباد
دیا۔ سمر سنگھ ڈنڈوت کرکے سامنے
بیٹھ گئے گر۔ رات کا وقت تھا۔ آسمان
پر قدرتی جھاڑ کنول روشن تھے
ماہتاب کی ٹھنڈی اور شفاف روشنی
نے درختون سے چھن چھن کر زمین
پر فرش قالین بچھا دیا تھا۔ دل کو
فرحت روح کو تازگی حاصل ہوتی
تھی۔ سوامی جی کا چہرہ کبھی بشاش
کبھی پژمردہ ہو جاتا تھا جسے دیکھکر سمر سنگھ
کو تعجب ہوا۔ بولے کہ مہاراج آپ نے
اس لڑکے کے گرہون کو ملاحظہ کیا؟
کیا یہ میرے راج سنگھاسن کا مالک ہوگا گیا اگر
آفتاب اقبال کی کرنون سے تمام دیپ
مین اجالا پھیلے گا۔

سنگلا چارج - ہان ہوگا - لیکن....
لیکن ایک ایسا حرف تھا جسکے سننے سے سمر سنگہ نہایت ہی ستردد ہوئے خوض مین بھتے کہا ہاے مین نے کون سے گناہ کیے ہین کہ میری اولاد مین کوئی بھی ایسا لڑکا پیدا نہوا کہ جو راج جوگ کے قابل ہوتا - بعد میرے تخت سلطنت پر بیٹھتا - (سوامی جی سے مخاطب ہوکر) مہاراج آپ نے میرے بڑے لڑکے کلیان کے نچھتر دن کو دیکھکر فرمایا تھا کہ کلیان اگر راج سنگھاسن پر بیٹھے تو چتوڑ کی بڑی خوش قسمتی ہے - اسکے نچھتر ایسے ناقص ہین کہ یہ جوانی مین اپنی شادی سے پیشتر کچھ ایسی مصیبت مین گرفتار ہوجاوے کہ یہ اپنی جان نہ بچا سکے! گو آپ نے جگ - ہوم - پوجا وغیرہ سے اسکے خراب نچھتر دن کی نحوست کو کم ضرور کرادیا مگر مجکو اطمینان نہوا اور اب تک اُسے دیکھکر چھاتی بھر آتی ہے مین نے لچھمی دیوی سے اپنی شادی کی - لیکن اُس سے کوئی اولاد نہوئی - پھر آپ سے اجازت لیکر کملا دیوی سے بیاہ کیا جسکے ایام حمل مین آپ نے کہا تھا کہ اس سے جو بالک ہوگا وہ ضرور درافشا المسند اور شاہی تخت کا مالک ہوگا اب ایشر نے وہ دن دکھلایا

بھی تو آپ فرماتے ہین کہ ہوگا تو "لیکن" اب فرمایئے کیا بات ہے - اسمین آپ کیا کیجے میری قسمت کا پھیر ہے - پرمیشر کی مرضی ہی ہے تو آپ کیا کرین اور مین کیا کرون؟ سوامی جی بولے - ہے راجن - آپ اتنے افسردہ دل کیون ہوتے ہین - قسمت کا لکھا کوئی میٹ نہین سکتا - تقدیر کی بُرائی یا بھلائی اپنا ضرور اثر دکھلاتی ہے - اس راجکمار مین آج لچھن تو ضرور ہین جسطرح ہو راجہ ہوگا - مگر تین برس تک زائچہ مین ایک ایسا بابک گرہ ہے جسکا السند ادہم بر فرض ہے جب نحوست کے دن نکل جاینگے پھر کوئی اندیشہ نہین -
اتنے مین شور و غل کی آواز نے اچانک راجہ اور سوامی کی نظر اٹھادی اور ایک اچنبھے کے بعد معلوم ہوا کہ ایک عورت سے کئی عورتین زبردستی سے کچھ چھینتی ہین اور وہ عورت نہین دیتی - وہ عورتین اس عورت کو پکڑے ہوئے راجہ کے پاس آئین اور کہا ہے مہاراج ادھراج یہ بگلی راجکمار کو زبردستی اٹھا لائی ہے کسی طرح نہین دیتی - یہ کنور جی کو کلیس دیگی ہم سے اسکی تکلیف نہین دیکھی جاتی یہ ماجرا دیکھکر سوامی جی نے پوچھا یہ بگلی کون ہے؟ اور راجکمار کیونکر اسکے ہاتھ آئے

سمر سنگھ- کیا آپ نبدا نام چیری کو نہین جانتے- کیا آپ نے سنا نہین- وہ پاگل ہو گیئی-؟

منگلا چارج جب سے تیرتھ جاترا سے آیا کبھی اسکے حال سننے کا اتفاق نہین ہوا خلل دماغ ہو گیا ہی- خرافات بکنے سے اور بھی پہچانی نہین جاتی- خیر- یہ پاگل کب ہو گیئی اور کیون-

سمر سنگھ- چھ مہینے ہوئے کہ اسکے ایک لڑکا پیدا ہوا تھا اُسکے دو تین مہینے کے بعد اسکا خاوند مر گیا اور اسکا لڑکا بھی جاتا رہا- تبھی سے یہ اپنے آپ مین نہین- اسکا خیال ہی کہ اب مین ہی اسکا (یعنی) شوہر ہون- اور وہ یہ بھی جانتی ہے کہ اسکا لڑکا مرا نہین کوئی چور لیگیا ہی اسی خیال نے اسکو سڑن بنا دیا ہی اور کوئی بات اسکے پاگل ہونے کی سمجھ مین نہین آتی-

پگلی لڑکے کو چومتی چاٹتی سمر سنگھ کے پاس لائی اور بولی وہ مہاراج آج مین نے اپنا بالک پایا- آہا- یا بھیک ہمارا ماتیر جو چوری گیا تھا- وہ آج ملا پچانے کس نے چرا لیا تھا- کیا تم جانتے ہو؟ اور را نجمبار کو اچھالتی ہوئی مہاراج کے پاس آکر کان مین کہا کہ آج میری گھات لگ گیی- میری سوت میرے لڑکے کو لیئے سوتی تھی- مین نے اپنے بچے کو اُسکے پاس سے اُٹھا لیا- دیکھئے مہاراج سوتن نے مجھے کیا دق کیا اور میرے بچے کو آجتک میرے سامنے بھی نہونے دیا- ہا- ہا- ہا- یہ کہکر بڑے زور سے قہقہہ لگایا- سمر سنگھ نے کہا نہین رُ- یہ تیرا بالک نہین ہی- تو اُسی کے لڑکے کو لے آئی ہے- یہ اُسی کا بالک ہی- اگر تیرا بچہ ہوتا تو کیا اتنا ہی بڑا ہوتا- تو نہین جانتی کہ اُسکو پیدا ہوئے کتنے دن ہوئے- یہ لڑکا تو دو ہی ایک روز کا ہی"

پگلی (غصہ کے تیورون سے) کیا تم بھی تمہاری سوتن کے سکھلانے مین آگئے نہین- نہین- آپ کو یہ لازم نہین ہی کہ میری سوت کی طرفداری کر کے میرے بالک کو مجھ سے چھڑا لین- نا- مین کبھی نہین اپنے بچے کو اپنی سوتن کے ہاتھ مین دونگی- اگر تم بھی میری سوت کی طرفداری کروگے تو مین تمکو بھی نہ چاہونگی- اور تمھین چھوڑ کر صرف اپنا بچہ لیکر اکیلی رہا کرونگی-

سمر سنگھ- اچھا تو ہماری گود مین بٹھا دو ہم اسکو پیار کرینگے-

بِگلی - تمھین اپنا مالک دیتے ہوئے ڈر
معلوم ہوتا ہی کہ ایسا نہو تم میرے بچے
کو لیکر میری سوتون کے حوالے کر دو اور
پھر وہ مجھے اُسے دینے مین انکار کرین - ایسا
نہ کرو تو یہ اپنا مجھ سے لو اور پیار کر کے میرے
حوالے کر دو کیونکہ تمھارا بھی تو لڑکا ہے
تمھارا بھی تو جی چاہتا ہوگا کہ ہم اسکو کھلائین
بگلی نے راجہ کی گود مین لڑکے کو بٹھلا
دیا - راجہ نے راجکمار کو گود مین لیا اور
ایک داسی کے حوالے کر دیا اور اشارے
سے کہا کہ اسکو راج محل مین لیجاؤ - وہ
خواص کنور جی کو لیکر چلی گئی -
بِگلی - (مایوسانہ آواز سے) واہ تم نے
تو خوب چال کھیلی - ہان سچ ہی اب نہ
میرا وہ روپ ہی اور نہ وہ رنگ - ہائے
یہی تم کو چاہیے تھا - جب میرے سوامی
ہی کو میری نہین ہی تو دوسرے کو کیا
میری لگیگی -
یہ کہکر بگلی روتی ہوئی چلی گئی -
سوامی شنکلاچارج بگلی کا تماشا
دیکھکر دل مین بہت ہنسے اور سمر سنگھ
کیطرف مخاطب ہوئے "اے راجہ تم
راجکمار کو بگلی کی گود مین خبردار نہ دینا نہین
تو دھوکا کھاؤ گے - کیونکہ یہ خود تو اپنے
ہوش مین نہین - اسکا اعتبار ہی کیا
کبھی اپنا لڑکا سمجھکر اُسے خوب کھلا دیگی
اور کبھی اپنی سوت کا لڑکا خیال کر کے غدا جانے
کسطرح پیش آئے - کسی دریا تالاب مین
پھینک دے تو راجکمار کی تو جان پر
بنجائے - بس واجب ہی کہ تین برس
تک یہ بگلی اُسکو نہ دیکھ سکے - اگر دیکھ
بھی لے تو کبھی اسکی گود مین نہ دینا -
یہ کہکر ایک تعویذ بھوج پتر پر لکھا اور
سمر سنگھ کو دیکر کہا - یہ گلے مین راجکمار کے
پہنا دینا - پھر کسی بات کا ڈر نہین ہی - اے
راجا ایک بات کا اور بھی خیال رکھنا ضرور
ضرور ہی "لچھمی دیوی کے کوئی لڑکا نہین
شاید وہ اسوجہ سے ملول رہتی ہوگی عجب
نہین کہ وہ سوت کا لڑکا خیال کر کے
اسکے ساتھ بے اعتنائی سے پیش آیا
کرے اور تکلیف پہونچایا کرے - اے
راجہ تم کملا دیوی کو سمجھا دو کہ لچھمی دیوی
کو اپنا کنور ارپن کر دے اور کہہ دے
کہ مجھے کوئی سروکار نہین تم ہی اسکی ما
ہو تمھین پالن کرو - بس اتنی بات سے
لچھمی دیوی خوش ہو جائیگی اور وہ
راجکمار کو بد نظر سے نہ دیکھیگی بلکہ
محبت اور چاہ سے اُسپر توجہ رکھیگی
غرض جو جو سوامی جی نے کہا تھا
اُسکا انتظام سمر سنگھ نے کر دیا - اور

کنور جی کا نام کرن سنگھ رکھا گیا۔

لچھمی دیوی اپنا بیٹا سمجھکر بہت ہی محبت کرتی تھی۔ کنور کرن سنگھ محل مین پرورش پانے لگے۔

کرن سنگھ کے آغاز کا تیسرا برس ہی۔ اس درمیان مین بیگی کو راجکمار کے دیکھنے کا بھی اتفاق نہین ہوا۔ اس حسرت مین وہ جا بجا پھرنے لگی۔ اور کنور جی کے اڑا لیجانے کی گھاتین سوچتی رہی ایک دن بیگی نے محل مین ایک چیری سے کہا کہ تم جاکر کملا دیوی سے کہو کہ مین اپنا پیارا بچہ اُسے دیدونگی اگر وہ ایک دفعہ بھی میرے بچے کو میرے پاس بھیج دے مین پیار کرکے اُسے واپس کردونگی۔

اتفاق سے اُسوقت کرن سنگھ اپنی داسی کی گود مین تھے اور وہان پر بجز بیگی اور داسی کے اور کوئی نہ تھا۔ چیری نے جواب دیا "نہین وہ اس پر راضی نہ ہونگی۔ کنور جی کو تمھاری گود مین نہ دینگی" بیگی اپنی بات کا جواب نفی نہ سمجھتی تھی بلکہ جانتی تھی کہ میرے اس کہنے سے کرن سنگھ مجھے ضرور مل جاینگے۔ اُسنے ٹھنڈی سانس بھر کر چیری سے کہا کہ تجکو مجھپر ذرا بھی رحم نہین آتا کہ جاکر کملا دیوی سے کہدے۔ خیر۔ پھر بیگی ہاتھ جوڑ کر خوشامد سے کہنے لگی کہ تو ہی ذرا دیر کے لیے کنور جی کو دیدے داسی اُسکی باتون پر ملتفت نہوئی اور راجکمار کو لیے ہوئے وہان سے چلدی۔ بیگی افسردہ ہوکر بولی۔ اچھا رہو۔ مین اپنے بچے کو ایک نہ ایک دن ضرور لیلونگی۔ تم لاکھ جتن کرو کیا ہوتا ہی۔ بھگوان میرے بچہ سے ملادیگا" بیگی نے اُسی دن سے راج بھون مین جانا ترک کردیا ادھر اُدھر اپنی گھات مین پھرنے لگی۔

باب دوسرا

"کنور جی غائب"

کرن سنگھ کا تیسرا سال بھی ختم ہوگیا کھلائی کی گود مین نہین رہتے تھے زمین پر دوڑنے چلنے کی خواہش کرتے تھے۔ پھولون اور کھلونون کی ہوس دامنگیر ہوئی۔ سہیلی کے ساتھ باغ مین جاتے۔ عمدہ عمدہ پھولون سے کھیلا کرتے جب تھک جاتے اپنی داسی کی گود مین آکر کہتے کہ "وہ پھول توڑ لادے" کبھی تالیان بجاتے اور کبھی توتلی

زبان سے میٹھی باتین کرکے سب کو خوش
کرتے بیگی نے راج بھون مین جانے
کی قسم کھالی۔ کنور جی کی تلاش مین ادہر
اُدھر پھرا کرتی۔ ایک دن راجکمار داسی
کی اُنگلی پکڑے باغ مین گھومتے تھے اور
داسی گیندے کے پھول توڑکر اُنکو دیتی
اور وہ پھولون سے کھیلا کرتے۔ اتنے
مین کنور جی کو بیگی کی یاد آئی۔ بولے "کیون
وہ بیگی اب نہین آتی"
داسی کیون وہ آکر کیا کریگی۔
کنور۔ ہم اُسکی گود مین جاینگے۔
داسی۔ مین تمھین کیون جانے دونگی
کنور۔ واہ جانے کیون نہین دوگی۔
داسی۔ وہ بیگی ہی تمکو پکڑکر باریگی
کنور۔ مارے گی کیون مجھے تو کوئی نہین مارتا
مین اُسکی گود مین دوڑکر چلا جاؤنگا"
داسی۔ تم اُسکی گود مین کیونکر جاؤگے
کنور۔ نہین۔ مین تو جاؤنگا۔
داسی نے گود مین اُٹھا لیا اور بہلانے
لگی۔ وہ دیکھو کیسا اچھا پھول ہی۔ کرن
بھی بیگی کی باتین بھول گئے۔ داسی سے
بولے کہان پھول پھولا ہی"
داسی۔ وہ دیکھو تالاب کے کنارے
کیسا اچھا پھول پھولا ہی۔ دیکھو وہی تو ہی
کرن۔ کہان کہان! ہمکو نہین دکھائی دیتا
ہمین دکھادو۔
داسی۔ وہ ہی اس درخت کی آڑ مین
کرن۔ مین اُس پھول کو لونگا۔ مین وہان جاؤنگا
یہ کہکر اُسی طرف چلے جدھر داسی نے
پھول بتایا تھا۔ داسی نے لپک کر کنور جی
کو اُٹھا لیا اور کہا "ای بٹیا وہ تالاب کے
کنارے پھولا ہی۔ تم کیسے لاسکتے ہو۔ گر
نہ پڑو گے" کرن محل گئے اور رونے
لگے۔ واہ مین وہ پھول لونگا۔ نہین تو
اپنی ماتا سے کہدونگا"
داسی۔ وبابو یہ جو اُس سے عمدہ پھول
ہین توڑے دیتی ہون"
کرن۔ نا مین یہ پھول نہ لونگا۔ مین تو
وہی پھول لونگا۔
داسی۔ اچھا نوکر کو بلاتی ہون وہ
پھول توڑ دےگا۔
کرن۔ نا سپاہی نہین دیگا تو ہی لادے
داسی۔ اچھا تو چلو۔ تالاب کے
کنارے تمکو دوارپال کو سونپ دون
اور مین پھول توڑ لاؤن۔
چتوڑ کا قلعہ نہایت خوشنمائی اور
مضبوطی سے بنا ہی۔ اُسکی اونچی اونچی
دیوارین چارون طرف سے شہر
کو گھیرے ہوئے ہین۔ قلعہ کے اندر
جو عمارتین ہین۔ اُنمین درخت پھل

پھول - نہر - تالاب اور پتھر کی مورتین جابجا اپنی بہار دکھاتی ہین - فوارون سے درخت شاداب ہو رہے ہین - قلعہ کی سڑک جو راج بھون کے محل تک سیدھی چلی گئی ہے - اُسکے کنارے دو رویہ درخت نصب ہین قلعہ کے چارون سمت پر چار پھاٹک ہین - پھاٹکون کے اندر باہر پہرہ دینے والے لوگ مقرر ہین - ان پھاٹکون کے سوا اور کوئی دوسرا راستہ آمد رفت کا نہین - گڈھ کے باہر میدان مین ٹیڑے بڑے شیشم اور ساکھو کے درخت ہین - میدان کے چارون طرف ایک گھیرا ہوا ہے کا گڑا ہی جسمین چار دروازے ہین - یہان کوئی سپاہی تک نہین بالکل سُنسان ہی رہتا ہے

داسی نے آکر دکن کے دواریال سے کہا کہ "دیکھو مین کنور جی کیواسطے پھول توڑنے تالاب پر جاتی ہون تم ذرا چلکر اُنکی نگہبانی کرتے رہنا - بچے تو بہت دیکھے مگر ایسا ضدی کم دیکھنے مین آیا جو ہٹ کرتا ہے کر کے چھوڑتا ہے مین پھول توڑنے جاتی ہون - ہوشیار رہنا - کرن کو سپاہی کے پاس چھوڑ کر داسی پھول توڑنے گئی تالاب کے پاس پہونچکر چاہا کہ پھول توڑے - جیسے ہی اُسنے پھول پر ہاتھ بڑھایا درخت کا ایک کانٹا چبھ گیا درد سے اُسنے ہاتھ کھینچ لیا اور چاہا کہ واپس جاے - ساتھ ہی کرن کی ضد کا خیال ہوا اور پھر پھول توڑنے کو ہاتھ بڑھایا اور آہستہ سے درخت پر اپنے دوپٹے کا آنچل ڈالکر اُسکی شاخ ہاتھ سے کھینچ لی اور دوسرے سے پھول توڑ لیا - اب چاہا کہ کرن کے پاس آوے کہ دوپٹے کے آنچل کے اُلجھنے سے پانون پھسلا اور تالاب مین گر پڑی - گرتے ہی - مری مری کی صدا سُنائی دی - آواز کے سُننے سے دواریال نے جانا کہ داسی کسی تازہ مصیبت مین پھنس گئی - کنور جی کو چھوڑ کر داسی کے بچانے کو دوڑا - جاتے ہی تالاب مین کودا اور دونون ہاتھون سے داسی کو پکڑ لیا اور بدقت پشت پر لاد کر اُسے نکال لایا - داسی مبہوت ہو گئی تھی بولنے کی طاقت نہ رہی تھی - جسم تھر تھرا رہا تھا ہچکی چڑھی تھی - جب ہوش مین آئی اور سانس ٹھکانے ہوئی تو دواریال سے بولی - دیکھو! کرن کی ضد نے آج میری جان لی تھی - تم نہ آتے تو مر گئی ہوتی - ایسا کمبخت لڑکا ہے اسکو

ذرا دیا دھرم نہین چھو گیا ——

دوارپال ۔ چپ ایسی بات کوئی مُنہ سے نکالتا ہو اور وہ بھی راجکمار دن کی شان مین ۔ اگر کوئی غیر شخص سُن لے اور مہاراج سے جاکر کہدے تو کیا حال ہو ۔

دوارپال اور داسی یہ باتین کرتے جہان کنورجی کو چھوڑ گئے تھے آگے ۔ دیکھا تو راجکمار کا پتہ نہین ۔ دونون بہت پشیمان ہوئے ۔ ادھر اُدھر ڈھونڈھنا شروع کیا ۔ مگر کہین پتہ نہین ۔ دل مین سوچتے تھے کہ اب خیر نہین ۔ مہاراج اور رانی کو کیا جواب دیا جائیگا ۔ کچھ کرتے دھرتے نہین بن پڑتا ۔ پھر سوچا کہ شاید کوئی جیری راجکمار کو اکیلا جان غرلے گئی ہو ۔ بڑی بدنامی کی بات ہو ۔ جب محل کی رانیان کنورجی کو پوچھینگی تو ہم انکو کیا جواب دینگے ۔

داسی نے محل مین جاتے ہی داویلا شروع کی ۔ رو کر کہنے لگی ۔ میرا کچھ قصور نہین ۔ مین تو دوارپال کے سپرد کر گئی تھی ۔ لیکن ! لیکن !!

کملا دیوی ۔ (بات کاٹتے ہوئے) کیا بکتی ہو ۔ پاگل تو نہین ہو گئی ۔ ٹھوکر کھائے جاتی ہو ۔

جب داسی نے دیکھا کہ بات بنائے نہین بنتی ۔ ہاتھ جوڑ کر کہا کہ مین قسم کھاتی ہون راجکمار کو دوارپال کے حوالے کر دیا تب پھول توڑنے گئی تھی ۔ ہونی بات ہوتی ضرور ہے ۔ کنور کو ۔

کملا دیوی ۔ (متوحش ہو کر) کنور ۔ کیا دوارپال کی گود سے گر پڑے ؟ صاف صاف کیون نہین کہتی ۔

داسی ۔ نانا ۔ کمار ۔ کیون گرینگا ۔ مین اُسپر سے صدقے ہو جاؤن ۔ تالاب مین مین ہی گر پڑی تھی ۔ مرتے مرتے بچی ۔ پرمیشر نہ کرے اُسکے دشمن گرین ۔

کملا دیوی اور لچھمی دیوی ہنسنے لگین بولین تو پھر کیسے بچ گئی ۔

داسی ۔ دوارپال میری آواز سنکر دوڑا ہوا گیا اور مجکو تالاب سے نکال لایا اسمین میرا کیا قصور ۔ اسی سے تو کہتی ہون کہ آپ مجھپر بہت خفا ہونگی

کملا ۔ بہلا اسمین خفگی کی کون بات ہے تو بچ گئی تو مین اور خوش ہوئی خفا کیون ہونے لگی ۔

داسی ۔ مین بہی تو وہی کہتی ہون کہ آپ لوگ ماں باپ ہین ۔ جب آپ ہی لوگ دیا نہ کرینگے تو دوسرا کیون دیا کریگا ۔ اب بتائیے کہ کنور لمان ہین انکے لیے یہ پھول توڑ کر لائی ہون ۔

کملا - کنور کہان ہی - یہ ہمین کیا معلوم تو تو کہتی تھی کہ ددار بال کے پاس چھوڑ آئی ہون -

داسی - مین سمجھی کہ آپ نے میرے گناہ معاف کر دیے اور یہ بھی آپ جانتی ہین کہ ہمین ہمارا کچھ قصور بھی نہین ہے - اب آپ میری خطا معاف کر دیں

کملا - (غصہ بھری آواز سے) معلوم ہوتا ہی کہ تمھین سب لوگون کی لاپرواہی کاہلی سے میرے کنور کے کہین چوٹ لگی ہی - آخر ہوا کیا - صاف صاف کیون نہین کہتی - خرافات باتون سے بھیجا اڑاے دیتی ہے -

داسی - کنور کو کچھ نہین ہوا -

کملا - تو پھر کیا ہوا - ؟

داسی - ددار بال کنور کو اکیلا چھوڑ کر مجھے تالاب سے نکالنے گیا تھا - یہی کہتی ہون -

کملا - اکیلا چھوڑ کر گیا تو کیا ہوا -

داسی - اور کچھ نہین ہوا - ہمین کو دھوکا ہوا -

کملا - دھوکا کیا ہوا -

داسی - کنور کو اکیلا دیکھکر ہمین دھوکا دینے کی نیت سے کوئی لیکر چلا آیا ہی

کملا - اسمین دھوکا ہونے کی کون بات ہی کوئی

داسی - کنور کو آپ کے پاس کوئی اپنی سرخروئی جتانے کی غرض سے لائیگا اور آپ ہم پر خفا ہونگی -

کملا - کیا - کیا - ہمارے پاس تو کنور کو کوئی بھی نہین لایا -

داسی کو اس بات کا یقین نہین ہوا وہ سمجھتی تھی کہ یہ میرے ساتھ ہنسی کرتی ہین - بولی - میرا قصور معاف کرو اب کبھی کنور کو اکیلا نچھوڑ دونگی - بتاؤ وہ کہان ہین مین انھین یہ بھول دونگی

کملا دیوی اور لچھمی دیوی کو اس بات سے اور بھی شک ہوا - متعجب ہو کر بولین - تو نے کنور کو کسکے پاس چھوڑا وہ کہان لیگیا"

داسی کملا دیوی کے پانون پر گر پڑی اور کہنے لگی - بڑی چوک ہوئی - اب ایسا نہ کرونگی - بتا دیجیے کنور کہان ہین

کملا دیوی اور لچھمی دیوی داسی کے بیان سے اور گھبرا گئین اور آنکھون سے ٹپ ٹپ آنسو گر پڑے - نہایت بیچینی سے پوچھنے لگین - پرنیشر کے لیے - سچ سچ حال بتا دے ہمارا دل ڈوبا جاتا ہی

داسی نے کل حال جو اسپر گذرا تھا کہدیا کملا دیوی نے دوسرے ددار بالون اور داسیون کو بلا کر پوچھا سب نے صاف

جواب دیا کہ ہم نہین جانتے۔ اب تمام رنواس مین تلاطم مچ گیا۔ ہر شخص متعجب ہر بشر متوحش۔ رانیون کے دلپر جو کچھ رنج تھا درد تھا اُسکا کیا ذکر۔ غرضکہ تمام رنواس مین کنور جی کی تلاش ہوئی۔ مگر کہین پتہ نچلا۔ کونا کونا ڈھونڈھ ڈالا۔ جب سب جگہ تلاش ہو چکی تب سب کو یہ خیال ہوا کہ شاید اکیلے کھیلتے کھیلتے کہین باہر نہ چلے گئے ہون۔ پھر یہ بھی سوچے کہ کہین پھول کے لالچ سے اُسی تالاب مین نہ گر پڑے ہون سب نے ملکر کل حال کنور کا راجہ سمر سنگہ سے عرض کیا۔ سمر سنگہ نے بہت ہی افسردہ ہوکر اپنے نوکرون اور خدمتگارون کو ساتھ لیکر تمام جگہ۔ راج بھون۔ تالاب۔ باغ۔ کو ڈھونڈھ ڈھونڈھوایا اور تالابون مین دو دو تین تین مرتبہ غوطہ خورون نے کنور کی تلاش کی کہ شاید کہین کھیلتے کھیلتے ڈوب گئے ہون۔ مگر۔ ہاے۔ ان لوگون کی تمام کوششین بیکار ہو گئین۔ تمام دن تلاش کرتے کرتے شام ہو گئی مگر کنور جی کا پتہ نہین ملا۔ سمر سنگہ نے اُسی داسی کو روبرو بلاکر تمام حال کنور جی کی گمشدگی کا پوچھنا شروع کیا۔

سمر سنگہ۔ جب دواریال تجکو نکالنے گیا تو کرن کو کہان چھوڑا اور اسکے آنے مین کتنی دیر ہوئی۔

داسی نے جسطرح پہلے کہا تھا اُوسی طرح دوبارہ بیان کر دیا۔

جس مقام پر کہ سمر سنگہ داسی سے کرن کا حال دریافت کر رہے تھے وہان بہت آدمی جمع تھے۔ ایک شخص نے کہا۔ داسی اپنا پھول توڑنے کو جانا ثابت کرتی ہے یہ بالکل جھوٹ کہتی ہے۔ ہرگز وہ پھول توڑنے نہین گئی بلکہ دواریال پھول توڑنے گیا تھا۔ مین اتفاق سے اسوقت اُسی راستہ سے جاتا تھا۔ داسی ہی دروازہ پر کرن کو گود مین لئے کھڑی تھی دواریال کو نہین دیکھا۔

داسی۔ ذرا غور سے اُسکی طرف دیکھکر تم نے کب گود مین لئے دیکھا تھا کیا قسم کھا کر کہہ سکتے ہو کہ مین پھول توڑنے نہین گئی تھی۔ مین اسکی شہادت دیسکتی ہون کہ مین ہی پھول توڑنے گئی تھی۔

دواریال (جو داسی کی بچا نکلی گیا تھا) یہ سچ کہتی ہے۔ کنور کو میرے پاس چھوڑکر پھول توڑنے گئی تھی۔ مجکو خیال ہوتا ہے کہ جب مین تالاب سے داسی کو نکالنے گیا تھا تب مینے کنور جی کو دوسری داسی کی گود مین دیکھا تھا مین سمجھا کہ یہ کرن کو اکیلا جانکر راج بھون میں

مہارانی کے پاس پہونچا دیگی یہ بھی نہین ہوسکتا۔ سب داسیون دخواصون کے بیان سے پایا جاتا ہی کہ کنور جی کے حال سے وہ بالکل نابلد ہین۔

اس گفتگو کے ختم ہونے پر دو تین اور دوارپال ہم آواز ہوکر بول اُٹھے۔ "ایک بات اور ہوسکتی ہی۔ آج بگلی راج بھون مین آئی تھی دروازہ پر کوئی دوارپال موجود نہ تھا کنور جی کو اکیلا پاکر اسی پھاٹک سے لیگئی ہوگی"۔

داسی یہ سنکر بولی۔ ہان مہاراج ایک دن بگلی میرے پاس آئی تھی لاکھ لکھ اُسنے چاہا کہ کنور جی کو مجھسے لیلے مگر مین نے نہین دیا۔ تب وہ ناخوش ہوکر بکتی ہوئی چلی گئی۔ مین نے اُسکے باتون پر کان نہ دیے۔ بھگوان جانے کیا کہا۔ اب سمجھی یہی کہا ہوگا۔ سمر سنگھ بھی سمجھ گئے کہ ہونہار راجکمار بگلی ہی کے ساتھ مین غائب ہین۔ دل مین سوچے افسوس اتنا وقت مفت ضایع ہوا صرف بگلی ہی کی تلاش کافی تہی۔

سمر سنگھ نے بگلی کو جاتے ہوئے جس نے دیکھا تھا اُسکو بلوایا اور پوچھا کہ بیکار اس معاملہ کو چھپا رکھا اگر کہدیتے تو بہت جلد پتہ لگ جاتا جسکے جواب مین اُنہون نے عرض کیا۔ ہمکو تو یہ گمان بھی نہ تھا کہ وہ غائب ہو جائیگی۔ اگر ہم جانتے تو ضرور عرض کرتے اور نہ بگلی کو پھاٹک سے نکلتے ہوئے دیکھا اگر بگلی کنور کو لیکر بھاگتی تو کسی نہ کسی کی نگاہ ضرور ہی پڑتی۔ ہم مین سے کسی نے بھی نہین دیکھا۔ شاید اُس چور دروازہ سے نکل گئی ہو جو باغ کی شمال جانب نشیب مین واقع ہی۔

سمر سنگھ نے پژمردہ دلی اور حسرت بھری امید سے سر نیچا کرلیا۔ تھوڑی دیر بعد بیتابی ہوئی دل گھبرایا۔ چاردن طرف آدمیون کو دوڑایا اور خود بھی اُسکی جستجو مین چلے۔

سوامی منگلا چارج راجکمار کے غائب ہو جانے کی خبر سنکر بہت فکرمند ہوئے اور افسوس سے کہنے لگے کہ کاش بگلی کی آمد ورفت نہ رہتی تو یہ خرابی نہ پیدا ہوتی۔

باب تیسرا

"بگلی"

بگلی کیطور سے کنور کو لیکر چمپت ہوئی اسکا ذکر ہم اس باب مین کرینگے۔

راج محل کے آمد ورفت چھوڑنے پر بگلی ہر ایک راستہ اور ہر ایک گلی کوچہ مین پھرا کرتی اور گدائی سے بسر اوقات

کیا کرتی تہی - کرن کا خیال بہلا کب چین
لینے دیتا - کچہہ دنون بعد کرن کے دیکہنے کی
ہوس دامنگیر ہوئی مگر سوتون کا خیال اور
راجہ صاحب کی بے التفاتی سے رنواس
مین جانے کی ہمت نہ پڑتی تہی -
البتہ محل کے گرد تلاش مین گہوما کرتی تہی
کرن جب کسی کی گود مین باغ کی سیر کو
جاتے بگلی دور سے دیکہہ لیا کرتی - صورت
دیکہتے ہی بیتاب ہوگئی - صدر دروازہ
چہوڑ کر چور دروازے کیطرف لمبی بڑہی
راستہ مین دواربال نے کہا - بگلی تو
اتنے دنون بعد آج یہان کیون آئی -
سنتے ہی جامہ سے باہر ہوگئی - مگر بے
بس تہی - کرتی تو کیا کرتی - دل مین بڑبڑاتی
ہوئی چور دروازے پر پہونچی - جب
دواربال کی نظر سے اوجہل ہوگئی تو تیز
آواز سے بیزار ہوکر بولی "نوکر کی یہ مجال
کہ رانی کو بگلی کہے - سوامی تو سوتون کے
بس ہوکر کہتے ہی ہین - انکے کہنے کا برا
نہین مانتی - کرن اور داسی جس مقام
پر تہے بگلی وہین پہونچی مگر کرن پر قابو
نہ پایا - اتفاقاً ایک آواز دور کی سنائی دی
اور ایک دواربال کو آواز کیطرف
جاتے دیکہا بگلی اور آگے بڑہی - کیا
دیکہتی ہے کہ کرن اکیلے ادہر ادہر کہیلتے
ہین - بگلی یہ دیکہکر بہت خوش ہوئی
اور جہپٹکر گود مین اٹہا لیا - آج امید
بہت دنون بعد پوری ہوئی پیار کرکے
بولی - اخاہ یہی میرا پیارا بچہ ہے - ہائے
اسی کے دیکہنے کو ترستی تہی (کرن سے
مخاطب ہوکر) تو میرا بیٹا - میرا دل -
میرے کلیجے کا ٹکڑا - میری جان کا عزیز
ہے - میری طرح کوئی بہی پیار نہین کرسکتا
آ تمکو ایک پہلواری دکہا لاؤن بہت
اچہی پہلواری ہے -

کرن - دواربال پہول لینے گیا ہے
میلون تو چلون -

بگلی - اس پہلواری مین اس سے
بہی اچہے اچہے پہول ہین - کیسی کیسی
چڑیان درختون پر بولتی ہین کہ دیکہا کرو
اور نیت نہ بہرے - تمکو سب پہول دکہا
دونگی - اس سے بہی اچہے پہول ملینگے

کرن - (خوش ہوکر) اچہا لے چلو -

بگلی کرن کو لیے ہوئے چور دروازے
سے نکلی - اور کہتی جاتی تہی "تم رونا
نہین - سب لوگ تمہارا رونا سنکر
مجہسے چہین نہ لین - اور میرے ساتہ
پہلواری دیکہنے جانے نہ دینگے" -
کرن نے سر ہلاکر کہا "نہین"

بگلی - تو مین پہلواری دیکہنے لیے چلتی

ہون۔ یہ کہکر جلدی جلدی قدم اوٹھانا شروع کیے۔ عام راستہ چھوڑ کر سنسان گلیون مین ہانپتی ہوئی ندی کے کنارے پہونچی جاکر دیکھا بہت سی کشتیان گھاٹ پر موجود ہین۔ بگلی نے ملاح کو بلاکر کہا مین تمھاری کشتی پر سوار ہونگی۔ کنارے لے آو۔ کرن نے پوچھا وہ پھلواری کہان ہے۔

بگلی۔ ناو پر سوار ہوکر پھلواری دیکھنے چلتے ہین۔

کنور سنکر چپ رہی۔

ملاح۔ ہم بہت دور جاینگے۔

بگلی۔ تم جہان چلوگے۔ ہم بہی وہین چلینگے۔ جلدی چلو ایسا نہو سوتین اگر تیرے بچے کو چھین لین۔

ملاح بگلی کو سوار کرکے لیچلا۔ بگلی نے کمر سے تھیلی نکالی (جو کچھ کہ اثاثہ گدائی کا جمع کیا تھا سب اوسی مین تھا) چند روپیہ نکال کر ملاح کو دیے اور کہا۔ پہنچکر اور بہی دونگی۔ جب کشتی دور نکلگئی۔ کرن نے پوچھا۔ پھلواری کہان ہے۔ بگلی دور سے درختون کے جھرمٹ کو دکھا کر بولی ’’وہ پھلواری ہے۔‘‘ وہین چلتے ہین۔ کنور جی گود مین سو رہے۔

گزشتہ پچھ کی تاریخون کا آج آخری دن ہے۔ چکور مین ماہتاب کی تلاش مین بے چینی سے راتین بسر کرتی ہین اندھیاری رات ہے۔ کشتی تیز رفتاری سے اپنے مقامون کو طے کرتی جاتی ہے۔ مشرقی کنارے پر جہان آفتاب نکلا کرتا تہا۔ آج کچھ کالے بادل چاند کی جانشینی کرتے ہین۔ گھنگھور کالی گھٹائین آسمان پر چھا رہی ہین۔ ہوا زور سے چلنے لگی کشتی ہوا کے تھپیڑون سے ڈانوان ڈول ہونے لگی۔ طوفان سے بچنے کے لیے ملاح اپنی جان لڑا رہے ہین پانی زور سے برسنے لگا۔ آندھی اپنا رنگ دکھانے لگی دریا کی موجین دو دو ہاتھ اونچی اوٹھتی ہین۔ ہوا کا تھپیڑا چارون طرف سے ناو پر پڑتا ہے۔ پورب پچھم اُتر۔ دکھن چوبائی ہوا چل رہی ہے۔ بجلی کے کڑکنے بادل کے گرجنے سے اور بہی ہوش وحواس ملاحون کے جاتے رہے ہاتھ پانون پھول گئے۔ کوئی حکمت کارگر نہوتی جس سے ناو کو اس طوفان سے بچائین۔ ہر چند کوشش کیجاتی تہی کہ کشتی کنارے لیجائین۔

مگر پانی کے تھپیڑے سے ایسی گرداب بلا مین پھنس جاتی تھی - اب کشتی مین پانی بھرنے لگا - ملاح چیخنے لگے - اس تلاطم مین کرن کی بھی نیند اچٹ گئی - اپنی ماتا کو پاس نہ پاکر اور بھوک کی شدت سے رونے لگے - بگلی نے اونکو بہلایا وہ روتے روتے تھک کر بگلی کی گود مین سو گئے -

ادہر ملاح کشتی مین پانی بھرنے سے نہایت مخوف ہوئے - کشتی کے کنارے لگانے کی کوشش کرتے تھے - پانی کا تھپیڑا ناو کو بڑھنے نہین دیتا تھا - ملاح حالت یاس مین پرمیشر کا نام لینے لگے - علی التواتر دو تین لہرین ایسی اٹھین کہ کشتی دریا مین بیٹھ گئی - کشتی کے سوار پانی مین ڈوبنے لگے کسی کو کسی کی خبر نہین - بگلی کی گود سے کنور جی چھوٹ کر علیحدہ گر پڑے - بگلی دہین غرقاب ہو گئی - ملاح کنارے جانے کے واسطے ہاتھ پانون مارنے لگے - تاریکی سے کوئی کسی کی مدد نہین کرسکتا تھا -

ادھر کا تو یہ حال ہوا - آئیے ذرا ہم اب چتور کی سیر کرین کہ کیا ہوتا ہے شام بالکل ہو گئی - اسکے ساتھ ہی آندھی آئی - زمین کی دھول (خاک) آسمان پر اوڑ اوڑ کر آدمیون کے منھ ناک اور کان مین بھرنے لگی - بات کرنا مشکل ہو گیا - تاریکی مین قریب کی چیز دکھنا دشوار ہوتا تھا ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھتا تھا - آندھی کے تلاطم سے بڑے بڑے درخت ٹوٹ ٹوٹ کر دھما دھم زمین پر گرنے لگے -

جو لوگ کنور جی کی تلاش مین چتور کے باہر گئے تھے انکی مصیبت اور تکلیف کا کیا حال بیان کیا جائے - کوئی درخت کی جڑ سے ٹھوکر کھا کر زمین پر گرا ہاتھ پانون ٹوٹ گئے - کوئی تاریکی کیوجہ سے راستہ بھول گیا باد سموم کے جھونکون سے تازہ تازہ اذیتین اٹھا رہا ہے اسی طرح چند شخص تکلیفین اوٹھا کر افتان و خیزان شہر مین واپس آئے دل مین خیال تھا کوئی نہ کوئی شخص کنور کو محل مین لیگیا ہو گا -

لوگون کے خالی ہاتھ واپس آنے پر سمر سنگہ سے نرہا گیا وہ خود آندھی کی اذیتون کو خیال مین نہ لا کر کنور جی کی تلاش مین تنہا نکل کھڑے ہوئے -

ہوا کے ٹکرانے کی صدا سنکر سمر سنگہ اپنے پیارے کرن کا ردنا

تصور کرتے تھے وہ ایسے خود رفتہ ہو گئے کہ برق کی چمک سے جو درخت میدان مین دکھلائی دیتے تھے انپر اپنے کرن کا شبہہ ہوتا گویا کرن ہی کچھ فاصلہ پر کھڑا ہی - کبھی ہوش مین آکر آسمان سے مخاطب ہو کر کہتے تھے کہ اے فلک کج رفتار تو اپنی چال سے نہین چوکتا - ہر وقت اپنی گھات مین لگا رہتا ہی آج تیری امید بر آئی میرے پیارے آنکھون کے تارے کنور کو مجھ سے چھین لیا - مجھ سے غمزدہ پر تجھکو ذرا بھی ترس نہ آیا - میرے اتنے دنون کا ریاض چشم زدن مین مٹی مین ملا دیا - میری حسرتون کو دل سے نکلنے نہ دیا - پر مشیر ! اب مجھ پر دیا کر کھویا ہوا لعل مجھ سے ملا دے سمر سنگھ کی آہ دلکا اور پر درد صدا سے چھاتی پھٹتی تھی - اسی حالت مین روتے ہوئے دریا کنارے پہونچے - دیکھا دریا پر سناٹا ہی جسکی فضا اور بہار ہر مغموم کے دل کو بہلاتی تھی - جسکی پاکیزہ ہوا حسرت و یاس بھرے ہوے دل کو تسکین دیتی تھی - آج وہی دریا ملک الموت کا جامہ پہنے راجہ سمر سنگھ کے سامنے مہیب صورت بنائے کھڑا ہی

دریا پر اسوقت کوئی ملاح نہین کشتیون کو کھونٹے اور بلی مین باندھ باندھ کر آندھی کی شدت سے اپنے اپنے گھر چلے گئے ہین - صرف بیوپاری اپنی اپنی ناؤ پر بغرض حفاظت مال رکتے ہین - کوئی کوئی بیوپاری ناؤ پر سو گیا ہے - اور کسی کسی کو ایسے خوفناک وقت مین نیند ہی نہین آتی راجہ سمر سنگھ نے ایک ناؤ کے بیوپاری سے پوچھا -

سمر سنگھ - تم دریا کے کنارے کسی عورت کو ایک خوبصورت لڑکا لیے ہوے جاتے دیکھا ہی - ؟

بیوپاری - یہ پاگل ہی کیا ؟ ہملوگ ندی پر رہتے ہین بہت سی عورتین گود مین بچو نکو لیے جایا ہی کرتی ہین - کیا ہم یہ دیکھا کرتے ہین کہ کسکا لڑکا خوبصورت ہے اور کسکا بدصورت - اسکی عمر کتنی ہے - عورت کیسی ہی -

بیوپاری راجہ سمر سنگھ کو پہچانتا نہین تھا اسوجہ سے ایسی انسانیت سے بعید باتین کرنے کا مرتکب ہوا -

سمر سنگھ نے دو ایک اور سوال کیے لیکن شافی جواب نہ ملا - دوسری ناؤ کے بیوپاری سے جاکر اسی طرح پوچھا -

دوسرا بیوپاری۔ ہم اپنی یاد مین بیٹھے رہتے ہین کیا ہم کسی کو دیکھا کرتے ہین دیکھنے کے واسطے تو ہم کسی کے نوکر نہین۔

سمر سنگھ نے وہان سے ناامید ہو کر تیسرے بیوپاری سے پوچھا۔ اُسنے بھی ایسا ہی جواب دیا کہ ہم مسافر ہین روزگار کیواسطے اس شہر مین آئے ہین۔ ہم لوگون سے ایسی ایسی باتین پوچھنا بیکار ہین۔

سمر سنگھ اپنی باتون کا جواب معکوس پاکر خاموش ہو گئے۔ قسمت کی برائی پر افسوس کرتے تھے۔ برگشتگی طالع دربدر خاک چھنواتی تھی۔ وہ یہی پوچھنا چاہتے تھے۔ کہ ”بگلی دریا سے کنورجی کو لیگئی ہے۔ یا نہین لیکن افسوس سمر سنگھ کو یہ نہین معلوم کہ ابھی اسی ندی سے انکا کرن گیا ہے“۔

سمر سنگھ کے دل مین یہ کبھی گمان بھی نہ تھا کہ بگلی کنور کو لیکر چتور شہر چھوڑ دے گی“۔ ناچار ہو کر مکان پر واپس جانے کا قصد کیا۔ اُنکے دل مین یہ خیال آیا کہ ”کیون بیکار یہان گھوم رہے ہین ہمارا راجکمار تو محل مین ہو گا۔ وہ اپنی مان کی گود مین سو رہا ہے رنواس مین خوشیان منائی جا رہی ہونگی اور ہم یہان اکیلے گھومتے پھرتے ہو جاو جلد جاو“۔

”راج استھان پہونچتے ہی اپنے لاڈلے کو دیکھو گے“۔ اس خیال کے آتے ہی دل مین ڈھارس ہوئی اور خود راج بھون کیطرف چلے۔

راستہ مین چلتے چلتے کنور کی رٹ وردزبان تھی۔ ٹھنڈی سانسین بھرتے ہوئے چلے جاتے تھے۔ کنور نے اتنا پکارنے پر جواب نہ دیا۔ اسر جھکائے دریائے تحیر مین غرق کنور کا کا خیال پیش نظر گھر پہونچے۔ کمار کو نہ پایا۔ مان کی گود خالی پائی۔ بلکہ اونکی بھی آنکھون سے آنسو بہ رہے ہین۔ دل دھڑکتا ہے۔ اسی اُمید مین بیٹھی ہین۔ شاید مہاراج ہی کنورجی کو لیے ہوئے آتے ہون۔ اور یہ آواز سنائی دے کہ ”لو رانی یہ اپنا پیارا بالک چھاتی سے لگاو“۔

سمر سنگھ کا دل رانی کی حالت دیکھکر بھر آیا۔ آس یاس سے بدل گئی بے قابو ہو کر زمین پر گر پڑے مہاراج کو دیکھتے ہی رنواس مین کہرام مچ گیا۔ رات بھر روتے گذر گئی۔ تمام رانیان سوچتی رہین۔ سویرے کون کون

اور کہان راج کمار کو ڈھونڈھنے جاونگا کسی نے کہا بگلی فلانی پہاڑ کی کندرا مین ہی۔ وہین آدمی بھیجو۔ کسی نے کہا وہان نجانے بگلی۔ پہاڑ پر چڑھنے سے بہت خوف کھاتی تھی۔ پہاڑ پر ہرگز نہین گئی ہوگی اور کہین ہوگی۔ اسی طرح ہر ایک خیالی جا دل بہلاتا تھا۔ مگر یہ کسی کے منہ سے نہین پھوٹتا تھا کہ بگلی چیتور سے بھاگتے وقت ناو پر سوار ہوکر جا سکتی ہی۔

اب صبح ہوگئی تو اب تلاش مین نکلے اتنے مین کئی آدمی بگلی کی لاش لیئے ہوئے راج استھان مین پہونچے۔ سمر سنگہ کا ماتھا ٹھنکا ہو نہو بگلی کے ساتھ کنور جی بھی غرق ہوگئے۔ دل بھر آیا پوچھا۔ یہ لاش تم نے کہان پائی جو لوگ لاش اٹھا لائے تھے بولے مہاراج ہم نے ندی کنارے لاش پائی ہی وہین پڑی ہوئی تھی۔ راجہ نے کہا۔ کیا وہان تم نے کنور جی کو نہین دیکھا جواب ملا۔ جی نہین۔ پوچھا۔ تو کمار کیا ہوئے۔ اور بگلی کیونکر مری۔ وہ بولے معلوم ہوتا ہی کہ بگلی ناو پر سوار تھی کل اسی طوفان کے وقت ڈوب گئی ہوگی لاش بہکر کنارے لگی۔

سمر سنگہ نے آدمیون کو جہان ناو کی ڈوبی تہی بھیجا۔ انھون نے پلٹ کر جواب دیا۔ ہم لوگ بہت دور تک گئے تھے وہان ایک چٹان پر ٹوٹی ہوئی ناو دیکھی۔ رات والے طوفان مین یہ ناو ٹوٹ گئی ہی۔ ملاحون سے بھی دریافت کیا تو انھون نے بیان کیا وہ ایک عورت لڑکا لیے ناو پر سوار تھی۔ بس معلوم ہوگیا کہ وہ عورت بھی بگلی تھی اور وہ لڑکا راجکمار ہی تھا بگلی ڈوب کر بہتی ہوئی کنارے آلگی راجکمار کا حال نہین معلوم کیا ہوئے

راجہ سمر سنگہ کی آس بالکل ٹوٹ گئی اب پورا گمان ہوا کہ راجکمار بھی ڈوب گئے۔ پہلے تو خیال تہا کہ راجکمار زندہ ہین مگر اب امیدون پر پانی پھر گیا۔ دنیا امید پر قایم ہے اور اسی امید پر انسان کا دار مدار ہے اگر امید کا سلسلہ قایم نہ رہے تو انسان کی زندگی محال ہوجائے۔ ہر چند سمر سنگہ کو راجکمار کے مرنے کے پورے ثبوت مل رہے تھے مگر دل قبول نہین کرتا تھا کہ راجکمار گرداب مرگ مین پھنس گئے ہون۔

شام کیوقت حسب معمول دیبی کے مندر مین مہارانا سمر سنگہ گئے۔ آنکھین

شندکرکے ہاتھ جوڑکر دیبی کے سامنے کھڑے ہوئے۔ سر پر راج مکٹ نہ تھا بلکہ آسن پر علیحدہ رکھا ہوا تھا راجسی پوشاک بھی نہ تھی معمولی کپڑے پہنے ہوئے تھے۔

مہارانا جیو نے اٹھکر اپنا بیج منتر جپ کر ساشٹانگ ڈنڈوت کی اور آسن سے مکٹ اٹھا کر دیوی جی کے قدمون پر رکھدیا۔ ہاتھ جوڑکر بولے۔ ماتا۔ تمھارے چرنون پر اپنا مکٹ ارپن کرتا ہون۔ آج سے اپنے سر پر مکٹ نہین دھارن کرونگا بلکہ راجسی کپڑا بھی نہین پہنونگا۔ مکٹ کے بجائے جٹا دل سے سر ڈھکونگا ہے بھگوت۔ اج سے جتنے راجسی خیال ہین سب تیاگ کرتا ہون۔ لیکن جو دل سے راجسی خیال نکالنے والا ہے وہ کسی طرح نہین بھولتا۔ ہے راجیشری تمھاری ہی یاد دل مین رہے اور تمھاری اگیا سے پرجا کا پالن کرون آج کے دن سے مہارانا سمر سنگھ کے بجائے جوگیندر سمر سنگھ کے لقب سے پکارے جاینگے۔ اسی لیے ہم بھی ناول مین اسی لقب سے لکھین آگے۔ ناظرین خیال رکھین

باب چوتھا

"عشق"

دریاے جمنا کی ایک شاخ شہر اور کے نیچے نیچے بہتی ہوئی جاتی ہے سمبت ۱۷۳۴ بکرمی اور سمبت ۱۱۰۳ شاکے مین اسی دریا پر ایک کشتی جارہی ہے رات کا اختتام ہے ستارہ سحری چمک رہا ہے۔ سپیدہ صبح اپنی اپنی ہلکی ہلکی روشنی سے ظلمت شب کو دور کرتا جاتا ہے۔ اتنے مین شاہ خاور تخت گردون پر جلوہ افروز ہوا فوج ثابت و سیارگان کو شکست دی۔ جانوران صحرائی یاد خالق مین مصروف ہین۔ رات کی شبنم برگ شجر پر موتی کیطرح جھلک رہی ہے۔ نسیم سحری غنچہ ناشگفتہ کو شگفتہ کرتی جاتی ہے روح کو بالیدگی ہوتی ہے۔ اسی جانفزا وقت مین ایک شخص جو کشتی پر سوار تھا ملاح سے بولا "دو کشتی کنارے لگادو۔ اب اترونگا"۔ ملاحون نے کشتی کنارے پہونچائی۔ وہ شخص جسکی عمر ۴۵ سال کی تھی ایک دختر گود مین لیے ہوئے کشتی سے اوترا۔ بال

کھڑی ہو گئے تھے۔ سینہ پر کسی قدر جھریان
پڑ گئی تھین۔ شیخوخیت کے درجہ پر پہونچ گیا
چکا تھا۔ چہرے سے کچھ رنج اور پژمردگی
برستی تہی۔ پیشانی سے ثابت ہوتا تہا
کہ یہ کوئی عالیخاندان ہہ۔ انکھین مثل
ستارہ عطارد منور۔ اقبال مندی
ناصیہ سے ہویدا۔ لباس گیردا جسم پر
فریب۔ ظاہر ہوتا ہی کہ اسنے دانستہ
دولت پر لات مار کر فقیری لباس اختیار
کر لیا۔ ایک چار یا پانچ سال کی لڑکی
ساتھ ہی۔ لمبے لمبے بال دونون کانون
سے گذر کر پشت پر پڑے ہوئے ہین
وہ نہایت حسین اور خوبصورت تہی
اوسکا نورانی چہرہ دیکھکر ماہتاب
بہ سبب شرم و حجاب آنکھہ نہین ملا
سکتا تھا اور اسی غم سے وہ کاہیدہ
ہونے لگا۔ وہ شل اپنے باپ کے
کپڑے نہین پہنی تھی بلکہ اوسکی پوشاک
سے ثابت ہوتا تھا کہ یہ کسی بڑے
جلیل القدر کی لڑکی ہہ۔ وہ شخص کشتی سے
اوتر کر ایک صندوق سے کچھ روپیہ
نکال کر ملاح کو دینے لگا۔ روپیہ کے
ساتھ ہی کاغذ کا پرچہ ہاتھ مین آگیا
پرچہ کو دیکھکر اور دو تین پرچے جیب سے
نکالے اون پرچونکو پڑھا اور پھر لپیٹ کر

دریا کے کنارے ڈالدیے۔ کاغذ ہوا
سے اڑ کر دریا مین بہ چلا۔ اور یہ لڑکی
کو لیے ہوے دریا کنارے بیٹھہ گیا۔
لڑکی اپنے ہمراہی سے بولی دیو تا جی
گھر کب چلوگے۔ اس شخص کا دل بہر
آیا۔ جواب دیا۔ شیل بالا! تمھارے
پتا کا اب کوئی گھر نہین ہہ۔
شیل بالا۔ پہر اب کہان رہین گے۔
شیل کا باپ۔ جنگل مین۔
شیل بالا۔ تو جنگل چلین نا۔ جنگل کیسا
ہوتا ہے۔؟
لڑکی کی ان سوہنی باتون سے پتا کے
لب خشک پر ہنسی آگئی۔ بات کا جواب
تو نہ دیا۔ بلکہ منہ چوم لیا۔ شیل بالا کچھہ
سوچنے لگی۔ تھوڑی دیر بعد بولی دیکھو!
دیکھو!! بابا دریا مین کون کھڑا ہی اور
ہماری طرف دیکھتا ہی۔ شیل بالا کے بابا
دیکھنے لگے۔ دیکھا۔ ایک سنیاسی جمنا
جی سے اشنان کر کے پوجا سے فارغ
ہوکر ان لوگون کی طرف بڑے غور سے
دیکھہ رہا تھا۔ سنیاسی نے ان دونون
کی باتین سن لی تھین۔ دریا سے
اشنان کر کے شیل بالا کے پتا کے
پاس آئے۔ پتا نے اوٹھکر پرنام کیا
سنیاسی آشیر باد دے کر بولے۔ میرے

ساتھ آؤ۔ بالکا کے تیا نے تعجب سے
پوچھا۔ کیون اپنے ساتھ لے چلنے کو
کہتے ہو۔ سنیاسی بولا اسوقت نہ پوچھو
پھر کہونگا۔ بالکا کے تیا کو اس بات
سے اور بھی تعجب ہوا۔ کچھ نہ بولے
سوچتے تھے۔ ہمارے رہنے کی کوئی
جگہ نہین۔ کہان رہینگے۔ بہتر ہے کہ
سنیاسی کے ساتھ چلکر کچھ روز بسر
کرین۔ یہ سوچکر اپنی شیل بالا کو ساتھ
لیئے۔ ہاتھین صندوق اوٹھا سے
سنیاسی کے پیچھے پیچھے چلے۔ کچھ
دور گئے ہونگے کہ انور کی آبادی سے
باہر چھوٹی چھوٹی پہاڑیان نظر آئین
انھین پہاڑیون مین ایک فقیر کی
کٹی تھی۔ سنیاسی شیل بالا اور اسکے
تیا کو ساتھ لیے اُسی کٹی مین آئے
اسوقت پہاڑی پر سوا ان چار
آدمیون کے اور کوئی نہ تھا۔ البتہ
کبھی کبھی کوئی شخص اجمیر سے دلی
جاتے وقت اسی پہاڑی پر ہوکر جاتا
تھا سبب یہ تھا کہ یہ راستہ بہ نسبت
دوسرے راستہ کے نزدیک تھا۔ اگر
کسی وقت یہ راستہ مخدوش بھی ہو جاتا
تو بھی لوگ تمام مشکلات جھیل کر
اسی راستہ سے جاتے تھے۔

اس پہاڑی پر ہمین پھر بھی آنا پڑے گا
ناظرین خیال رکھین اسی واسطے اس
راستہ کا حال بیان کر دیا گیا ہے
سنیاسی کو آتے دیکھکر ایک دس برس
کا لڑکا ہنستے ہنستے تیا تیا کہتا ہوا انکے
پاس آیا۔ اور بولا۔ تیا جی آپ تو کٹی
چھوڑکر کہین نہ جاتے تھے آج دو
گھڑی رات رہے ندی اشنان
کرنے گئے تو بھی اتنی دیر کر کے آئے
اب اکیلے نہ جانے دونگا۔ یہ لوگ
کون ہین۔

سنیاسی۔ اچھا اب اکیلا کبھی
نہ جاؤنگا تمھین ساتھ لیکر جایا کرونگا
یہ لوگ میرے ساتھ ہین۔ یہین رہینگے۔
یہ سنتے ہی بالک کسی سوچ مین
ڈوبا۔ مگر سنیاسی کی سیوا مین مصروف
ہوا۔ زبان سے پوچھنے کی مجال نہوئی
ادھر شیل بالا کے تیا نے سنیاسی
سے اسطرح باتین شروع کین۔

تیا (شیل بالا کے باپ) آپ ہمین
کسواسطے یہان لائے ہین۔

سنیاسی۔ کہونگا۔ پہلے تم بتاو۔
کہان سے آتے ہو۔

تیا۔ یہ نہین بتا سکتا۔ اس کی تو معافی
چاہتا ہو[ن]

سنیاسی - مین تو جانتا تھا مرف آزمائش کی غرض سے پوچھنے پر مجبور ہوا تو فقیری بھیس کر کے شہر چھوڑ دیا -

تیا - آپ کسطرح جان گئے -

سنیاسی - تم اس کنیان سے بات چیت کرتے تھے اور مین کھڑا سُن رہا تھا - آپ کا سب حال مجھ معلوم ہے - ایک دن ہی کیفیت میری بھی تھی - گلی گلی فقیری بھیس مین پھرا کرتا تھا لیکن اس مصیبت مین اپنا بالک نہین چھوڑا - خیران باتون سے کچھ مطلب نہین نکلنے کا - جانے دو یہ بتاؤ - تم فقیری بھیس مین زندگی بسر کر سکتے ہو -

تیا - ہان

سنیاسی - اچھا - یہان ارام سے رہو - دنیا دار لوگ یہان آتے نہین اسی لیے مین یہان رہتا ہون - کبھی کوئی مین کوئی نہین آتا - خوب ہوا جو تم آگئی -

تیا - یہ ضرور ہے کہ آپ مجھپر زرگا نہ انطاف فرمار ہے ہین جسکا مین ممنون ہون - لیکن یہان بھی میرا رہنا نہین ہو سکتا - کیونکہ آپ کا بہت ہرج اور نقصان ہوگا -

سنیاسی - ہمارا تو کوئی ہرج نہین ہے - خوشی سے رہو تمھاری باتون سے پایا گیا کہ تم کسی سے ملنا نہین چاہتے تمھین خیال کرو - مین خود شہر چھوڑ کر اسی غرض سے یہان رہتا ہون کہ کسی سے ملنے کا اتفاق نہو - سنیاسی ہون تمھاری اعانت مین ہر طرح مستعد رہونگا گھبراو نہین - تمھارا راز کسی طرح کھل نہین سکتا - اگر کہنا نہ مانوگے تو پچھتاؤگے - اور مجھے بھی رنج ہوگا

شیل بالا کے بتا کی زندگی اگرچہ جوگیون اور سنیاسیون کی صحبت مین بسر ہوا کی تھی - اونھین انہر بہت تشویش تھا لاچار وہان رہنا اختیار کیا -

بالک (سنیاسی سے) بتا جی بھوجن کا وقت آگیا - رسوئی تیار ہے -

سنیاسی - اچھا چلتے ہین -

یہ کہکر سنیاسی تو بھوجن کو گئے اور تم بالکا یعنی شیل بالا کو ساتھ لیے ہوئے بالک اپنی کھیل کی چیزین دکھانے لگا - دونون کے کھیل کود کے دن - بڑی موافقت ہو گئی اور یون باتین ہونے لگین -

بالکا - (شیل بالا) تمھارے گھر کے نیچے ندی نہین بہتی ہے - ہمارا تو گھر ایسا نہین ہے"

بالک - تمھارا گھر کیسا تھا -

بالکا۔ ہمارا گھر ندی کے کنارے تھا
دن بھر ندی کے پاس کھیلا کرتے تھے
پانی اچھالا کرتے تھے۔ بابا گھر کو ناد
کہتے تھے۔ میں دن بھر دریا کنارے
گھومتی پھرا کرتی تھی۔

بالک۔ یہ گھر تو ویسا نہیں ہے یہاں
کا ہے کو جی لگیگا۔

بالکا۔ نا۔

بالک۔ تم نے اور بھی کبھی ایسا گھر
دیکھا ہے۔

بالکا۔ دیکھا کیوں نہیں۔ اس سے بھی
اچھے اور بڑے بڑے گھر دیکھے ہیں ہم
گھر پر بیٹھے بیٹھے اُس پار کے گھر دیکھا
کرتے تھے

بالک۔ تو اُس پار کے مکانوں میں
جانے کو جی چاہتا ہوگا۔

بالکا۔ ہاں بابا سے کہا کرتی تھی۔ کہ
ہم کو وہ گھر دکھا دو۔

بالک۔ تمھارا جی وہاں رہنے کو چاہتا
ہوگا۔

بالکا۔ کیوں نہیں۔

بالک۔ پھر تم گھر چھوڑ کر کیوں چلی
آئیں۔

بالکا۔ بابا چلے آئے میں بھی چلی آئی

بالک۔ اب تم ہماری کٹی میں رہوگی

بالکا۔ ہاں بابا رہینگے تو میں بھی رہونگی

بالک۔ جہاں بابا جائینگے تم بھی
چلی جاؤگی۔

بالکا۔ ہاں۔

بالک۔ اچھا چلو۔ تمھیں اپنا ہرن اور
گھوڑا دکھا لائیں۔

بالکا۔ تمھارے پتا تمھیں کیا کہتے ہیں

بالک۔ دلیپ کہتے ہیں۔ تم بھی دلیپ
کہا کرو۔ اور روز ہمارے ساتھ کھیلا کرو۔

یہ کہکر دلیپ شیل بالا کا ہاتھ ہاتھ میں
لیکر کٹی سے نکلے۔ شیل بالا موروں کو
دیکھکر بہت خوش ہوئی۔ آہا۔ کیسے سندر
لگتے ہیں۔ جاتی ہوں۔ ایک پکڑ دونگی
شیل بالا کچھ دور چلی تھی کہ مور آہٹ
پاکر پتھر سے اُڑ گیا۔ دلیپ بولا۔ ٹھہرو میں
پکڑے دیتا ہوں۔ تم دوڑتی ہو کہیں ٹھوکر
کھاکر نہ گر پڑو۔ شیل بالا اپنی دھن میں
کب سنتی تھی۔ مور کے پیچھے بے تحاشا
دوڑ رہی۔ ایک پتھر سے ٹھوکر کھاکر گرا چاہتی
تھی مگر دلیپ بھی اُسکے ساتھ ہی ساتھ
تھا۔ شیل بالا کا ہاتھ تھام لیا اور پوچھا
کیوں۔ ہم تو کہتے تھے کہ دوڑو نہیں۔ مگر
تم نے نہیں مانا۔ کہیں چوٹ تو نہیں لگی۔
شیل بالا نے کہا نہیں !۔
اتنا کہکر وہ پھر مور کے پکڑنے کو دوڑی

دلیپ مسکرا کر مور کو چمکار کر بلایا وہ اسکے پاس آ گیا۔ شیل بالا کو تعجب ہوا۔ بولی تمھارے پاس تو آ گیا۔ مجھ سے کیون بھاگتا ہے۔ مین نہ لونگی۔

دلیپ۔ تمھین پہچانتا نہ تھا اسی سے بھاگا۔ اب نہین بھاگیگا۔

شیل بالا۔ اچھا پکڑ دو۔

دلیپ نے مور پکڑ لیا۔ بالکا اسے لینے لگی۔ اسکے پر چھوٹے چھوٹے ہاتھون مین دبے۔ وہ پر پھڑ پھڑا کر اڑ گیا۔ شیل بالا نے ہاتھ سمیٹ لیے۔ دلیپ نے مور کو پکڑ لیا اور آہستہ آہستہ پرون پر ہاتھ پھیرنا شروع کیے۔ ارے بھاگا کیون۔ جا اب تجھے دانہ نہ دونگا یہ کہکر اسے دور پھینک دیا وہ دوسری جگہ بیٹھ گیا۔

دلیپ نے شیل بالا کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا ہماری اور چیزین دیکھنا ہون تو چلو دکھلا لاؤن۔

اب شیل بالا اور دلیپ وہان پہونچے جہان ہرن اور گھوڑا بندھا تھا۔ شیل بالا بولی۔ وہ اپنے بڑے جانورون سے تم کیسے کھیلتے ہو۔

دلیپ۔ اسپر ہم چڑھتے ہین۔

شیل بالا۔ اچھا دکھلاؤ تمھین کیسے چڑھتے

دلیپ نے سوار ہو کر گھوڑا سرپٹ دوڑایا۔ شیل بالا تالیان بجانے لگی دلیپ گھوڑا دوڑاتے ہوئے سنیاسی کے پاس آیا۔ ادھر شیل بالا بھی پتا کے پاس آئی۔

دیکھو بابا دلیپ گھوڑے پر چڑھا ہے تم کیون نہین چڑھتے ہو۔ ہم چڑھینگے بابا۔ یہ کہکر شیل بالا پھر دلیپ کے پاس آئی۔ دلیپ نے کہا۔ کیا تم چڑھو گی۔ یہ کچھ نہین بولیگا۔ شیل بالا بولی۔ ہان مجھے چڑھا دو۔

دلیپ گھوڑے سے اتر پڑا اور شیل بالا کو اسپر سوار کر دیا۔ ایک ہاتھ مین تو گھوڑے کی باگ تھی۔ دوسرے سے شیل بالا کو سنبھالا اور آہستہ آہستہ چلانا شروع کیا۔ کٹی کے پاس پہونچتے ہی شیل بالا نے اپنے پتا کو پکارا۔ دیکھو بابا۔ ہم گھوڑے پر چڑھی ہین۔ سنیاسی اور شیل بالا کے پتا اسکی باتون سے ہنس پڑے۔ اور شیل بالا گھوڑے سے اتر کر اپنے پتا کے پاس آئی۔

اسی طرح چار برس تک اِن چارون آدمیون کا ساتھ رہا۔

باب پانچوان

کونج

شام کا وقت۔ آسمان پر مشرقی کنارے

گھنگھور گھٹا اٹھتی چلی آتی ہی - گھٹاٹوپ
اندھیارا زمین پر چھاتا جاتا ہی - بجلی زور
شور سے کڑک رہی ہی - معلوم ہوتا ہی
آج پھٹ پھٹ کے پانی برسیگا - کٹی
مین چراغ کے ٹمٹمانے سے

بالک اور بالکا چراغ کے سامنے
کھیل رہے ہین - سنیاسی اور سشیل بالا
کے پتا آپسمن یون باتین کر رہے ہین -
سنیاسی - دیکھتے ہو - کالی گھٹا
چھائی ہی - بڑے زور سے پانی پڑیگا -
پتا - ہان بارش تو بڑے زور سے ہوگی
اور پانی تھمنے پر بادل کھل جائینگے - مگر ہم
لوگون کی دکھ کی گھٹا کسی طرح نہین جا سکیگی
سنیاسی - ایسی فکر نہ کرو - دکھ
بھی تو اسی گھٹا کیطرح ہی - تم کیا سمجھتے ہو
کہ یہ دکھ اتھاہ ہی - ایسا نہین سوچنا
چاہیے - دنیا مین جو آیا ہی - دکھ سکھ
دونون بھوگیگا - دکھ کے بعد سکھ
ضرور ہوتا ہی - اوداس نہو -
یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ بوندین
پڑنے کی آواز آنے لگی - درخت کے
پتون پر ترشح سے زور کی آواز سنائی
دیتی تھی - بادل کی گرج اور بجلی کی
کڑک سے زمین کانپنے لگی - جب
پانی زور سے گرنے لگا - کٹی مین بھی
بوچھار آنے لگی - ہوا کے تیز جھونکون
سے چراغ بھی جھلملانے لگا سنیاسی
نے لپک کے کٹی کا دروازہ بند کیا
اتنے مین دھماکے کی آواز آئی
سنیاسی نے کٹی کے اندر سے پوچھا
کون ہی - جواب ملا مسافر - پانی کے
سبب سے چلنے کی جرات نہین رات
کا وقت اور سونے مین سہاگہ - کہان
جاؤن - تمھاری کٹی مین بسیرا چاہتا ہو
سنیاسی نے دروازہ کھول دیا اور
باہر جا کر ایک بڈھے شخص کو کٹی مین
اپنے ساتھ لے آئے - اسکا بدن
پانی سے تر ابور تھا - ہاتھ ٹھٹھر گئے
تھے - کڑاکے کی سردی سے جسم
تھرتھر کانپتا تھا - سنیاسی نے اسکو
کچھ کپڑا دیا - وہ بھنگ آگ کی
انگیٹھی کے پاس ہاتھ پانون سینکنے لگا
سشیل بالا کے پتا بڈھے کو آتے
دیکھکر جو گئے ہوئے اپنا منھ
اور ہاتھ پانون کپڑے سے چھپائے اور
کٹی کے ایک کونے مین بیٹھ رہی
ادھر پانون سینکتے سینکتے سنیاسی
اور بڈھے بات چیت شروع
ہو گئی -
سنیاسی - اس بیوقت تم

کہان جاتے تھے۔

بڈھا مسافر۔ دہلی جاتا تھا۔ میرے مالک جیندربیت وہین ہین۔ اسی سے اونکے پاس جاؤنگا۔

سنیاسی۔ اچھے راستہ کو چھوڑکر اس خراب راستے سے کیون جاتا تھا

مسافر۔ خراب تو ہے۔ مگر جلدی کا ہے اسلئے جاتا ہون ضرورت ہے۔

سنیاسی۔ اس راہ مین بہت خطرات ایسے ہین کہ اچھے اچھون کی جرات نہین پڑتی۔

مسافر۔ کیا کہون۔ ہمارے مالک کی شادی ہونے والی ہے۔

سنیاسی۔ جب شادی ہوگی تو سکھ کرنا چاہیے نکہ دکھ۔ تمھاری باتون سے تو حسرت ٹپکتی ہے۔

مسافر۔ یہ آپ نہین جانتے۔ وہ کہین سے ایک کنیان بیاہ لائینگے۔ دو دن بعد ہمپر حکومت جتائیگی۔ اور گھڑی بھر بھی ارام نہ لینے دیگی۔ ہمین اوسکی ذات سے چین نصیب ہوگا۔ ہرگز نہین۔

مسافر کی باتین سنکر سنیاسی بہت ہنسے۔ مسافر کو سنیاسی کی ہنسی دیکھکر افسوس ہوا اور کہنے لگا۔ "آپ تو ہنستے ہین۔ ہم لوگون پر جو بنے گی اوسے آپ کیا جانین"۔

سنیاسی۔ ہنسی ضبط کرکے) تمھارے مالک کا گھر اجمیر مین ہے۔ تو دہلی مین شادی کرنے کا کیا سبب ہے۔

مسافر۔ دہلی کے راجہ کی ایسی ہی مرضی ہے۔ ہمارے مالک اونکے رشتہ دار ہین مہاراج پرتھی راج نے دہلی مین ایک کنیان ٹھہرائی ہے۔ بڑی دھوم سے شادی ہوگی۔ کنیان کوئی بارہ برس کی بہت خوبصورت ہے جیندربیت اوسے دیکھتے ہی موہت ہوگئے ہین

سنیاسی۔ کیا دھوم دھام ہوگی۔؟

مسافر۔ بہت راجون کو نیوتہ دیا گیا ہے وہ سب آبھی گئے ہونگے۔ لیکن جی چندر نہین آئے۔ سمر سنگھ چتور کے مہارانا اپنے عزیزون ہمیت آگئے ہین۔ مگر کملا دیوی کے نہ آنے سے رنواس کی رانیون مین بڑا افسوس ہے۔ پرتھی راج کی رانی کو کملا دیوی کے ملنے کا بڑا اشتیاق ہے۔

سنیاسی۔ وہ کیون نہین آئین

مسافر۔ ہائے یہ نہ پوچھو۔ اونکا ایک چھوٹا لڑکا کرن سنگھ جل مین ڈوب گیا ہے بڑا بھاری دکھ ہوا۔ تب سے وہ کہین نہین جاتی ہین۔ زندگی مردے کی موافق ہے

سنیاسی - ہان - کیا اونکا کوئی بالک جل مین ڈوب گیا؟ - کیونکر ڈوبا

مسافر نے گرن کے ڈوبنے کی سرگذشت بیان کی اور سنیاسی سنا کیے -

مسافر - ان باتون کو جانے دو نفضول ہین - اس حال سے سوائے رنج اور افسوس کے کچھ مطلب نہین نکلنے کا

مہاراج پرتھی راج جنید ریت کو کب (شاعر) کا خطاب دینگے - اور وہ کب جنید رکہے جائینگے -

سنیاسی - کیا تمھارے مالک کب (شاعر) ہین -

مسافر - ہان - آپ نہین جانتے؟ اونکی کبتائی تو مشہور ہی -

سنیاسی - مین نہین جانتا -

مسافر - نہ جانتے ہونگے مگر وہ تو مشہور شخص ہین - اب لوگ اونکو کب جنید رکہین گے -

سنیاسی نے ان باتون سے قطع تعلق کر کے پوچھا - ہان - تو آجکل دہلی مین بڑے جلسے ہونگے - سب راجے آئے ہین - یہ جے چندر کیون نہین آئے پرتھی راج اور جے چندر کا تو آپسمین کچھ رشتہ بھی ہی - نہ آنے کا کوئی سبب ضرور ہوا -

مسافر - اور کوئی وجہ سمجھ مین نہین آتی - دہلی کے پچھلے فرمانروا نے پرتھی راج کو ولیعہد کیا - جے چندر اور پرتھی راج کی بناے رنجش یہی ہی - دہلی کی راجہ کے پرتھی راج اور جے چندر نواسے تھے - جے چندر سمجھتے تھے کہ یہ راج تقسیم ہو جائیگا - مگر ایسا نہین ہوا - کل راج پرتھی راج کو ملا - اسی سے ان دونون مہاراجون مین کدورت پیدا ہو گئی اور آجتک دہلی رنجش چلی آتی ہی - نفاق دن بدن بڑھتا جاتا ہی - جے چندر پرتھی راج کے جانی دشمن ہین دن رات یہی فکر رہتی ہی کہ پرتھی راج غارت ہو جائین - جے چندر نے تیاسنے نجانے کیا پٹی پڑھا دی ہی کہ لڑکپن ہی سے پرتھی راج کے خون کی پیاسی ہو رہی ہین -

کہتے کہتے بڈھے مسافر کی نظر شیل بالا پر پڑی - پوچھا یہ کون ہین -

سنیاسی - یہ میرے چیلے ہین

مسافر - یہ بالک اور کنیان کسکے ہین؟

سنیاسی - یہ لڑکا میرا ہی اور وہ لڑکی میرے چیلے کی ہی -

مسافر - (ہنسکر) واہ - اچھا جوڑ ملا ہی -

اتنے مین کٹی کے دروازے پر کچھ کھٹکے کی آواز آئی - سب چونک گئے - سنیاسی نے دروازہ کھولا - گردن

نکال کر دیکھا بھالا۔ پھر جلدی سے دروازہ بند کر لیا۔ شیل بالا کے تپاک دیکھ مسافر نے پوچھا کیا ہے۔ سنیاسی نے کہا۔ دروازے پر ایک شیر آگیا ہے۔ شیر کا نام سنتے ہی دلیپ کا دھیان اپنے پالے ہوئے گھوڑے اور ہرن پر جا پہونچا۔ سنیاسی سے بولا۔ بابا بابا ایسا نہو کہین میرے ہرن کے پاس چلا جاے۔ یا کسی راہی مسافر کو اکیلا پاکر جوٹ کر بیٹھے۔ تو کیا ہوگا! چلو ہم سب ملکر مار آدین۔ سنیاسی یہ باتین سنکر حواس بیترا ہو گئے۔ کچھ جواب نہ دیا۔ دیکھا کہ چودہ برس کا دلیپ۔ یہ سن اور یہ جرات۔ کس تیزی سے تلوار اوٹھائی اور جایا چاہتا ہے۔ شیل بالا دلیپ دلیپ کہکر رونے لگی دلیپ کچھ نے کہکر باہر ہوا ڈرے مین ابھی آتا ہون تم روتی کسواسطے ہو"

دلیپ کے جانے کے بعد سنیاسی اور مسافر بھی تلوار لیکر پیچھے گئے اگر مسافر نہوتا تو شیل بالا کے تپا بھی ساتھ جاتے۔ لیکن آج نہ معلوم کس فکر مین ڈوبے ہین کہ ساتھ جانے سے پہلو تہی کر گئے۔ اونکا منشا خاص یہی تھا کہ صبح ہوئی اور غضب ہوگیا۔ یہ شخص مجھے ضرور پہچان لیگا۔ اور کہیگا کہ تجکو تم یہان کہان۔ تو مین کیا جواب دونگا۔ ہا۔ اس کلیان کا ساتھ نہوتا تو مجھے کیا پڑی تھی جو اسطرح ڈر ڈر کر اپنا منہ چھپاتا پھرتا۔ اسی دن جان دیدیتا۔ اسس ہمیشہ کےدکھ کی بھی نوبت نہ آتی آج بد بخت سامنا ہے۔ یہ ضرور پہچان لیگا کہ مجھے سے یہ منہ دکھایا نجائیگا۔ تہتر بہتر کہ آج ہی رات کو شیل بالا کو لیکر چلدیا دھندا کرین۔ شیل بالا کیطرف جو دیکھا تو روتے ہوئے پایا۔ اوسکے رونے سے دل مین اور بھی الجھن ہوئی۔ خیالات نے پلٹا کھایا۔ پوچھا۔ کیون بیٹی روتی کیون ہو۔ شیل بالا ہچکی لے کر بولی بابا دلیپ شیر مارنے گیا ہے۔ تم جاو اوسکین بلا لاو۔ یہ سنکر وہ بمجبوری دلیپ کی مدد کے لیے اوٹھے۔

ادھر سنیاسی نے کٹی سے جھانک کے دیکھا کہ کٹی سے کچھ دور شیر غرّا رہا ہے دلیپ نے دیکھتے ہی سنیاسی اور مسافر کو وہین چھوڑا۔ شیر کے سامنے نڈر جاکر کھڑا ہو گیا۔ مسافر نے سنیاسی سے کہا۔ آپ دیکھتے ہین۔ یہ بالک ہی ابھی سن ہی کیا ہے۔ چلیے جھپٹ چلیے دلیپ شیر کے منھ مین ہی پہونچ گیا۔ اوسے بچانا لازمی ہے۔

سنیاسی۔ کہین ایسا کر بھی نہ بیٹھنا۔ پاس جانے سے اُسکے ہاتھ پانون بھول جائینگے۔ ناحق اُسکی جوانمردی مین بٹہ لگتا ہے۔ دیکھتے ہو کس ٹھاٹھہ سے کھڑا ہے خوف تو چھو ہی نہین گیا۔ اُسے اپنا ارمان نکال لینے دو۔

شیر ان آدمیون کو دیکھتے ہی اپنا منہ چاٹنے لگا۔ دُم ہلاکر تیزی سے ان لوگون کی طرف جھپٹا۔ دلیپ نے ایک ہاتھ تلوار کا اس زور سے مارا کہ وہ تیورا گیا۔ شیر چوٹ کھاتے ہی اُٹھا اور منہ پھیلاکر چاہتا تھا کہ دلیپ کو ایک ہی لقمہ مین ختم کر جائے۔ دلیپ نے فوراً ہی چمکتی ہوئی باڑھ دار تلوار حلق مین اُتار دی۔ شیر کاری زخم سے بیتاب ہوکر گر پڑا۔ منہ سے خون کی دہار بہنے لگی۔ تھوڑی دیر دم سادھ کر زور سے گرجا اور گرج کر ایکبار پھڑپھڑایا۔ اب تو سنیاسی اور مسافر دلیپ کو دیکھکر بیخوف ہوئے۔ قبضہ کو مضبوط پکڑا اور شیر کی طرف بڑھے۔ دلیپ شیر کو تڑپتے اور اپنی طرف جھپٹتے دیکھکر اُسکے پیچھے لپکے۔ قدم اُٹھاتے ہی کائی مین پانون پھسلا اور زمین پر گر پڑے۔ شیر چاہتا تھا کہ اوٹھاکر نگل جائے۔ کہ سنیاسی کی ٹُٹی ہوئی تلوار اُسکے پیٹھ پر پڑی۔ شیر اور بپھرا اور دلیپ سے منہ اُٹھاکر سنیاسی کیطرف جھکا۔ اتنے مین دلیپ اُٹھ بیٹھا اور جھپٹ کر ایک بھرپور ہاتھ اُسکے پچھلے پانون پر مارا۔ شیر زمین پر لوٹ گیا اور اُٹھنے کی طاقت نہ رہی۔ تھوڑی سی دیر مین مر گیا۔

سشیل بالا کے باپ کٹی سے باہر ہی نہونے پائے تھے کہ دلیپ خون بھری تلوار سونتے ہوئے واپس آیا۔ دلیپ کی دلیری دیکھکر مسافر کو سخت حیرت ہوئی اس خوردسالی مین یہ جہبا۔ یہ جرات۔ چشم بد دور۔

رات تھوڑی باقی تھی۔ کچھ کھا پی کر سب لوگ سو رہے۔ صبح کو جب اُٹھے تو سشیل بالا اور اُسکے پتا کو نہ پایا۔

باب چھٹا

”دوکب جیندر“

چار سال گذر گئے۔ ہر فصل اپنے نئے رنگ سے بہار دکھاتی جاتی ہے کیا گرمی۔ کیا برسات۔ کیا جاڑا۔ برسات کے موسم مین درخت قدرتی زیور سے آراستہ ہوکر اپنا جوبن دکھاتے تھے دریا۔ تالاب۔ نالے۔ اپنی بھرپیٹ خوراک سے خوش ہوکر زمین پر اینڈتے

مچلتے بڑے جوش کے ساتھ سمندر سے گلے ملتے تھے۔ زمین قسم قسم کے پھول اور فرش زمردین سے فردوس کو مات کرتی تھی۔ اُسکی خداداد زمردی پوشاک دیکھکر آسمان حسرت سے زمین پر نگاہین ڈالتا تھا۔ زمین نے چار دفعہ اس خوشی سے آفتاب پرستی کی یعنی چار دفعہ اُسکے گرد گھومی۔ گویا چار سال گذر گئے۔ اب سمبت ۱۲۱۱ ختا کے ختم کا زمانہ آگیا۔ قنوج کے راجہ جے چندر اور دہلی کے مہاراجہ پرتھی راج کے درمیان ایک بڑی بھاری لڑائی ہوئی۔ اس جنگ سے ہمارے ناول کو کچھ سروکار نہین لہذا اس سے قطع نظر کرکے اسکے آگے کا حال لکھتے ہین۔

اسی سمبت مین مہاراج جے چندر نے چکرورتی راجہ ہوجانے کی خواہش سے راجسوی جگ کیا۔ بہت سے راجون نے اُسکی ماتحتی قبول کرکے اس جگ مین شرکت کی۔ لیکن مہاراج پرتھی راج دلّی اور اجمیر کے راجہ اور سمر سنگھ چتور کے راجہ اپنی بے انتہا شان و شوکت اور شاہنشاہی عظمت کا خیال کرکے وہان نہ گئے۔ اس کد سے پرتھی راج کی سونے کی مورت بناکر راج استھان کے دروازے پر پاسبان کی جگہ کھڑی کردی ہاتھ مین اعصا تھا۔ اس سے صاف ظاہر تھا کہ یہ دربان ہے۔ کچھ یہی سبب نہ تھا کہ جے چندر پرتھی راج کو نظر حقارت سے دیکھتا بلکہ اسکی خاص اور کئی وجہ تھین منجملہ انکے ایک خاص یہ اور بہی وجہ تھی کہ جے چندر اور پرتھی راج مرحوم راجہ دہلی کے نواسے تھے۔ بڑا نواسہ جے چندر اور چھوٹا پرتھی راج تھا۔ جے چندر کی مان بڑی لڑکی اور پرتھی راج کی مان چھوٹی لڑکی تھی۔ پرتھی راج بچپن سے جری اور بہادر تھا بسالت شجاعت جودت تیزی سب سے موجود تھے۔ اسی وجہ راجہ دہلی کے عزیز اور ناک کے بال ہوگئے۔ اُنکے کوئی لڑکا بھی نہ تھا۔ پرتھی راج ولیعہد ہوگئے۔ مرتے وقت مرحوم راجہ نے دہلی کے تخت پر بٹھاکر راج تلک کردیا۔ پرتھی راج اجمیر مین باپ کی سلطنت اور دہلی مین ناما کا راج پاکر ایک وسیع سلطنت پر حکومت کرنے لگے۔ جے چندر کو پرتھی راج سے اور بھی حسد ہوا۔ لیکن کوئی موقع ایسا ہاتھ نہ لگتا تھا کہ اپنا دلی غبار نکالتا۔ آج اسکو یہ موقع خوب ہاتھ آیا۔

پرتھی راج نے جے چندر کو مخالف دیکھکر

قنوج پر چڑھائی کر دی۔ جی چند مغلوب ہوا۔ مگر پرتھی راج کے ۲۲۰ افسرون سے صرف ۶۴ افسر باقی رہے۔ اور سب کا اس لڑائی مین خاتمہ ہوا۔ اس معرکہ سے ثابت ہی کہ طرفین مین کتنے بہادر کام آئے۔ پرتھی راج نے گو فتح پائی مگر نفاق اور حسد بڑھتا ہی گیا۔

پرتھی راج فوج کو ساتھ لیے دہلی جا رہے تھے۔ فوجی پڑاؤ جا بجا پڑتے جاتے تھے۔

آج ایک شخص مسلح گھوڑے پر سوار کمر مین تلوار لگائے لشکر سے باہر نکلا۔ ایک ہاتھ مین برچھا۔ دوسرے مین گھوڑے کی باگ لیے ہوئے اپنی دھن مین نجانے کدھر کا ارادہ کیے چلا جا رہا ہی۔ ناظرین آپ اس سوار کو نہ پہچانتے ہونگے۔ ہم بتائے دیتے ہین کہ پرتھی راج کے رشتہ دار چندر جیت کب ہی ہین۔ یہ پرتھی راج کے افسرون مین ایک اعلی افسر ہین۔ کوئی ۳۴ برس کا سن ہوگا سر پر خود۔ جسم زرہ اور بکتر سے ڈھکا ہوا۔ پشت پر ڈھال اور بائین ہاتھ مین برچھا۔ کمر بند کی بائین جانب خنجر زیب دے رہا تھا۔ چہرے سے کچھ انتشار پائے جاتے تھے۔ نجانے کس غرض سے لشکر سے نکل کھڑے ہوئے۔ گھوڑے کو ایڑ بتائی۔ اور ایک پگڈنڈی کے راستہ پر ہو لیے۔

استنے مین کسی لڑکی کے رونے کی آواز کان مین پڑی۔ دیکھا کہ ایک معصوم لڑکی مردے کے گلے سے لپٹ کر تیا تیا کہکے رو رہی ہی۔ چندر جیت سمجھے کہ شاید اسی لڑائی مین اسکا باپ مارا گیا ہی اگر ایسا ہوا بھی تو اس کی مان کون ہے اور یہ رہتی کہان ہے۔ مان نے اسے کیون چھوڑ دیا۔ شاید ساتھ نہ آئی ہوگی۔ اگر خود غرض تھی تو اس لڑکی کو کیون آنے دیا۔ کیا اسکے ساتھ اور کوئی نہین ہی؟ کیا اسکا اکیلا باپ ہی تھا اگر اور کوئی ہوتا تو اس کو اکیلے جنگل بیابان مین کیون آنے دیتا۔ مگر اسکا کوئی نہین ہے تو اسکی زندگی کون بسر کریگا؟ ایسے نازک وقت مین یہ اپنی زندگی کسکے پاس بسر کرے گی تو کیا یہ یتیم ہوگئی۔ اگر اسکا کوئی دائی وارث نہین تو ہمین پر فرض ہوا کہ اسکی پرورش کرین۔ ہمین لوگون کے ہاتھ سے شاید اسکا باپ لڑائی مین مارا گیا ہی۔ تو ہماری وجہ سے اسے یہ دکھ ہو۔ چندر جیت کا دل رحیم اور نرم تھا۔ سوچتے سوچتے

دل مین ترس آیا۔ لڑکی کے پاس گئے گھوڑے کی ٹاپ سنکر لڑکی نے اپنا سر اُٹھایا۔ جندربت نے لاش کو بھی دیکھا۔ کچھ کچھ سانس بھی باقی ہے۔ دور سے پانچ چار برس کی لڑکی معلوم ہوتی تھی۔ اب دیکھا تو چھ سات سال سے بھی زیادہ ہے تھوڑے دنون مین یہ غنچہ بندھی کلی گلاب کی کھلکر اپنی خوشبو پھیلا دیگی۔

جندربت۔ تم روتی کیون ہو۔ یہ تمھارے کون ہو۔؟

لڑکی۔ یہ میرے باپ ہین۔

اب ناظرین کو یہ معلوم ہو جانا چاہیے کہ لڑکی کے باپ اس لڑائی مین کیونکر آئے۔ ہم انکا شک رفع کیے دیتے ہین اور یہ لڑکی کون ہے۔ یہ وہی شیل بالا ہے جو پہاڑی پر سنیاسی کی کٹی مین سہت دنون رہ چکی تھی۔

شیل بالا کے باپ سنیاسی کی کٹی چھوڑکر پہلے دو تین سال ادھر اُدھر ملکون ملکون پھرا کیے۔ اس لڑائی کے کچھ روز قبل قنوج کی ایک پہاڑی پر جاکر رہنے لگے۔ جہان موت انکو کھینچ لائی تھی وہی آج لڑائی کے میدان مین مرے پڑے ہین۔ بدن مین تلوار کے گہرے گہرے دار پڑنے سے بڑے بڑے گھاو ہوگئے ہین۔ بازو شل اور سینہ فگار ہے سینہ پر تلوارین کھاکر جان دینے والون مین نام کرلیا۔ بغل مین ایک دو کٹار پڑی ہے جس نے نہ معلوم کن کن کلیجون مین پار ہوکر ہزارون حسرتمند دن کا خون کیا تھا۔ ہاتھ کی انگلیون سے بالکل قریب ایک خون سے بھری ہوئی تلوار خون کے آنسو رو رہی ہے جس نے تیغ نظر سے زیادہ کاٹ کر سیکڑون دلون کو کلیجہ کے پاس سلادیا تھا۔ بہادر مجروح کی دونون آنکھین کچھ کچھ کھلی ہوئی تھین اور دونون ہونٹھ آخری ہچکیون اور تھم تھم کے نکلنے والی سانسون نے کھول رکھے تھے۔ معلوم ہوتا تھا کہ کسی سے کچھ بات کرنا چاہتے تھے۔ یا آخر وقت اِشیَر کا نام لینے کے لیے پیارے شبدون (منترون) کو زبان سے نکالنا چاہتے تھے۔ انکا لباس اسوقت گیروا ہے۔ لڑائی کے میدان مین بھی انھون نے اپنا لباس نہین تبدیل کیا۔ جندربت کو انکے اس لباس سے اور بھی تعجب ہوا۔ لڑکی سے پوچھا۔ تم ابھی کنیا ہو انکیلے اس ہو خ بیابان مین کیونکر آ مین۔ تمکو خوف نہین معلوم ہوا۔

لڑکی ۔ خوف کیون ہوتا ۔ کیا باپ کی موت خوف سے کم ہی ۔؟

چندرپت (بھولی لڑکی کے اس عاقلانہ جواب سے متعجب ہو کر) تم ابھی کمسن ہو اور اس مخدوش مقام اور پہاڑی زمین پر چلنے سے بڑی تکلیفین ہونگی ۔ تم جب یہان آئین تو تمھاری مان نے تمھین اکیلے کیون آنے دیا ۔ کسی کو ساتھ کر دیا ہوتا۔

لڑکی ۔ ہماری مان اور بھائی بند کوئی بھی نہین ہی ۔

چندرپت ۔ کیا ۔ تمھارے اور کوئی نہین ہے ۔ (چپ رہ کر) تم کہان رہتی ہو ۔

لڑکی ۔ (انگلی سے اشارہ کر کے) اس پہاڑی پر

چندرپت ۔ اتنی دور تو تم رہتی ہو ۔ تمھارے باپ کے مرنے کا حال کس نے تم تک پہونچایا ۔

لڑکی ۔ کسی نے نہین ۔ مین نے خود پہاڑی سے اپنے پتا جی کو گھوڑے سے گرتے دیکھا تھا ۔ ہاے ۔ بدقسمتی سے یہان تک پہونچنے مین اتنی دیر ہوئی کہ انکو زندہ نہ دیکھ سکی ۔ ارے ۔ وہ مجھ سے کہکر آتے تو مین بھی انکے ساتھ پہاڑی سے اتر کر انکا ساتھ دیتی

اتنا کہکر لڑکی اور بھی رونے لگی

چندرپت ۔ یہ کیسے معلوم ہوا کہ جہان لڑائی ہوگی وہ وہین ہونگے ۔

لڑکی ۔ لڑائی مین آنے کی تو کوئی بات نہین کہی ۔ صرف اسقدر کہا تھا آج لڑائی ہوگی اور کئی دن سے یہ قاعدہ تھا کہ مجکو دیکھکر روتے اور پوچھنے پر بھی سبب نہین بتاتے ۔ مین سوچتی تھی کہ مجھپر کوئی تازہ مصیبت آنے والی ہی اسی سے وہ روتے ہین کل مجکو ایک چھوٹا سا صندوق دے کر بولے مین بڈھا ہوا ۔ مرنے کے دن سر پر ہین تمھاری ابھی عمر ہی کیا ہی اگر مر گیا تو تمھاری کیا حالت ہوگی ۔ اور مین اب زیادہ جی نہین سکتا ۔ اس صندوق مین جو کچھ جمع جتھا ہی تیرے لیے چھوڑے جاتا ہون ۔ تیری شادی جبتک کسی اچھے پرش سے نہو بسر کرنا ۔ تو ابھی کمسن ہی ۔ دیکھ کسی بدمعاش کی بات پر نہ آجانا ۔ کسی لائق آدمی کی نگرانی مین رہنا ۔ اگر کوئی شخص ظاہرا دیکھنے مین اچھا ہو تو اوس کے دم دھاگے مین نہ آجانا ۔ خوب جانچ کر اسکے کہنے پر جانا اور اگر اسکے اطوار خراب ہون تو خبردار اسکے یہان نہ ٹھہرنا ۔ اتنا کہکر

وہ رونے لگے اور مین بھی رونے لگی۔ آج سویرے جب مین سوکر اُٹھی اُنکو نہ پایا۔ مین کھٹک گئی۔ آج لڑائی ضرور ہوگی۔ پہاڑی کی اونچی چٹان سے دیکھنے لگی۔ جس کا گمان تھا وہی پیش آئی۔

کہتے کہتے شیل بالا کا دل دفعتہً بھر آیا۔ آنسو بھر آئے۔ سسکیون سے منہ کی آواز نکلنا دشوار ہوا۔

خیند ریت۔ تمھارے پتا کو جب تمھارا اتنا خیال تھا تو لڑائی مین کیون آکے لڑے؟

لڑکی۔ اُنکا یہ قاعدہ ہمیشہ رہا کہ جس راجہ کے راج مین مقیم ہوتے تھے اُسکی مدد اگر کوئی مہم پیش آتی تو ضرور کرتے اور لڑائی مین شریک ہونے کو ادھرم سمجھتے تھے۔ کیا میرے واسطے اپنے دھرم کے خلاف کرتے۔؟

خیند ریت نے لڑکی کے منہ سے ایسی باتین سنکر خیال کیا۔ یہ ضرور کسی اعلیٰ خاندان کی دختر ہے اور اس لیے اُنکو اصلی خاندان دریافت کرنے کے پہلو اختیار کرنا پڑے۔

شیل بالا۔ اُدہ سمجھہ پتا نہ بکی فقط باپ کا نام پتا یا جو ناظرین جانتے ہین کہ تیج سنگہ تھا۔ خیند ریت کو صرف نام سے کوئی نتیجہ نہ حاصل ہوا۔ لڑکی کا نام پوچھا۔ معلوم ہوا کہ شیل بالا ہے۔ خیند ریت نے کہا تم کہان اور کسکے پاس رہو گی۔

شیل بالا۔ کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ کیا کرون۔ اگر کچھ سمجھ مین آتا ہے تو یہی کہ اپنے پیارے باپ کے قدمون مین لپٹی رہنے کو اسنکا ساتھ دون۔

خیند ریت۔ میرے ساتھ چلو گی۔

شیل بالا۔ (کچھ سوچ کر) کہان

خیند ریت۔ میرے گھر پر۔ اگر تم وہان چلوگی تو خوش ہوجاؤ گی۔ وہان ایک عورت خاص تمھارے ساتھ رہیگی جو تمکو اپنی چھوٹی بہن کی طرح رکھیگی۔

شیل بالا۔ تو مین چلونگی۔ مجھے ایک سنیاسی کے بالک بہن کیطرح سمجھکر نہایت محبت سے ساتھ ساتھ رکھتے تھے اگر ویسی ہی تجھ سے محبت ہوگی تو بہت اچھا ہوگا۔

خیند ریت۔ وہ کون تھے

شیل۔ وہ ایک کمسن لڑکے تھے ہم اور ہمارے پتا بہت دن تک اُنکی کٹی مین رہے۔

خیند ریت۔ اُنکا گھر کہان ہے؟

شیل۔ بہت دور۔ اُس شہر کا نام نہین جانتی۔ بہت چھوٹی تھی تب

اُنکے ساتھ رہنا ہوا تھا۔ ہملوگ کچھ دن رہکر وہان سے چلے آئے۔ دلیپ نے کہا تھا کہ بغیر کہے کہین نجانا۔ لیکن اُنکے وقت اُنھین معلوم ہوا کہ ہم کب وہان سے چلے آئے۔ شیل بالا اپنا حال کہتی جاتی تھی اور آنسو بہتے جاتے تھے۔ خدا جانے کونسی چوٹ اُسکے بھرے دل پر پڑی کہ بے اختیار پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ چندربت عقلمند آدمی۔ سمجھدار۔ تاڑ گئے کہ ہونہو دلیپ کی محبت اسے بیچین کیے ہے۔ دل سے چاہتی ہے۔

چندربت شیل بالا کو ساتھ لیے پرتھی راج کی چھاؤنی مین آئے۔ چلتے وقت شیل بالا تپا کی لاش دیکھکر بہت روئی۔ چندربت نے سمجھا بجھا کر دھیرج دیا۔ راستہ مین چندربت نے شیل بالا سے پوچھا۔ تمھاری عمر کیا ہے۔ جواب دیا کہ تپا کہتے تھے یہ بارھوان سال ختم ہوا ہے۔

ایسی ہی باتون مین راستہ کٹا چھاؤنی مین پہونچے۔ پرتھی راج نے پوچھا۔ کب جی تمھارے پہونچنے مین دیر کیون ہوئی۔ چندربت نے شیل بالا کیطرف اشارہ کرکے کل حال جو کچھ گذرا تھا بیان کیا۔

پرتھی راج۔ اب تو یہان پڑے رہنے سے کچھ حاصل نہین۔ دہلی ہی چلنا مناسب ہے نا۔

چندربت۔ ان داتا۔ لڑائی تو فتح ہی ہوگئی۔ اب جہان مرضی ہو جائین

پرتھی راج۔ ہان تمھاری ہی وجہ سے مجھے خیال تھا کہ دہلی جاؤن یا نجاؤن۔ لشکر مین کوچ کی منادی کردو۔ صبح ہوتے ہوتے یہان سے چلدین۔

دوسرے دن قنوج سے کوچ کیا اور دہلی کی راہ پکڑی۔

چندربت دہلی نہین گئے۔ اجمیر کیطرف راہی ہوئے۔ پرتھی راج چندربت کے ساتھ اجمیر ہوتے ہوئے دہلی پہونچے مگر چندربت نے اجمیر مین ساتھ چھوڑ دیا۔ کیونکہ انھین اپنا شہر بہت پیارا تھا۔ جب کوئی ایسی ہی مشکل آپڑتی تھی تو یہ جاتے اور کام ختم کرکے اجمیر مین واپس آجاتے تھے۔ گھر پہونچتے ہی شیل بالا کو اپنی پیاری بی بی پربھاوتی کے سپرد کیا وہ شیل بالا سے ملکر بہت خوش ہوئی۔ گلاب نامے چندربت کی ایک بہن تھی وہ اسوقت یہان نہ تھی۔ پرتھی راج کی لڑکی راجکنیان ادکھاوتی۔

کے ساتھ رہا کرتی تھی۔ پربھاوتی اکیلی رہا کرتی تھی۔ آج شیل بالا کو پاکر پربھاوتی اپنی چھوٹی بہن کی طرح اُسے پیار کرنے لگی

باب ساتوان

"پربھاوتی اور شیل بالا"

اجمیر مین شمال کی جانب مانس ندی آہستہ آہستہ اپنے پاس کے کھیتون کو سرسبز کرتی اور لہراتی ہوئی بہ رہی ہے۔ دریا کنارے ایک باغ نہایت وسیع اور پرفضا انواع اقسام درختون سے ہرا بھرا اپنی خوشبودار پھولون کی مہک چارون طرف پھیلا رہا ہے۔ شیل بالا اور پربھاوتی دریا کی سیر دیکھ رہی ہین دریا کی موجین اُٹھ اُٹھکر بالو کے کنارے بڑے جوش سے نہ جانے کسکو پیار کرنے آتی ہین اور نامراد لوٹ جاتی ہین جھاؤ کے درخت قطار باندھے دریا کی روانگی مین محو ہو رہے ہین۔ اور بڑی حسرت سے دریا کے پانون چھونے کو بار بار اپنا سر جھکاتے ہین کشتیان لہرین مارتی ہوئین دریا کی گود مین ادھر اُدھر ہلتی ڈلتی موجون کے ساتھ کھیلتی نظر آتی ہین۔ جہان شیل بالا اور پربھاوتی چاندنی مین دریا کی سیر کر رہی تھین جھاؤ کا درخت اپنے پھول ہاتھ ہتھیلی پر رکھے ہوے کسی کا منتظر کھڑا قیافہ سے یہ ظاہر کر رہا ہے کہ شاید اُسکی نذر قبول کرنے والا اُسکی نذر پر ہاتھ رکھدے۔ شیل بالا اپنی جگہ سے اُٹھکر پھول توڑ رہی تھی۔ شیل بالا اب وہ بالکا نہین شیل بالا اب وہ دلیپ کی بچپن کی سہیلی بھی نہین۔ رن چھتر مین رہنے والی بھی نہین۔ ہم لوگون نے اُسے جسوقت دیکھا تھا تب سے دو تین برس اور بھی گذر گئے ہین۔ اب وہ گلاب کا نیم شگفتہ پھول ہوکر نہایت ہی خوبصورت ہوگئی ہے۔ شیل بالا پھول لیکر پربھاوتی کا سنگار کرنے بیٹھی ہے۔ پربھاوتی کی عمر ۲۰ سال کی ہے اُسکا حسین چہرہ شباب پر تھا۔ پورنماشی کا چاند اُسکے پرتو حسن سے ماند تھا۔ وہ شیل بالا کیطرح گلاب کا نیم شگفتہ نہین تھی۔ بلکہ وہ گلاب کا پھول تھی جسکی ایک ایک پتی پورے حسن کے ساتھ چارون طرف پھیلکر اپنی بھینی بھینی سہاونی خوشبو کو ہوا کے ذریعہ سے عام دماغون کو معطر کرتی ہے اُسکے حسن وجمال کو جتنا ہی دیکھیے اُتنا ہی شوق زیادہ پایئے۔ نگاہین اُسکے سیر حسن سے اُکتاتی نہین۔ دل کبھی نظارہ جمال سے

اُچٹ نہ سکتا تھا۔ سُشیل بالا کے مزاج
مین شوخی رنگین تھا۔ اُسکا دل کھیل کود اور
اٹکھیلیون مین بسا کرتا تھا۔ دونون آفتاب
و ماہتاب مرقع حسن کی دو آنکھین تھین
اور معلوم ہوتا تھا کہ دونون اپنے اپنے
بے انتہا خوبصورتی کے اوصاف سے
آئینۂ قدرت مین اپنی اپنی عکسی تصویرین
سُشیل بالا پربھاوتی کے سنگار مین
مشغول ہو۔ پہلے ایک ایک کرکے پھولون
کو چوٹی مین گوندھ دیا۔ پھول تو اُسکی
چوٹی پر قربان ہوگئے مگر اُسکی من مانی
سجاوٹ مین کسر رہ گئی۔ بولی ابھی اچھا
اچھی طرح سے چوٹی گوندھی بھی نہین گئی
کہین کہین سونی معلوم ہوتی ہے۔ پھر اور
پھول لیکر گوندھنے لگی۔ پھولون کے
سجاوٹ بڑھتی جاتی تھی۔ مگر سُشیل بالا کو اچھا
نہ معلوم ہوا۔ سہ بارہ اور پھول لیکر گوندھے
پھولون کے کچھ ہار اور زیور بناکر پربھاوتی
کے گلے ہاتھ اور پیشانی مین پہناکر بڑے
غور سے دیکھنے لگی اور کہنے لگی اب آپ کا
سنگار اچھا ہوا آج تک ایسا سنگار
کسی دن نہ بن پڑا

پربھاوتی۔ تمھاری باتون پر ہنسی آتی
ہے۔ کیا روز روز اسی طرح سنگار کیا کروگی
جب مین سنگار سے انکار کرتی ہون تم روٹھتی
ہو۔ آج تمھارا سنگار کرونگی۔

سُشیل بالا۔ (ہنسکر) مین کسکے لیے
سنگار کرون۔ کون دیکھیگا۔؟

پربھاوتی۔ یہ کیون۔ کیا مین نہین
دیکھ سکتی۔

سُشیل بالا۔ نہین۔ مین تمھارا سنگار
کرونگی اور دیکھونگی۔

پربھاوتی۔ اپنا سنگار کیون نہ کرنے
دوگی اور میرا سنگار کرونگی۔ یہ کیون۔

سُشیل۔ تو بتا ہی دون۔ ابھی بتادونگی

پربھاوتی۔ تمھین ہمارے سر کی قسم۔
دل کی دل مین نہ رکھنا۔

سُشیل بالا۔ بتلا دون۔ اچھا کہتی
ہون۔ مین سنگار کیا کرون اور کسکے
واسطے مین نے جو چوٹی مین پھول گوندھے
ہین وہ تم تھین۔ جب سنوارتھے ہوئے آئینہ
ہو تو اُسکا دیکھنے والا بھی چاہیے۔

پربھاوتی۔ تم سے بات کرنا بھی بیکار ہے

سُشیل۔ کیون خفا ہوگئین کیا؟ اب
سچ کہتی ہون پہلے کئی دفعہ کہا تھا کیا بھول
گئین۔ کچھ یاد کرو۔

پربھاوتی۔ ہان سب بھول گئی۔ پھر کہو

سُشیل بالا۔ بچپن مین دلیپ پھوپون
سے میرا سنگار کیا کرتے تھے اور مجھے
دیکھا کرتے۔ اب ہوتے تو مین انکو پھولوت

سے سنوار کر دیکھا کرتی - وہ تو مین ہی
نہین - تمھین بن سنور کر بہار حسن دکھایا
کرو -
پربھاوتی - اب سمجھی - کیا مین تمھاری
دنیپ ہون - ؟ - انکو تم نہین بھولنے والی
لڑکپن کی محبت دل سے نہین جاتی - یہ تو کبھی نہین کہا
شیل بالا - کیا یہ نہین کہا تھا کہ وہ بچپن
سے میرا سنگار کیا کرتے تھے اور خوش
ہوا کرتے تھے -
پربھاوتی - سچ ہے اتنا تو کہا تھا -
شیل - تو اور سب باتین عقل سے
سمجھی جاتی ہین -
پربھاوتی - وہ دنیپ نہ جانے
کون - کہان کا - اُیسے کی محبت کیا - وہ نہ
معلوم کہان ہو - اتنے دن ہوے اُسکا
پتہ ہی نہین اگر وہ یہان آ دے بھی تو مین
اُسکے ساتھ تمھارا بیاہ نہ کرونگی - تم سی حسین
کی شادی راجون مہاراجون کے لڑکے
سے ہو تو اچھا ہے - تم ابھی لڑکی ہو یہ نہین
جان سکتین کہ پریت کسکو کہتے ہین اسی سے
دنیپ کی بچپن کی محبت تیرے دل مین ہے
جب ذرا جوان ہوئی تب اُسکو اپنی بھول
سمجھوگی -
شیل - (ٹھنڈی سانس لیکر) تمھاری
خواہش ہے دنیپ کے ساتھ میری شادی کرنیکی
نہین ہے اسی سے ایسی بات کہتی ہو - تم
میرا اور اونکا حال نہین جانتین تم سمجھتی
ہو کہ انکو میری محبت نہین ہے - اگر محبت
ہوتی تو کسی نہ کسی طور سے میری تلاش
کرتے - اسی طرح مجھے بھی خیال کرو - مجکو
اُنکی محبت ہے - مین نے بھی اُنھین تلاش
نہین کیا - دونون کا ایک ہی حال ہے
پربھاوتی - (شیل بالا کے دلی بھید سے
واقف ہوکر ذرا رنج کے ساتھ) اچھا یہ تو
کہو - تم اپنی پیدایش کا کچھ حال جانتی
ہو - تم سے کئی دفعہ پوچھا مگر نہین بتاتی ہو -
شیل - کے دفعہ پوچھوگی - جب سے
آئی ہون برابر یہی بات پوچھا کرتی ہو
ان باتون کے پوچھنے سے فایدہ ہی کیا
میرا ارادہ ہے کہ تمھارے نام پر ایک گیت
بناؤن -
پربھاوتی - اسوقت گیت بنانے کا
کون موقع ہے - البتہ کچھ گاؤ -
شیل - مجھے کوئی اچھا گیت یاد نہین
پربھا - وہی گیت گاؤ -
شیل - کون ؟
پربھا - گیت تو مجھے نہین یاد ہے - وہی
وہی جو میرے پاس روز سویرے گایا
کرتی ہو -
شیل - بہت اچھا اور گانا شروع کیا -

گیت کافی

دیکھی مین تو بھئی ہون باوری مرم نجانی جائے
ٹونا کیو کہ دھون بانکی چتون گئی ہیہ مین سمائے
سندھنین لکھ ہنموہن کی گھر آنگن نہ سوہائے
یا کو بھید کہا ہی سکھنی تو کن دیہ بتائے
کنک اودیا ہے کری ہم تب ہون رہ رہ جیا گھبرائے

شیل بالا نے آہستہ آہستہ سُر بھر کر یہ گیت بہت ہی خوش الحانی سے گایا درخت کی پتی اور ندی کی لہرین آہستہ آہستہ اُسکے گانے کے ساتھ تال دیتی تھین موجین اُچھل اُچھل کر گانے کے ساتھ ناچنے لگین۔ چاند نے مارے خوشی کے اپنی مشعل کی روشنی اور تیز کردی جب گیت ختم ہوگیا۔ جتنی چیزین اُسکا ساتھ دیتی تھین سب اُداسی سے خاموش ہوگئین۔

پربھا۔ تمھارا گانا دل کو بہت پیارا معلوم ہوتا ہی۔

شیل۔ مین اب اور نہ گاؤنگی اس دفعہ تمھارے نام کا ایک دوہا بناتی ہون۔ ہان ایک تو بنا لیا۔

پربھاوتی۔ جاؤ۔ دل نہ جلاؤ۔

شیل بالا نے اس بات پر کان نہ دیے اور انچل پکڑ کر بولی۔

دوہا۔

شمن ہار جیہ گنھت ہین رات اپورب چھب دیت
بہتر تنی کو تجھ بنو سمجھے مین ہر نیت

پربھاوتی۔ تمھین رات دن کبتائی کی سوجھتی ہی

شیل بالا۔ جسکا شوہر ایسا شاعر ہو اُسکی بی بی کو کبتائی سے ایسی نفرت۔ سمجھ گئی جو ہمیشہ سمندر مین بودوباش کرتا اور بڑی بڑی لہرون سے کھیلتا رہا ہو اسکا جی دریا کے پانی سے کیون رغبت کریگا۔ اگرچہ کسی مجبوری حالت سے وہ دریا مین چلا بھی آیا تو وہ بہ نسبت خشکی کے اُس دریا کو ہی غنیمت سمجھے گا لیکن اُسے دریا اچھا نہ معلوم ہوگا۔ نہین نہین ایسا بھی نہین۔ جو رات دن کوئلا کی مدھر آوازین سنا کرتا ہی اُسکو کوّے کی بولی کیا اچھی معلوم ہوگی۔ لیکن تعجب ہی کہ تم نے کبتائی نہین سیکھی۔ جیدہ رتن کے سمندر کی دُلاری ہو اور کبتائی سے نفرت۔

پربھاوتی۔ مین نے نہین سیکھی نہ سہی تم تو بڑے بڑے رکھیشرون کے کان کاٹتی ہو تمھارے منہ سے جو بات نکلتی ہی کبت کا مزہ دیجاتی ہی۔

شیل۔ اور بھی کبت بناؤنگی۔

اتنے مین باتین کرتے کرتے شیل بالا کی نظر کسی طرف اٹھ گئی۔ پربھاوتی نے اُسی طرف

دیکھا - دیکھتی کیا ہی کہ کب چندر آتے ہین -
اونکو دیکھکر پربھاوتی بولی - اب اپنی کتھائی
رہنے دیجیے - دیکھو انکے سامنے ایسی بات
نہ کہنا اگر کہوگی تو تمھارے دلیپ کا حال
کہدونگی -

سشیل بالا - دیکھو تمھارے سوامی ادہر
ہی آتے ہین بھلا تمکو گھڑی بہر بھی اکیلا
چھوڑ سکتے ہین -

گیت

دیکھو سکھی آوت کنتھ ہمارو
چندر بربھا بن رہت نہ کبھون یہ جیہ بانہہ بچارو
ربہ کر ترنا سون چندر راوت ہوگگن کرت اجیارو
تیسے ہی چندر آئے تو شوبھا جگت کرت مستارو

بھلا پربھاوتی بغیر چاند کی روشنی کے
کہین چاند کی شوبھا ہوتی ہی - پربھاوتی
نے ہاتھ سے اُسکا مُنہ بند کر دیا - سشیل بالا
ہاتھ ہٹا رہی تھی - اتنے مین چندر پت
پاس آگئے - دیکھا اور دنون کے موافق
چندر پت کے چہرے پر ہنسی نہین ہی چہرہ
پژمردہ ہی -

سشیل بالا - (چندر پت کا اوداس
چہرہ دیکھکر) آج شفاف چاند مین گرہن
کیون ہی -

پربھاوتی - (اپنے سوامی کی طرف
دیکھکر) سشیل بالا کو تو ہر دم ہنسی ہی سوجھتی
ہے - تمھارا منہ دیکھکر مجھے بڑا افسوس
ہوا ہے اور میرے دل مین فکر ہوتی ہی
کوئی بُری بات کہنے آئے ہو -

چندر پت - ہان سچ مچ ایسی ہی
بات کہنے آیا ہون -

پربھاوتی - کیا ؟

چندر پت - مہاراج نے لکھا ہی کہ
مسلمان دہلی پر چڑھائی کرنے والے ہین

سشیل بالا - کیون ابھی تو اُسدن نہ
آپ لوگون سے لڑائی مین ہار گئے تھے
جس سال آپ مجھے اپنے ساتھ لائے
تھے اُسی سال تو اُنسے لڑائی ہوئی تھی
میرے آنے سے تین چار مہینے پیشتر -

چندر پت - اُس شکست کا قلق اُنکے
دل سے اب تک نہ مٹا ہوگا - لیکن پھر بھی
اب کی بڑی جماعت سے آنے والے ہین
انکو بڑی ہوس ہی کہ ایکبار ہملوگون کو شکست دیوین

سشیل بالا - کون بدلا لیگا ؟ - خیر دیکھا
جائیگا - اُس دفعہ آپ نے مہربانی کرکے
اُنھین چھوڑ دیا - اسی سے انپر بیجائی سوار
ہوگئی ہے - اُنھین چاہیے تھا کہ اب کبھی
ادھر رُخ نہ کرتے لیکن پھر اُنھون نے
بیغیرتی لادکر کفر نعمت و احسان فراموشی
کرنے پر کمر باندھی -

چندر پت - کل ہی جاؤنگا اب دیر نہین

کر سکتا۔

پربھاوتی۔ اسوقت تک جب بیٹھی اور دور ہی تھی بمشکل دل کو دھیرج دے کر ٹھہرمی رہی پرپیس ہا جاتے ہو۔ آپ کو روکتی نہین۔ تمھارے ساتھ اور کون جاویگا۔

چندر ریت۔ اسی بڈھے کو لیجاؤنگا۔ یہ باتین ہوتی ہوئین سب گھر گئے۔

دنیا مین دکھ سکھ برابر نہین رہتا۔ دیکھو گھڑی بہر بیشتر پربھاوتی اور شیل بالا کیسی منگن تھین۔ تردد نے تیز ہوا کی طرح آکر انکی دلی امنگون کو متفرق کر دیا۔ وہ دونون گھر سے ہنستی ہوئین آئین جاتے وقت دل ہی دل مین روتی ہوئین گئین۔ چلتے چلتے شیل بالا نے پربھاوتی سے پوچھا اسدفعہ چندر ریت جب لڑائی مین جانے والے تھے تب تو اتنا رنجیدہ نہین ہوئین تھین۔ اس مرتبہ ایسی کیون متردد دکھائی دیتی ہو۔

پربھاوتی۔ نہ جانے کیون اب کی دفعہ آپ ہی آپ دل بیٹھا جاتا ہے۔ اور کبھی ایسا نہین ہوا تھا۔

شیل بالا۔ جی کو ڈھارس دو پرمیشر سب بھلا ہی کریگا۔

پربھاوتی۔ ہان بہن۔ ایشر کی مرضی ہے

انسان بیچارے کے کیے کچھ نہین ہوتا۔

باب اٹھوان

"بچے کا بکر"

اب ذرا ہم دہلی کے اُس راج استھان کی تاک جھانک کرتے ہین جہان راجکنیان اور کھاوتی وزیر کے بیٹے بچے سے کچھ باتین کر رہی ہین۔

دوپہر رات مین تاریکی چھائی ہوئی ہے چارون طرف بالکل ہو کا عالم ہے جھینگر درختون کی ہری ہری ٹہنیون پر برجے ناز سے اُڑنے والے جگنوؤن کی روشنی ستارون کی طرح چمک رہی ہے اسوقت دہلی راج محل کی مہتابی پر ایک جوانی کی امنگون سے مست نوجوان اور ایک شباب کے نشہ مین چور نازنین بیٹھی ہے۔ یہ دونون بالکل غیر معلوم ہوتے ہین اور یہ راز دریافت طلب ہے کہ ان غیر جنسون کا ایک ایسے وقت مین تخلیہ کی صحبت کا رنگ جمانا کیا معنی رکھتا ہے۔

راجکنیان جواہر نگار پلنگڑی پر اپنے پھول سے گال نازک ہاتھ پر رکھکر اُسکی سہاونی خوشبو کو مٹھی مین بند کیے ہوئے ہے۔ بچے سنگھ پلنگڑی

کے ایک طرف کمخواب کے فرش پر بسترِ زینت
دیبار کی چاشنی لے رہا ہے۔ راجکنیان کا
سولھوان سال اُٹھتی جوانی کی خوبصورتی
کیواسطے ہر صفت عروسی کا کام کر رہا ہے۔
اس انداز کی حسن و جمال کا مُنہ سے بولتا
ہوا مرقع خامہ قدرت نے شاید اول ہی
بار کھینچا ہو۔ اُسکا روپ پورنماشی کے چاند
کیطرح مُنہ سے بول رہا ہے۔ چاند کی شفاف
چاندنی جس چیز پر پڑتی ہے۔ اُسکو قدرتی
رونق حاصل ہوجاتی ہے۔ مگر اس موہنی
مورت راجکنیان کی شعاعِ حسن جو دن
کے چاند مین بھی ستارے جڑ دیتی ہے اُسکے
طرح طرح کے قیمتی جواہرات اور موتیون سے
گندھے ہوئے کالے کالے بال اندھیری
رات مین چاند اور ستارون کی روشنی
پھیلا رہے ہین۔ اور اُسپر زرکار دوپٹے
کے اوچھے گھونگھٹ سے ایسی چھب ہے گویا
آنکھون کو ٹھنڈک پہونچانے والی چاندنی
کالے بادلون کے ساتھ لپٹ رہی ہے
اسکے کنول کی پتیون سے زیادہ نازک
چہرا اور کرن پھول جھوم جھوم کر کبھی کبھی بھول
ایسے گالون کا رس لینے کے لیے جھکے ف
نظر آتے ہین۔ اُسکی گھونگھروالی زلفین
گلابی رخسارون پر اُن بھونرون کو
داغ حسرت دے رہی ہین۔ جو کنول

کے پھولون کا رس لے لے کر اپنی سہاونی
گونج سے مستی ظاہر کرتے پائے جاتے
ہین۔ اسکی ہنستی ہوئی پیشانی اُسکے
ہارون کے کھلے ہوئے پھولون اور
راج استھان کے تمام گل بوٹون کو ہنس
رہی ہے۔ مگر اُسکا غنچہ دہن جوانی دائمی
شگفتگی سے سدا انقلاب کو مات کرتا تھا
اسوقت مُنہ بندھی کلی بلکہ تبسم آشنا نہین
اگرچہ اُسکے چہرے سے اُداسی برستی
تھی تو بھی اُسکی حسن کی خوبیون مین کمی نہ
تھی۔ راجکنیان کی اُداسی دائمی ہے
جسکے پرتو حسن سے لباس ایسے روشن
ہورہے ہین اگر وہ ہنستی تو نہ معلوم کیسی
رونق ہوتی۔ دونون غیر جنس چپ چاپ
ہین۔ ہونٹھون پر مہر خاموشی لگی ہے۔ کچھ
دیر بعد اوکھادتی بولنے پر مجبور ہوئی۔ مین
برھما کو گمان ہوا کہ سرستی کا بین بجا رہا
کی گوپیان چونک پڑین گے کہ کنہیا جی کی بنسی
اس راج محل مین کسنے بجائی۔ جہانتک
اُسکی آواز ہوا مین گونجی امرت برس
گیا۔ اوکھادتی نے کہا کیا کہنے آئے ہو
دیکھتے نہین کہ ہم لوگ کہان بیٹھے ہین
اگر کوئی آجاوے تو کیا سمجھے۔ یہ کیون
کرتے ہو جلدی کہو اور اپنے گھر جاؤ۔
بجے۔ سنا ہے کہ مسلمان پھر آئے ہین

ناظرین! بجے سنگھ کی ظاہری باتون پر نجائیں یہ بلا کا آدمی ہی۔ اسکے ظاہر و باطن مین زمین اسمان کا فرق ہی۔ اسکا ظاہری بہروپ ایسا نہین کہ سیدھے سادھے سنجگی آدمی تاڑ سکین۔ اسکے بھانپنے والے معمولی سادگی کے شخص نہین ہو سکتے۔ بجے سنگھ میٹھی چھری ہی امرت مین زہر ملا دینا بائین ہاتھ کا کرتب سمجھنا چاہیے۔ اسکے کاٹے کا منتر وہی خوب جانتا تھا۔ اور میٹھی باتون سے سبز باغ دکھا دینا اسکا ایک سہل لٹکا تھا۔

راج کنیان۔ تم بس اتنا ہی کہنے آئے تھے تو بس جاؤ۔ مین سب سن چکی۔

بجے۔ مین صرف یہی کہنے نہین آیا تھا کچھہ اور بھی ہے۔ اگر آپ میری باتون سے ناراض نہون تو کہون۔

اد کھا وتی۔ کہئے کیون نہین۔

بجے۔ اسدفعہ مہاراج پرتھی راج تلاوڑی کے میدان مین اپنے سورما سپاہیون کی جماعت سے جسوقت جائینگے۔ تو وہان بڑی گھمسان لڑائی ہوگی۔ اب کی آثار بڑے معلوم ہوتے ہین۔ بالفرض اگر مہاراج پرتھی راج کی شکست ہو تو تم کیا کروگی۔

اد کھا وتی۔ تیا لڑائی ہار جائینگے! کیا تم نہین جانتے کہ جے چند کی زمین و آسمان جیت لینے والی فوج کو ناکون چنے چبوا کر بھی کبھی فوج سے آسی سال مین مسلمانون کو تو گدم بھگا دیا تھا۔ تیا کے ایک ایک سورما سپاہی سے ذوالفقار پر ناز کرنے والے جہادی مسلمان اسطرح دم دبا کر بھاگے جسطرح چروا ہے کی لکٹیا کی جنبش سے لاکھون بھیڑون کا گلہ سر پر پانون رکھکر بھاگتا ہے۔ کیا تم نے نہین دیکھا۔

بجے سنگھ۔ (شرمندہ ہو کر) ایشور کرے مہاراج کی جی ہو۔ شتر کی چھے ہو۔ مگر مان لو کہ ایشور نہ کرے ہار ہو تو کیا کروگی۔

اد کھا۔ یہ کیونکر مان لون۔ اور اگر مان بھی لون تو جو حال تیا جی کا ہوگا وہی میرا بھی۔

بجے۔ تم استری اور پھر نازون کی پلی محلون کی رہنے والی۔ پھول پان سی نازک۔ آئے والی مصیبت کیسے جھیلو گی۔

اد کھا۔ بڑے بودے آدمی ہو ایسی ایسی اوچھی باتین کرتے ہو (کچھہ یاد کرکے)

اُسنے نہ پتاجی نے محمد غوری کو پکڑ کے صدقے کے جانوروں کی طرح چھوڑ دیا تھا کیسے کیسے معرکون مین اپنی تیر اندازی کے فن دکھاکر مسلمانون سے بتی بھُلا دی ہے ـ مین عورت ذات ہون ـ مجھے تمھارے کچدلے پن پر ہنسی آتی ہے ایسا خیال نہ کرنا چاہیئے ـ کہ مصیبت نہ جھیل سکون گی ـ اگر کوئی آکر کہے کہ تمھارے مرنے سے تمام دیس کی رچھیا ہوگی تو دیکھون مین اسوقت جان دیسکتی ہون کہ نہین ـ مین دیس کی حفاظت کے مقابلہ مین اپنی جان کو عزیز نہین سمجھتی ـ

بجے سنگھ جے چند کی لڑائی مین پیٹھ دکھا چکا تھا ـ پس اُسکی ندامت تازہ ہوگئی ـ اُس روز راج کنیان پر اس بھگوڑے پن کا راز فاش ہوجانے سے اُسکی دلی امیدین ٹوٹ ٹوٹ گئین تھین آخر بات ٹال کر چکنی چپڑی باتون سے دام تزویر مین لانے کی چال چلی ـ

بجے ـ تم مجھسے ایسی باتین کہکر میری خوشیون پر پانی ڈالتی ہو ـ تم جو کہتی ہو وہ قابل اعتبار نہین ـ دیس کی رچھیا کو جان سے زیادہ سمجھنا خلاف دانائی ہے ـ مین تمھین دل و جان سے بھی زیادہ سمجھتا ہون یہ تمھارے ہی واسطے میدان جنگ سے بھاگ آیا تھا ـ کہ مرنے پر تمھارا ماہتابی چہرہ نہ دیکھ سکونگا ـ مین ضرور جانتا ہون کہ میدان چھوڑ جانے سے بہادرون کے سامنے آنکھ نیچی کرنا ہوگی مگر مین نے صرف تمھارے واسطے ایسی ندامت اپنے اوپر گوارا کی ـ تمھارے ہی قدمون کے نیچے اپنی جان دینے آیا تھا ـ اب تمھارے منہ سے یہ بات سُننا پڑی اگر معلوم ہوتا کہ ایسی باتین کروگی تو تلوارون کی دھارون مین تمھارا نام لے لے کر جان دیدیتا ـ

اوکھاوتی ـ اچھا میری باتین بُری معلوم ہوتی ہین تو اب کچھ نہ کہونگی لیکن تم بے شک بودے اور بھگوڑے ہو اگر بھاگنے کی جگہ رن مین مرجاتے تو مین تمھین بہت ہی قدر کی نظر سے دیکھتی ـ میرے کوئی بھائی نہ تھا اور نہ ہی تمھاری موت کا حال سنکر اور اپنا بھائی سمجھکر تمھارے لیئے روتی ـ اگر رونے سے ڈھارس نہ ہوتی تو دل کو اسطرح سمجھالیتی کہ میرے بھائی نے دیس کی رچھیا کے لیئے اپنی جان قربان کرکے چھتری بنس کا نام زندہ کیا ـ ان باتون سے گو تمھین شرم آتی ہوگی مگر مجھے یقین ہے کہ تم اب

لڑائی مین اپنا نام کرو گے۔ ایسی موت کو دائمی زندگی سمجھو گے اور ہمیشہ پیامۂ ایسے سورمون کیطرح تیر دن کی سیج پر سو جانا رت جگے کے آرام سے زیادہ سمجھو گے۔

بجے۔ واقعی ان باتون کا دل پر بہت کچھ اثر ہوا۔ اب کی دفعہ لڑائی مین تمھارے سنیچے اور دلی عشق کے جوش مین دل توڑ کر جان لڑا دونگا۔ ہم اور تم لڑکپن سے ایک جگہ رہتے اور کھیلتے آئے ہین۔ لیکن افسوس تم نے مجھے پیار سے کبھی نہین پکارا حالانکہ مین اپنی جان تک نچھاور کرنے کو تیار ہون۔

اودھا۔ یہ پیار سے نہ پکارنا اور پھر جان نچھاور کرنا کیسا۔ کئی دفعہ تمھاری ایسی باتین سنکر ٹالتی آئی ہون۔ ذرا ہوش مین آؤ زبان سنبھال کر باتین کیا کرو۔

بجے۔ تمھاری ایسی باتون کے کہنے سے مجھے بڑا صدمہ ہوتا ہے۔ اگر اب کی لڑائی مین اپنی بہادری دکھاؤن تو پھر تم میری ہو جاؤ گی۔

اودھاوتی۔ کئی دفعہ کہہ چکی ہون ایسی باتین زبان پر نہ لایا کرو مجھ سے کبھی اس قسم کی تمنا نہ کہنا۔ مین ہرگز تم سے ایسی محبت نہین کر سکتی۔

بجے۔ کیون؟ کیا تم اور کسی کو پیار کرتی ہو۔

اودھا۔ اس سے تمھین واسطہ۔ سروکار

بجے۔ اگر یہ معلوم ہو جائے تو اپنی دلی محبت کی داستان کبھی نہ سناؤنگا۔

بجے سنگھ اپنی بات کے جواب پانے کے انتظار مین بڑے غور سے دیکھنے لگا۔

اودھا۔ (کچھ سوچ کر آہستہ سے) ہان۔ میرے دل کا مالک تو کوئی اور ہی ہے۔

اسی ایک بات سے بجے کے شجر امید کی جڑ کٹ گئی۔ گھبرائی ہوئی آواز سے بولا۔ وہ کون ہے؟

اودھاوتی کے چہرے اور اسوقت کے انداز سے ثابت ہوا کہ وہ اپنی الفت کے راز کا کھلنا نہین چاہتی تھی اور اُسکا قیافہ کہہ رہا تھا کہ بجے اس سے ایسی بات پوچھنے کا مجاز نہین۔ واقعی سچ ہے دل پر کسی کا قابو نہین۔ یہ جسپر آ گئے آ گئے۔ اگر قابو ہے تو صرف اوس کا جسکی تصویر آنکھون مین بس گئی ہو۔

اودھاوتی اپنے عشق کے سرمایہ کو کیون سات پردون مین نہ رکھتی اُس نے اس خزانہ کو قفل خاموشی سے محفوظ کرنا چاہا۔

بجے۔ سنا تھا کہ چتور کے راجہ سمر سنگھ کے لڑکے جراج (ولیعہد) کلمیان کے

ساتھ راجکنیان کی شادی کا سامان ہو رہا ہے - اسی کے سننے سے بجے سنگھ پریشانی کی حالت مین دریافت کرنا چاہتا تھا کہ کلیان کی محبت اسکے دل مین ہے یانہین اور اگر ہے تو کوئی ایسی چال کھیلے اور وہ فرصت ڈہونڈے کہ کلیان اودکھاوتی کے ساتھ شادی کرنے مین کامیاب ہو۔ اودکھاوتی کی خاموشی سے اپنے سوال کا جب سوکھا جواب پایا تو پھر سوال کیا کہ راجکماری جی! جبراج اندرسنگھ یا رن بیرسنگھ انمین سے آپ کی کسی سے لو لگی ہے - اودکھاوتی نے یہ سوال بہی اِس کان سنا اور اُس کان اُڑا دیا کچھ نہ بولی - بجے نے کہا آخر مجہسے کہنے مین تمہارا کیا نقصان ہے -

اودکھاوتی - مین اندرسنگھ اور رن بیرسنگھ کو کیا جانون - مجہے انسے واسطہ ہونگے کوئی - اب فضول باتین نہ کرو - یہان تو دماغ خالی ہوگیا ہے اب ٹھنڈے ٹھنڈے گھر جاؤ - مین ایسی واہیات باتین پسند نہین کرتی - بجے کے دل مین طرح طرح کے وسواس پیدا ہوئے وہ خیال کرتا تھا کہ رن بیرسنگھ اور اندرسنگھ نہین تو اور کون اودکھاوتی کے دل کو مس رہا ہے - جیون جیون اسکو جواب مین ناکامی ہوتی تھی تیون تیون اُسکا یہ اشتیاق بڑھتا تھا کہ کسی طرح اودکھاوتی کے دل مین بیٹھکر اُسکی دل کی لگی کا پتا لگا دے آخر ڈرتے ڈرتے دبی زبان مہاراج کلیان سنگھ کا نام لیا کلیان کا نام سنتے ہی راجکماری گھبرا کر دیکھنے لگی - چہرے کا رنگ بدل گیا - منہ پر سُرخی دوڑ گئی - آنکھیں نیچی ہوگئین - جھکتی ہوئی پیشانی پر پسینہ جھلک اُٹھا - قدرتی غیرت اور خلقی حیا نے اُسکے نازک حنائی ہاتھون کو دوپٹہ سنبھالنے اور گھونگھٹ نکالنے کی اداءین دکھانے کی تھوڑی تکلیف دی جس سے بھانپنے اور تاڑنے والی نگاہین اُسکے دل کا راز پہچاننے کو عقل دور بین کا اعجاز دکھا سکتی تھین بجے سنگھ سمجھ گیا کہ جس شمع سے اُسکو لو لگی ہے وہ کلیان سنگھ سے پروانہ وار لگن لگائے ہوئے ہے اُسکے دل کی لگی اس سے نہ بجھے گی - یہ موم نہین جسے اپنی آتش عشق سے پگھلا دے - آخر رشتۂ امید منقطع کرکے اپنے بجھے ہوئے دل کو بغل مین لیے ہوئے گھر پر واپس گیا -

راجکنیان بچے کی یہ باتین دیکھ سنکر عالم حیرت مین ہوگئی۔ کچھ دیر بعد دل کو سنبھال کر اپنی سہیلی گلاب کو پکارا گلاب حاضر ہوتی ہی۔ اُسکا چہرہ باسی پھول کی طرح کمھلایا ہوا ہے۔ آنکھیں گلاب کے پھول کیطرح گلابی ہین۔ یقین ہوتا ہی۔ شاید یہ کہین آنسو گرا چکی ہے۔ راجکنیان اپنی دُھن مین اُسکے چہرے پر دھیان نہ دیکی بولی تو بچے کو چور دروازے سے یہان لیکر آئی تھی لیکن جاتے وقت اُسنے تیرا انتظار بھی نہ کرکے چُپ چاپ گھر کا راستہ لیا۔ مجھے پہلے اُسکے آنے کا سان گمان بھی نہ تھا اور نہ یہ جانتی تھی کہ وہ یہان آکر اپنی غرض لے بیٹھے گا۔ وہ مجھ پسی گرانبار چھونکنے آیا تھا مین نے زبردستی اُسے ٹرکایا کہین جاتے وقت کسی نے دیکھا تو نہین۔ اب جا چور دروازہ بند کردے کہ پھر کبھی نہ کھلنے پائے۔

یہ کہکر راج کنیان اپنی اُس جواہر نگار سنہری کی سیج پر لیٹ رہی جسکے تروتازہ پھولون کی بھینی بھینی خوشبو ہوا مین پھیل پھیل کر کچھ دیر پہلے سے اُسکو اپنی یاد دلانے کے لئے

اُسکا دماغ معطر کر رہے تھے۔

باب نوان

"جعلسازی"

تمام دنیا مین دو قسم کی محبت ہوتی ہے ایک سچی محبت اور دوسری محبت بالغرض سچی محبت کیا ہی؟ جو معشوق کی طرف سے ہر وقت بڑھنے مین کمی نہین کرتی۔ بلکہ معشوق کے نہ دیکھنے مین بھی طرفین کا دل بیتاب اور مضطرب رہا کرتا ہے جو شخص دوست کی خواہش کو اپنی خواہش پر مقدم سمجھے وہی عاشق صادق ہی لیکن اس قسم کے عاشق صادق دنیا مین شاذ و نادر دکھلائی دیتے ہین۔ اور طرفین سے جو محبت مستحکم ہو وہ سچی محبت ہی بقول شخصے۔ شعر

الفت کا یہ مزہ ہی کہ وہ بھی ہون بیقرار
دونون طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی

جس شخص کی محبت غیر مستقل اپنی خواہش کی طرح ڈانوان ڈول رہتی ہی یا ذرا سی بات مین کچھ کاوش ہو جاتی ہی اُسکا نام محبت نہین ہی۔ وہ خودغرضی ہے۔ جب کوئی سچی محبت والا سنتا ہی کہ اُسکے معشوق کا دل کسی دوسرے پر لوٹ ہی تب وہ خیال کرتا ہی کہ اُسکے

جیتے کی محبت اُسکے واسطے نہ تھی بلکہ خود غرضی تھی ایسی محبت کو محبت بالغرض کہتے ہین بچے کی الفت اسی دوسری قسم کی ہے۔ اُسنے جب سُن لیا کہ راجکماری مجھسے کبھی محبت نہ کریگی کیونکہ وہ دوسرے سے لو لگائے ہے۔ فوراً اُسکے دل مین نمک حرامی سما گئی فقط یہی نہین کہ صرف راجکنیان کے لیے بلکہ اور بھی غرض بہت دنون سے اُسکے دل مین تھی وہ سمجھتا تھا کہ جب مین راجکنیان کا شوہر ہو جاؤنگا تو ایک دن راجہ بھی ہو جاؤنگا کیونکہ برتھی راج کا کوئی وارث تخت نہ تھا۔ جب دیکھا کہ یہ امید بیکار ہے میری دلی آرزو سے تو کلیان فائدہ اُٹھائیگا بس رقابت سے راجکنیان اور کلیان سنگھ کو اپنا دشمن سمجھنے لگا غصہ سے اُسکا بدن تھر تھرا اُٹھا۔ دل مین سوچا کہ یہ تو کبھی نہوگا۔ مرونگا یا مارونگا بچے یہ سوچتا ہوا گھر پہونچا۔ دیکھا باپ کا آدمی بلانے آیا ہے۔ ملازم بچے کو دیکھتے ہی بولا "منتری صاحب آپ کے آنے کی منتظر ہین تشریف لے چلیے" بچے سنکر قیامگاہ سے پتا کے بستر پر آیا۔ اُسکے باپ اسّی برس کے بڈھے آدمی تھے۔ داڑھی اور مونچھ کے بال بالکل سفید ہو گئے تھے چہرہ بھرا ہوا پیشانی سے خوش قسمتی ظاہر ہوتی تھی۔ پیرانہ قیافہ سے معلوم ہوتا تھا کہ جوانی مین بہت ہی خوبصورت آدمی ہونگے۔ بچے کی شباہت اُنکے چہرے سے بخوبی ملتی تھی لیکن اُنکا طریق اور باتین بچے مین ایک بھی نہ تھین۔

بچے نے پہونچتے ہی دیکھا کہ منتری اور رام سنگھ چراغ کے پاس بیٹھے کچھ لکھ رہے ہین اور سامنے بہت سے کاغذ رکھے ہوئے ہین۔ بچے کو اشارے سے بٹھایا اور خود لکھنے مین مصروف ہو گئے۔ جب لکھنے سے فراغت پائی بچے سے مخاطب ہوکے "شام سے تمھارا انتظار رہا کچھ کہنا تھا"

بچے۔ مین گھر پر آیا ویسے ہی آپ کا حکم آدمی لیکر پہونچا۔ حاضر ہون جو ارشاد ہو تعمیل کرون۔

منتری (بچے کے باپ) کسی ضرورت سے تمھین کل ہی باہر جانا ہوگا۔ رات کو اپنے سفر کی تیاری کرلو۔

بچے کو دوسرے ہی دن اپنا جانا سنکر تعجب ہوا۔

رام سنگھ۔ (کوئی ایک خط دکھلا کر) یہی خط لیکر دیس دیس کے راجاؤن کے پاس

پہچانتے ہونگے۔ جنگ کی اعانت درکار ہے۔ خراجگزار راجاؤن سے تمکو کمک حاصل کرنا پڑے گی۔

منتری۔ (ابجے کے باپ) مہاراج بہت سمجھا بجھا اور نشیب و فراز دکھا کر کہتا ہے کہ مسلمانون نے ہمارے ملک پر چڑھائی کی ٹھان لی ہی۔ ہمین یقین تھا کہ مسلمان دشمن اس دفعہ کی فاش اور شرمناک شکست کی ذلت اٹھا کر ادھر رخ نہ کرینگے۔ اسی واہمی گمان سے ہم نے جنگ کی کچھ تیاری نہین کی۔ گذشتہ لڑائیون مین مہاراج پرتھی راج نے اور راجاؤن کی اعانت کی ضرورت نہ سمجھی اور راشیر نے انکا بھر ہرا آسمان پر اوڑا دیا۔ اس مرتبہ انکا خاص منشا ہے کہ سب ہی خواہان دولت تلوارین گھسیٹ کر دشمنون کے دانت کھٹے کردین۔ گو مسلمانون کو نو کدم بھگانا کچھ مشکل نہین مگر ممکن ہے کہ کوئی چھتری راجہ انکی حمایت کر بیٹھے جسوقت عساکر قنوج کی فوج کو پسپا کر کے مسلمانون سے جنگ آزما ہوئی تھی سب سر پر پانون رکھکر علی علی پکارتے بھاگ کھڑے ہوئے تھے اور کچھ بنائے نہ بنی تھی۔ دہلی کی فوج اسوقت بھی غنیم انگلیون کی کلیجے چیرنے

اور پتا پھاڑنے کو کافی ہے اگر خیال ہے تو صرف اسقدر کہ جےچند روالی قنوج مہاراج پرتھی راج سے منہ کی کھا کر عداوت پر تل رہا ہے کہین وہ کافر نعمتی سے مہاراج کے صدقے مین چھوٹے ہوئے شہاب الدین اور کئی دفعہ کی مار کھائے ہوئے محمد غوری سے ملگیا تو گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے کی مثل صادق ہوگی۔ ایسے موقع پر بازوان سلطنت یعنی ماتحت راجگان کو اپنی اپنی قوت سے کام لیکر چھتریون کی تلوار اور راجپوتون کے اصلی خون کا جوہر دکھانا فرض منصبی ہوگا۔ راجہ جےچند کے سوا کوئی اور راج پتر شاید ہی ہوگا جو ہندو دھرم ہندو تیرتھون۔ ہندو دیو استھانون کی بربادی و تباہی کے لیے ملکش محمد غوری کا ساتھ دے پس سب راجون مہاراجون کو مناسب ہے کہ یکدل ہو کر جنگ آزما ہون اپنے چھتری خون کا نام رکھین۔ دھرم اور مذہب کو طوفان بے تمیزی سے بچائین۔ جس اسلامی بادشاہ کو پرتھی راج نے کئی دفعہ پا بزنجیر کر کے خدا کی راہ پر چھوڑ دیا۔ اسکو کافر نعمتی اور احسان فراموشی کا مزہ چکھائین۔

یہ کہکر منتری کی آنکھون سے آنسو جاری ہوئے۔ انکو اسی بہادرانہ استقلال

سے ضبط کے ساتھ بیٹے کو رخصت کیا۔ بجے سنگھ کے گھوڑے کے پیچھے اُسکی نگاہین دوڑتی رہین۔ دفعتہً وہ نظر سے اوجھل ہوگیا اور اُنکی نگاہین تھک کر واپس پھر رہین۔ وہ سوچنے لگے جس کام کے لیے بجے کو بھیجا ہے اُسمین اُسکی جان کا خوف ہے اگر صحیح سلامت لوٹ آیا تو سب کچھ ہے نہین تو بڑھاپے مین کوئی پانی دینے والا بھی نہین۔ ہائے بڈھے کی لاٹھی۔ بڑھاپے کا سہارا یہی ایک گدڑی کا لال تھا۔ جسکو مین نے اپنے ہاتھ سے کھو دیا۔ اگر بجے پھر کر نہ آیا تو مین کسکا منہ دیکھکر جیونگا۔ کان پکڑتا ہون توبہ کرتا ہون کہ پرمیشر بجے کو بخیریت لایا تو آیندہ کبھی ایسی مہم پر نہ بھیجونگا۔ ادھر دل سے یہ ایسی باتین کر رہا تھا۔ ادھر بجے کیا کر رہا ہے۔ وہ غنودگی کے وقت آنکھون مین نیند بلا رہا ہے۔ لیکن آنکھہ نہین لگتی۔ پتا کے پاس چلے جانے سے اُسکے پہلے خیالات بھول گئے تھے لیکن اب وہ سب پھر تازہ ہو گئے۔ بجے جتنا ہی نیند کا دھیان کرتا تھا۔ اسی قدر راجکنیان کا دھیان اور اُسکی باتین یاد آنے سے اُسکی آتش حسد مشتعل ہوتی تھی۔ پلنگ سے اُٹھکر وہ اپنے محل مین چار دن طرف ٹہلنے لگا۔ راج کنیان اور کلیان کو کچھ نہ کچھ جزہ جکھانا چاہیے۔ سوچتے سوچتے خیال آیا کہ جب راجکنیان سے جدا ہوا تھا۔ اُسوقت دروازے پر کسی کو کھڑے دیکھا تھا۔ راجکنیان کی باتون مین اُسے پہچانا نہین۔ وہ کون تھا۔ گلاب تو نہ تھی؟ وہ وہان کھڑی کیا کرتی تھی؟ کیا وہ ہماری باتین سنتی تھی؟ یقین ہے وہی ہوگی۔ وہ تو کچھ بڑبڑا رہی تھی۔ معلوم نہین کیا کہتی تھی۔ اتنا تو خیال ہوتا ہے کہ وہ مردون کو برا بھلا کہتی تھی۔ آخر مردون نے اُسکا کیا بگاڑا۔ اسکا کوئی سبب ضرور ہوگا۔ ہان۔ اب سمجھا وہ تو میری محبت مین پھنسی ہے۔ افسوس اُس سے کیون نہ مخاطب ہوا۔ اب سب کام ہمارے بن جاینگے۔ بس اُسی کے پاس چلنا چاہیے اور اس بات کا اظہار کرنا چاہیے کہ مین تجھپر اپنی جان تصدق کرنے والا ہون۔

بجے کے چہرے پر یکایک بشاشت نمودار ہوگئی۔ دل کی کلی کھل اُٹھی۔ کچھ دیر بستر پر کروٹین بدل بدل کر راج بھون کیجانب چل کھڑا ہوا۔ قلعہ سے نکلکر ایک سنسان مقام پر پہونچا۔ اُسے اس بات کی تلاش تو تھی نہین کہ راج محل کے کس جانب

چوکی پہرے والے موجود ہونگے اور کون راستہ بالکل سنسان ہی جہان کوئی مزاحم نہوگا آخر اُسی سنسان راستہ سے چلا اور تارکی مین وہ سب کی نظرون سے بچتا رہا گلاب کا گھر کہان ہی -؟ اسکو بھی جانتا تھا میدان ہیو نچکر گلاب کے گھر کی طرف رخ کیا - گلاب دومنزلے مکان مین رہتی تھی - میدان مین کھڑے ہوکر سوچا کہ کوٹھے پر کیونکر پہونچون - جسوقت یہ اپنے گھر سے چلا تہا اُسے یہ خیال مطلق نہ تھا کہ کوٹھے پر جانا ہوگا - سوچ رہا تہا کہ کیا کرنا چاہیے اُس سے کیونکر ملاقات ہوگی - اتفاقاً پانون کی آہٹ سُنائی دی اور ایک آدمی کو دیکھا بچے اُسے سپاہی سمجھکر ہراسان ہوا اور ایک درخت کی آڑ مین کھڑا ہوکر دیکھتا رہا یہ کون ہی ؟ وہ شخص جب درخت کے قریب ہوکر نکلا - معلوم ہوا کہ یہ تو عورت ہی - وہ عورت بالکل پاس آئی - بچے نے پہچان لیا - اخاہ - یہ تو گلاب ہے جسکی تلاش مین گھر سے آیا تہا -

گلاب اس بیوقت یہان کہان -

گرمی کا موسم تہا - راتون کو کسی خیال سے نیند نہ پڑتی تھی - دل کی الجھن سے باہر ہوا کھانے نکل کھڑی ہوئی - شاید رات کی ٹھنڈی ہوا کھانے سے بدن کی سستی دفع ہوجاوے - آج اسی وجہ سے باہر نکلی ہی - بچے دیکھکر بہت خوش ہوا اور بیتابی سے پاس گیا - گلاب ایک اجنبی شخص کو اپنے سامنے دیکھکر حیران ہوئی بھاگنے کا ارادہ کیا - بچے بولا کیا غضب کرتی ہی - مین تو تجھسے ملنے کے لیے ہتھیلی پر جان رکھکر تیرے پاس آیا ہون اور تو مجھے دیکھکر اُلٹے پانون بھاگی جاتی ہی - ارے تیری محبت کی کشش مجھے اس اندھیاری رات مین کھینچ لائی ہی -

گلاب نے بھی بچے کو پہچان لیا لیکن وہ یہ نہین جانتی کہ بچے خاص اسی کے لیے یہان آیا ہی - تو بھی اُسے دیکھکر بہت خوش ہوئی اور بولی - اتنی رات گئے کہان مارے مارے پھرتے ہو -

بچے - تمھاری لگی کچھ ایسی تھوڑے ہی کہ نچلا بیٹھنے دے - تمھارے ہی واسطے آیا ہون -

گلاب - مجھ سے تمھارا ایسا مطلب کون اٹکا تھا کہ دن چھوڑکر اندھیری رات پر اُٹھا رکھا -

بچے - کل صبح یہان نہین رہونگا -

گلاب - کیون - اچھا مطلب بتاؤ -

بچے - بس دو باتین کرو - زیادہ بکواس

کی ضرورت نہین۔ (کچھ دور لیجاکر) تم سے ایک بات پوچھنے آیا ہون بتاؤ گی۔

گلاب (ناراضگی سے) جانتی ہون۔ کچھ راجکنیان کی بات ہو گی۔ اُنکی باتین تو سُن چکے ہو۔ پھر کیا پوچھنے آئے ہو۔ اُنھین تو کلیان سے لگن لگی ہو۔ تم اُنسے ہاتھ دھو رکھو۔

بجے کا خیال اور بھی مضبوط ہو گیا۔ بیشک راجکنیان کلیان پر لوٹ ہو۔ گلاب کے پاس بجے کے آنے کا اور بھی مطلب تھا ایک تو راجکنیان کے حال دریافت کرنے کی بھی غرض تھی۔ جب یہ غرض بغیر دریافت کیے حاصل ہو گئی۔ گلاب سے یون مخاطب ہوا۔

بجے ۔ نہین راجکنیان کی بات نہین تمھاری ہی بات ہو۔

گلاب (متعجب ہو کر) میری بات کیسی ذرا اپنی بات تو سنون۔

بجے ۔ ہان تمھاری بات۔ آج تم اُسوقت کیا کہتی تھین۔ کیا وہ سچ ہو۔

گلاب ۔ کب۔ مین کیا کہتی تھی۔

بجے ۔ وہی جب مین راجکنیان کے گھر سے آتا تھا تب تم کہتی نہ تھین کہ کوئی عورت مجبیر دل سے شیدا ہو۔ وہ کون ہو۔

گلاب سمجھ گئی کہ میرا حال انپر سب روشن ہو (کچھ دیر خاموشی کے بعد) جب تم جانتے ہو تو پوچھتے ہی کیا ہو۔

بجے ۔ تو کیا درحقیقت تم مجھے پیار کرتی ہو۔

گلاب ۔ اس سے کیا۔ تمھین تو مجھ سے محبت نہین تمھارا دل تو اور طرف ہو۔

بجے ۔ نہین۔ مین تمھین بہت چاہتا ہون

یہ سنکر گلاب کا چہرہ خوشی سے شگفتہ ہو گیا۔ سورج کے نکلتے ہی اسکی شعاعون کو کالے بادلون نے گھیر لیا۔ ٹمٹماتے ہوئے چراغ جھلملا کر پروانون کی آرزون کو خاک مین ملا گئے۔

گلاب ۔ (جو ابھی تھوڑی دیر پہلے راجکنیان کے گیسوے مشکبو کا سودائی تھا وہ کیسے اتنی دیر مین دوسری کی کاکل شبرنگ کی بیڑیان پہن سکتا ہو۔ ذرا دیر مین اور کسی پر جان دے بیٹھو گے۔ تمھاری دوستی کا اعتبار ہی کیا۔ ابھی مجکو عشق جتاتے ہو۔

بجے ۔ پیاری گلاب۔ کیا تم میرے دل کو نہ سمجھاؤ گی۔ ہاے کیسا بدقسمت ہون جو مجبیر مرتا ہو وہی میری محبت معلوم کر کے بیوفائی سے زندگی تلخ کر دیتا ہو۔ راجکنیان تو میری محبت سے بے ہوش رہی جو مجبیر خود فریفتہ ہو وہ بھی خود کنائی کاٹ رہی ہو

گلاب سیدھی سادی عورت تھی بجے کی

جالاکی نہ سمجھی اور اپنی طرح اُسے بھی سادہ دل جان کر اُسکی باتون کا یقین کرلیا۔

گلاب — تم جو کہتی ہو مجھے اعتبار ہے۔ آج میری قسمت کا ستارہ روشن ہوا تمہاری زرخرید لونڈی بنکر رہونگی۔ میری باتون سے تم آزردہ تو نہین ہوگئے۔ معاف کرنا

اب کیا تھا۔ بجے کی آرزو بر آئی۔ خوشی مین پھول اُٹھا۔ اور گلاب پر جادو چلا گیا۔ وہ سمجھی کہ میری ہی چاہ مین بجے پھنسا ہوا ہے۔ وہ کچھ کہنا چاہتی تھی یکایک ایک سپاہی کے پانون کی چاپ کان مین پڑی۔ گلاب بولی۔ اسوقت چلے جاؤ۔ ایسا نہو سپاہی دیکھ لے

بجے — اچھا۔ اسوقت ٹل جانا ہی مناسب ہے — مین جاتا ہون۔ بہت سے کام کرنا ہین۔ خطوط بڑے بڑے صف شکن بہادرون کے پاس پہونچانے ہین جب واپس آؤنگا تو ملاقات ہوگی۔

اتنا کہکر بجے چلا گیا۔ اور سپاہی گلاب کے پاس آیا۔ لیکن گلاب سے کچھ نہ بولا۔ وہ جانتا تھا کہ گرمی کے دنون مین گلاب کبھی کبھی ہوا کھانے نکل آیا کرتی ہے ادھر بجے گھر پہونچکر سو رہا۔ اُسکے سو جانے کا سبب کیا ہے؟ کیا گلاب کی باتون سے اُسکی خلقی حسد کی آگ بجھ گئی تھین۔ نہین نہین۔ وہ اب اسی گلاب کے ذریعہ سے اپنا مطلب نکال سکتا ہے اسکی پہلی فکرین جاتی رہین اور سو رہا۔ گھڑی بھر بھی نہ سویا تھا کہ سویرا ہوگیا۔ کمرے کی کھڑکیان کھلی رہگئی تھین۔ دن چڑھتے ہی سورج کی شعاعین گھر مین پھیل گئین غرضکہ آفتاب کی حدت سے بجے کی آنکھ کھل گئی دیکھا۔ آفتاب بہت اونچا ہوگیا ہے ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ بدن کی سستی کم ہوئی۔ جھٹ اوٹھ بیٹھا اور ضروری کامون سے فراغت کرکے گھوڑے پر سوار ہوکر مقررہ کام کے لیے چل کھڑا ہوا۔ باپ سے بھی ملاقات نہین کی۔

باب دسوان

"دلیپ کی حالت"

ناظرین! آپ کو دلیپ اور سنیاسی کی بھی کچھ خبر ہے۔ بہت دنون سے انکی خبر نہین معلوم ہوئی۔ آئیے چلکر ذرا دیکھ آئین۔ کہان ہین کون کون ہے۔ سنیاسی اور دلیپ کیا کرتے ہین۔

رات کا وقت ہے چاند کے منھ چھپانے سے زمین پر سناٹا چھایا ہوا ہے تاریکی بڑھتی جاتی ہے۔ گھٹا ٹوپ اندھیری سے ہاتھ کو ہاتھ نہین سوجھتا۔ اُس سناٹے

مین کبھی کبھی ہوا کی سنسناہٹ سے منہ بولی بات نہین سمجھ مین آتی۔ جھینگرون کی آواز چارون طرف دن مین چلنے پھرنے والے طاوس خرامون کے پازیب کی جھنکار کے مزے دے کر ہوا مین گونج رہی ہی۔ دن بھر کے جاگے ہوئے خراٹے لے لے کر پہلو گرم کیے ہوئے غافل سو رہے ہین۔ لیکن ایسی اندھیاری رات مین بھی کٹی کے رہنے والون کی آنکھین جگنوؤن کیطرح چمک رہی ہین۔ چراغ کے اجالے مین دن کی طرح نظر آرہی ہین۔ کٹی مین ایک کنارے سنیاسی کمل پر بیمار پڑا ہوا ہی۔ دلیپ پاس بیٹھا ہے۔ دلیپ کی داہنی طرف بیمار کی دوائیان رکھی ہین۔ روگی پر بخار چڑھا ہے۔ بخار کی حدت تمام جسم پر غالب آگئی ہے کروٹین بدل بدل کر دمبدم دلیپ سے پانی مانگتا ہی دلیپ کا سن بائیس برس کا ہی اُسکی بھری جوانی کا مردانہ حسن سیکڑون نازنینون کے دلون مین عشق کی ترنگین پیدا کرنے والا۔ اور اُسکی نشۂ شراب سے مست نشیلی آنکھین جوبن کے اُبھار پر پہونچکر حسینون پر موہنی ڈالنے والی ہین۔ دنیا دی مصیبتین اس عمر مین بھی اُسکا ساتھ نہین چھوڑتین ہین۔ آج دلیپ کے چہرے سے تفکر پایا جاتا ہی۔ چہرہ اُترا ہوا ہے سنیاسی کی بیماری سے اُسے ایک منٹ بھی چین نہین۔ دلیپ بیٹھا ہوا آنسو پی پی کر بیمار کو دیکھ رہا ہی۔ رہ رہکر چراغ تیز کرتا اور آنکھون مین بخیریت رات کٹنے کی دل سے دعا مانگ رہا ہی۔ سنیاسی ایک دفعہ پانی مانگتا ہی۔ دلیپ منہ مین پانی چھوڑکر کہتا ہی۔ اب دوائی کھانے کا وقت آگیا۔ تھوڑی سی دوا کھا لیجیے۔ یہ دوا سنیاسی نے خود اپنے لیے بنوائی تھی۔ وہ اپنے مرض کی آپ دوا کرتا تھا۔

سنیاسی۔ نہین اب نہین کھاؤنگا دوا اپنا اثر نہین دکھلا سکتی۔ تھوڑا جل اور دو۔

دلیپ۔ (تھوڑا پانی منہ مین ٹپکاکر) تیا جی۔ آپ ایسی باتین کیون کرتے ہین آپ کے سوا میرا یہان اور کوئی نہین۔ کیا آپ نہین جانتے۔

سنیاسی۔ مین تمھارا تیا نہین ہون مجھے تیا کہکر نہ پکارو۔ اتنے دن تمھین اپنے عزیز بیٹے کیطرح پالا۔ پرورش کیا۔ مرتے وقت تمھارا راز چھپانا نہین چاہتا ہون

دلیپ ۔ تپاجی ۔ یہ معاملہ کیا ہی ۔ آپ
نے دفعتہً مجھے بھلا دیا ۔ اپنے بیٹے کو پرایا
بیٹا کہدینا تعجب کی بات ہی ۔

سنیاسی ۔ نہین ۔ مین نے بھلایا
نہین ۔ آج تم سے سب کچھا چھٹا کہونگا پھر
تم ایسی بات نہ کہو گے ۔ اب مجھے زیادہ
بات کرنے کی طاقت نہین ۔ تھوڑا سا
ادر جل دو ۔

دلیپ ۔ (پانی پلاکر) تپاجی دھیرج
رکھو باتین کرنے کا وقت نہین آپ بے
سکت ہو رہے ہین ۔

سنیاسی ۔ جل پینے سے میرے
حواس آجاتے ہین اب بول سکتا ہون
سنو تم بیچ مین بات کہہ کہکر وقت ضایع
کردگے تو اور دیر ہوگی اور پھر مجھکو بولنے
کی طاقت نرہیگی جو کہتا ہون چپ چاپ
سنتے جاؤ ۔ شہر جتور مین میرا جنم استھان
ہے ۔ ساہوکار کا لڑکا ہون ۔ تپاجی
روزگار کرکے بہت دھن چھوڑ مرے
تھے ۔ انکے مرنے پر مین کل جائداد
کا مالک ہوا اور مین بہی روزگار کرنے
لگا ۔ لیکن روزگار سے کچھ فائدہ نہوا
نفع کے بدلے گھاٹا ہوتا رہا ۔ تپا کی
چھوڑی ہوئی دولت کے پر لگ گئے
مین مفلس ہو گیا ۔ مہاجنون نے

اگھر بار نیلام پر چڑھاکر اپنا اپنا قرضہ
چکا لیا ۔ میرے لیے کچھ نہ چھوڑا ۔
جل جل ۔ اب بولا نہین جاتا ۔

دلیپ (پانی دے کر) تپاجی اب نہ
بولیے ۔ آپ میرے تپا نہ سہی ۔ مجھے
آپ کی بات کا یقین ہی ۔

سنیاسی ۔ نہین ۔ مجکو بولنا پڑیگا
تمھین ابھی یقین نہین آیا ہوگا ۔ میرے
روکنے کیوجہ سے ایسی باتین کرتے ہو ۔

سنیاسی نے پانی پیکر پھر تقریر
شروع کی ۔ لیکن چہرے کی رنگت
بدلتی گئی بات کرنا دشوار تھا ۔

سنیاسی ۔ میرا ایک بھائی تھا
اُسنے بھی چولا چھوڑ دیا ۔ میری ماتا نے
اُسکے سوگ مین دیہہ تیاگ دی ۔ مین
دُکھی ہو کر گھر سے نکل کھڑا ہوا ۔ سنیاسی
کے بھیس مین نگر نگر بن بن گھومنے لگا ۔

دلیپ ! ۔ گلا خشک ہوا جاتا ہی ۔ پانی پلادے
سنیاسی کی سوانح عمری سنتے سنتے
دلیپ کی آنکھون مین آنسو بھر آئے
اور سنیاسی کے منہ مین پانی ٹپکایا ۔

سنیاسی ۔ ایک دن رات کے وقت
پانی کے طوفان مین ندی کے کنارے
اکیلا گھوم رہا تھا ۔ کیا دیکھتا ہون کہ
ایک مردہ لڑکا بالو کی ریت مین پڑا ہوا ہی

اسکو بیجان سمجھکر کچھ نہ بولا لیکن دل نہ مانا۔ اُسکے پاس گیا۔ گود مین اُٹھا لیا۔ دیکھا تو کچھ کچھ سانس چلتی تھی جلنے کی امید تو تھی ہی نہین لیکن قسمت آزمائی شرط تھی۔ دوائین میرے پاس موجود تھین ندی سے جل لیکر اُسکے منھ مین دوا ٹپکائی چند قطرون کے اثر سے اُسنے آنکھین کھول دین۔ امید ہوئی کہ ابھی اسکی زندگی باقی ہے۔ تم وہی لڑکے دلیپ سنگھ ہو۔ جل۔ (جل پی کر) جو کپڑا تمھارے بدن پر تھا۔ اُسے بہت ہی حفاظت سے مین رکھ چھوڑا ہے۔ جب تم اپنے باپ بھائی سے ملوگے تب تمھارے کام آئیگا تمھین اپنے ساتھ رکھا۔ بہت اُنس بڑھ گیا۔ اس کُٹی مین تمھین لیکر رہنے لگا۔ اب میری زندگی کے دن پورے ہو گئے آج ہمیشہ کے لیے جاتا ہون۔

سنیاسی کہتے کہتے تھک گیا۔ منہ سے آواز نکلنا دوبھر ہوا۔ زبان لڑکھڑانے لگی۔ آخر چپ ہو گیا۔

دلیپ۔ جب آپ نے مجھے پالا پوسا تب ہی پتا ہو چکے۔ مین اپنی سرگذشت سننے سے آپ کو پتا نہ کہون۔ یہ نہین ہو سکتا آپ بہر حال میرے پتا کے سمان ہین۔

اس بات سے سنیاسی کی آنکھون مین پریم کے آنسو بھر آئے۔ دلیپ نے پانی ٹپکایا۔ سنیاسی نے آنکھین کھولین اور پھر باتین کرنے لگے۔

سنیاسی۔ افسوس! ایک گناہ مجھ سے بہت بُرا سرزد ہوا۔ اپنے سکھ اور تمھاری محبت کیوجہ سے تمھارے پتا کو تم سے ملنے نہ دیا۔

دلیپ۔ آپ میرے پتا کو کیا جانین کون ہین اور کہان رہتے ہین۔

سنیاسی۔ ہان جانتا تو نہین تھا مگر جاننے کی کوشش کر سکتا تھا۔ تمھارے گلے کے تعویذ مین تمھارا نام کندہ ہے بس یہی کافی تھا۔ اس سے بخوبی پتہ چل سکتا تھا۔ لیکن مجھے تمھاری جدائی دم بھر کی شاق تھی۔ اسی سے تمھارے مکان کے تلاش کرنے مین پہلوتہی ہوئی۔ اگر تم اپنے پتا کے پاس پہونچ جاتے تو یہان کی مصیبتین تمھارے سایہ تک نہ پہونچتین۔

دلیپ۔ آپ یہ کیسے جانتے تھے کہ مین وہان چین سے رہتا۔

سنیاسی۔ تمھارے پتا کا کچھ پتا ایک دفعہ مین نے پایا تھا۔ جل۔ جل

دلیپ نے منہ مین جل ڈال دیا۔ سنیاسی کے چہرے پر مُردنی چھا گئی۔ موت قریب

آگئی وہ کچھ بول نہ سکا - کرب بہت تھا اس حالت مین بھی تکلیف گوارا کی اور آہستہ آہستہ زبان ہلانا شروع کیا -

سنیاسی - اور آؤ - پاس -

دلیپ سمجھ گیا اور منہ کے پاس کان لگا دیے - سنیاسی نے حالت نزع مین کہا - تمھارا نام تعویذ مین لکھا ہی"

پھر سانس تیزی سے چلنے لگی - دلیپ نے پانی ٹپکایا - پانی کا قطرہ بدقت نیچے اترا - ایک بار یک آواز یہ کہتے ہوئے بند ہوگئی "تم چتور"

سنیاسی کا بول بند ہوگیا - جو کہنا چاہتے تھے وہ قفل دہان ہوگیا - آنکھون مین آنسو ڈبڈبا آئے - دم اکھڑنے لگا اور کچھ دیر بعد انگڑائی لیکر اسار سنسار کو اپنے چولے کے ساتھ چھوڑ گئے -

دلیپ اکیلا رہگیا - کچھ کرتے دھرتے بن نہین پڑتا - اکیلے انکا کسطرح سنسکار کرونگا - سنیاسی کے مردہ جسم کو کپڑے سے ڈھانک دیا اور مردے کی چتا بنانے کی فکر مین کٹی سے باہر نکلا - بہاڑی لکڑیان جمع کرکے مردے کو اٹھانا چاہا - لاش بھاری تھی اٹھ نہ سکی - تنہائی کے غم اور مجبوری کی مایوسانہ کوششون مین ناکامیاب ہوکر لاش کے پاس بچھونا بچھاکر سو رہا - مگر نیند کہان - خدا خدا کرکے صبح ہوئی - پھر لاش اٹھانے کی کوشش کی مگر مجبور رہا - اکیلے لاش اٹھائی نہین جائیگی - گانون سے کچھ آدمیون کو لانا چاہیئے تب انکے اٹھانے کا بندوبست ہو - یہ سوچکر ایک طرف راہی ہوا

باب گیارھوان

چندرریت اور دلیپ

دوپہر کا وقت ہی آفتاب کی تپش سے راستہ چلنا دوبھر ہوا - البتہ ان لوگون کا تو ذکر ہی کیا ہی جو اپنی ضرورت کے دھن مین سر اٹھائے چلے جاتے ہین - منزل کھوٹی کرنا شاق ہی وہ اس تپش کو کب خیال مین لاتے تھے - ایسے ہی وقت مین اسی پہاڑی کے راستہ سے چندرریت اور دہی بڈھا ملازم گھوڑون پر سوار دہلی کی راہ پکڑے چلے جارہے ہین - دھوپ سے بدن پسینہ پسینہ ہو رہا ہی - یہ معلوم ہوتا ہی کہ کئی منزل سے مارا مار چلے آرہے ہین - آفتاب کی گرمی سے تاب نہ لاکر ایک چٹان پر بیٹھ گئے - گھوڑے چھوڑ دیے بڈھا ملازم بارہا اسی راستہ سے آیا جایا کرتا تھا چندرریت سے عرض کیا - یہان ایک کٹی ہی سنیاسی رہا کرتے ہین چلیے

اُنکا درشن بہی ہوجاے اور نہو کا دُکھ بہی
دور ہو - جیندریت نے پوچھا سنیاسی کہان
ہی - اور پہر بُڈہے کے ساتھ اُسی پہاڑی
کیطرف چلے - اتنے مین کُٹی دکھائی دی -
سیوک اور جیندریت کُٹی پر پہونچے - کُٹی کا
دروازہ کھُلا تھا - بُڈہے خدمتی کو یہ
کہکر واپس کر دیا کہ تم گھوڑون کی نگہبانی
کرو اور خود کُٹی کے اندر گئے - سامنے
ایک آدمی منہ ڈھانکے سو رہا ہی - یہ
سمجھ گئے کہ یہی سنیاسی ہی اُسکے جگانے
کی تدبیر کرنے لگے - جیندریت نے کہا
مین مسافر ہون - آپ کی کُٹی مین تھوری
دیر آرام کرنے کی غرض سے آیا ہون -
اِس کلام سے سنیاسی کی نیند نہ اُچٹی
آخر بڑی زور سے بولے - پہر بہی سنیاسی
نے آنکھ نہ کھولی - پہر بولے - مہاراج
ایک مسافر غریب الوطن ہون - جیندریت
نے اسکا بہی جواب نہ پایا - مگر اب کی آواز
سے کُٹی گونج اوٹھی - لیکن سنیاسی کے
کانون مین بھنک نہ پڑی - جیندریت
نے سوچا - یہ کیسی نیند ہی کہین مر تو نہین
گئے - آہستہ سے چادر ہٹائی - منہ اور
آنکھین دیکھکر کہنے لگے - دیکھو اسوقت اِنکی
موت نہ سمجھائی دی - انہین سوتا جان کر
جگاتا تھا - اتنے مین گھوڑے کو اچہی جگہ
باندھکر سیوک بہی آگیا - جو کُٹی نکلتے
ہی جیندریت نے اُس سے کہا کہ باہر
ہی ٹھہرو اور آپ بہی باہر آئے - سیوک
کو تعجب ہوا - یہ کیا معاملہ ہی - اتنے مین
سامنے سے ایک نوجوان دوڑتا ہوا اُن
کیطرف آتے دکھائی دیا -

دلیپ سنیاسی کے سنسکار کیواسطے
کسی گانون جایا چاہتے تہے کچھ دور
بڑھے ہونگے کہ پیچھے پہر کر دیکھا - کُٹی کے
دروازے پر گھوڑا اور ایک آدمی کھڑا ہی
کُٹی کے پاس آ گئے -

دلیپ کو دیکھکر سیوک بولا - کیا یہ
وہی بالک ہی - اب اتنا بڑا ہوگیا - اگر
اسکو کسی دوسرے استھان مین دیکھتے تو
پہچان بہی نہ پڑتا - دلیپ بہی سیوک کو
دیکھکر پہلے نہ پہچان سکا - سیوک نے
پوچھا - سنیاسی کہان ہین اور اُنکا
چیلا کہان گیا - جیندریت نے سوال کیا
کہ اس کُٹی کے مالک آپ ہی ہین - اگر
ہین تو اِس بے ادبی کو معاف کیجیے -
ہملوگ مسافر ہین - دہوپ سے بیچین ہو کر
آئے ہین - دلیپ نے جیندریت کی بات
پر دھیان نہ دیا اور سیوک سے بولا - ہا!
آج وہ دن نہین ہی جب تم نے ہمکو چار
برس پہلے دیکھا تھا - اب وہ دن نہین ہی

تپاجی کا چیلا اس ڈرکی کو لیکر بہت دن ہوئے
چلا گیا - تپاجی نے بھی سرگ لوک کی
جاترا کی - اب اکیلے اس کٹی مین ہمین
رہینگے - تنہائی مین کیا کرون -
کہتے کہتے دلیپ کی آنکھون سے
آنسوؤن کی دہار بہ چلی - چندرہت اور
بڈھے نے بہت کچھ دھیرج دی - پھر تینون نے
ملکر لاش اٹھائی - کٹی سے کچھ فاصلہ پر سنیاسی
کا داہ کرم کیا - اور کٹی مین واپس آ گئے
دلیپ کی وجیہ صورت اور ہونہار طبیعت
دیکھتے ہی چندرہت کو بہت سے گمان پیدا
ہوئے سوچتے تھے کہ ایسا خوبصورت
آدمی کسی راجہ کا پتر نہو کر ایسی فقیری حالت
مین دیس بدیس گھومتا پھرتا ہی - یہ تو
کسی راجہ کا لڑکا ہوتا - مگر چہرے سے
اقبالمندی ضرور برستی ہی - کوئی راجکمار
ہی ہی - اچھا تو دریافت کرنا چاہیے -
آخر انھین کشمکش و پیچ اور پیچ و تاب
حالت مین دلیپ سے پوچھا - کہ آپ
ضرور کسی دوسرے بھیس مین ہین یہ
استھان آپ کے لائق نہ تھا - آپ
کتنے دنون سے یہان رہتے ہین -
دلیپ - میرا بچپن کا زمانہ یہین ختم ہوا
چندرہت - تو کیا آپ کا جنم استھان
یہی ہی -

دلیپ - جی نہین - میرا جنم تو یہان نہین
ہے - مگر یہ بھی معلوم نہین کہ میرا جنم استھان
کہان ہی
چندرہت - کیون - آپنے اپنے باپ
سنیاسی سے کچھ سنا نہین -
دلیپ - جی - انکی باتون سے تو یہی
ظاہر ہوا کہ وہ میرے پتا نہ تھے - لڑکپن
ہی مین مجھے پایا - یہان لاکر میری پرورش
کی - اتنی ہی واقفیت رکھتا ہون اسکے
سوا اور کچھ نہین معلوم -
چندرہت - (حیرت اور استعجاب سے)
تو سنیاسی آپ کے پتا نہ تھے -
دلیپ - جی نہین -
چندرہت - تو آپ کے پتا کون ہین -
دلیپ - یہ تو معلوم نہین - سنیاسی
جی نے مرتے مرتے دم تک حال بیان کیا -
لیکن انکی زبان نے یاوری نہ دی اس سے
زیادہ اور کچھ نہ کہہ سکے -
دلیپ کی گفتگو سے چندرہت کو اور بھی
حیرت ہوئی - پھر پوچھا - سنیاسی کے
مرنے سے آپ اکیلے ہو گئے -
دلیپ - جی ہان -
چندرہت - تو میری دانست مین
آپ کا اکیلے رہنا مناسب نہین - اگر کوئی
ساتھی ہوتا تو مضائقہ نہ تھا -

دلیپ - یہی تو پس وپیش ہی - لیکن کیا کرون - کہان جاؤن -

چندر ریت - اگر آپ میرے ساتھ رہنا قبول کرین تو چلیے - بالفعل دہلی جاتا ہون دہلی آپ کو بھی چلنا ہوگا -

دلیپ - دہلی جاکر کیا کرنا ہوگا -

چندر ریت - یہ آپ کی مرضی پر منحصر ہی - کیا آپ فوجی قواعد سے وقفیت رکھتے ہین - مین تجویز کرتا ہون کہ آپ عساکر شاہی کے افسر کر دیے جائین تو انسب تھا - سپہ سالاری کا عہدہ آپ کے لیے بہت شایان ہی -

دلیپ - ہتھیار باندھنا جانتا ہون لیکن علوم جنگ سے بالکل کورا - ہان جتنی وقفیت ہی اُسمین کبھی کوتاہی نہین ہوسکتی گو کیسی ہی خونریز لڑائی ہو مگر مین اپنی جرات کے بھروسے پر پیٹھ نہ دکھاؤنگا -

یہ کہکر دلیپ نے بوریا بدھنا اوٹھایا اور چندر ریت کے ساتھ چل کھڑے ہوے چندر ریت نے راستہ مین پوچھا آپ کا نام کیا ہی - جواب ملا - دلیپ سنگھ -

اب تو چندر ریت کو اور بھی تعجب ہوا ہین - یہ کیا وہی دلیپ سنگھ ہی جسکا نام اکثر تشیل بالا لیا کرتی ہی - دلیپ بھی قیافہ سے سمجھ گیا کہ میرے کہنے کا انھین کچھ گمان ہوا اور چندر ریت سے اسکا سبب دریافت کیا - پر انھون نے جواب دیا - وہ اپنی دھن مین ایسے محو تھے کہ دلیپ کی بات کا جواب ہی نہ دیا - مگر خود سوال کیا - کیا اس کشتی مین کوئی کنیان اپنے باپ کے ساتھ رہتی تہی -

دلیپ - ہان کچھ دنون انھون نے بیان تیسرا کیا - آپ کو کیونکر معلوم ہوا آپ اُسکا حال جانتے ہین - اب وہ کنیان کہان ہی - بچپن مین ہمارا اور اُسکا بہت ساتھ رہا - ہم اور وہ کھیلا کرتے تھے

چندر ریت - کنیان کے پتا تو لڑائی مین مارے گئے -

دلیپ - تو کیا وہ بھی میری طرح بے باپ کی ہوگئی - اب اُسکی حالت کیا ہی -

چندر ریت - وہ اچھی حالت مین ہی اُسے کوئی دکھ نہین -

دلیپ - وہ اب ہی کہان -

چندر ریت - اجمیر مین -

دلیپ - کسکے پاس -

چندر ریت - اجمیر مین ایک آدمی نے اُسکو لاوارث دیکھکر اپنی آنکھون مین پالا ہی یہ بات سنکر دلیپ چونک اُٹھا اور پوچھا کیا اُسکا بیاہ ہوگیا -

چندر ریت - نہین اُسکا بیاہ تو ابھی

نہین ہوا۔ لیکن اُسکے بیاہ کرنے کی فکر ہے
اس بات کے سنتے ہی اُسکے چہرے پر
اوداسی چھاگئی۔ جیندرپت نے پوچھا کہ
آپ کو کیا۔ اُسکے بیاہ کی خبر سے اُداس
کیون ہوگئے۔؟

دلیپ۔ آپ کو کیون ایسا خیال گذرا۔

جیندرپت۔ آپ اور وہ بچپن مین ساتھ
کھیلا کیے ہین اس سبب سے بڑی محبت
ہوگئی ہوگی اور شاید یہی خاص وجہ آپکے
اُداس ہونے کی ہے۔

دلیپ۔ (شرماکر) جی محبت کی تو کوئی
بات نہین۔ فی الواقع آپ کا فرمانا صحیح ہے
بچپن کا ساتھ کچھ ایسا نہ تھا کہ ایک دم سے
ہم اُسکو بھول جاتے۔ مگر ایک بات اور بھی
تو ہے۔ کاش اگر اوسکی شادی ہی ہوجاتی
تو پاستری سے دل لگانا خلاف دھرم تو تھا

جیندرپت۔ ابھی اُسکا بیاہ تو ہوا نہین اور
نہ اُسکے لایق کوئی بر ہی ملا۔ مگر جسکے یہان
وہ رہتی ہے۔ وہ اُسکے سمبندھ کرنے کی
فکر مین ہے۔ مگر کنیان اپنی شادی کرنے پر
راضی نہین ہوتی۔

دلیپ۔ مناسب تو یہی ہے کہ جہان شسین بالا
کا جی چاہیے وہین ہونا چاہیے۔

جیندرپت۔ نہین ابھی اوسکی خواہش
نہین ہے۔

اتنی بات سنکر دلیپ کے چہرے پر بشاشت
برسنے لگی۔

جیندرپت۔ تو آپ میرے ساتھ چلتے ہین

دلیپ۔ جی ہان۔ چلونگا۔

جیندرپت۔ تو سب اسباب لے لیا۔
اور جو کچھ باقی ہو لیلو۔

دلیپ نے سنیاسی کے کہنے کے مطابق
اپنے ڈوبے ہوئے بدن کپڑا کمر سے
باندھ لیا اور کہا جو لینا تھا لیلیا۔ ہان ایک
چیز اور باقی رہی ٹھہریے لیلون۔

جیندرپت۔ کونسی چیز۔

دلیپ۔ بھیم۔

جیندرپت۔ بھیم۔ کیا۔

دلیپ۔ (ہنسکر) میرا گھوڑا۔

اُسی دن رات کو وہ دونون اور سیوک
پہاڑی سے اُترے اور ایک سرا مین
ڈیرا ڈالا۔ رات وہین بسر کی۔ جب صبح
ہوئی۔ جیندرپت نے دلیپ سے کہا
اب دہلی نہ جاینگے وہان کا ارادہ
فسخ کردیا۔ رات کو سوچا ہے کہ یہان سے
بھیس بدل کر چھپے چھپے مسلمانون کی
چھاونی کا پتہ لگاؤن۔ دیکھین وہ سب
کیا کرتے ہین۔ کس پھیر مین ہین اور کیا
ارادہ ہے۔ اسکے بعد دہلی جاینگے
اسمین مجھے کچھ دن لگینگے۔ تم دہلی جاو

پرتھی راج کو جب معلوم ہوگا کہ تم جئےچند ریت کے پاس سے آتے ہو۔ تری آو بھگت کرینگے۔ مین ایک خط بھی لکھے دیتا ہون۔

جئےچند ریت نے خط لکھکر دلیپ کے حوالے کیا۔ دلیپ دہلی کی طرف چلتے ہوئے۔ اور بدھو سیوگ کو اجمیر کیطرف رخصت کیا اور خود جئےچند ریت مسلمانون کی چھاؤنی مین ٹوہ لینے کو چلے۔ غرضکہ تین آدمی تین مختلف راستون پر روانہ ہوئے۔

باب بارھوان

”بچے کی چالاکیان“

دریاے سندھ کے کنارے مسلمانون کی چھاؤنی ہی۔ محمد غوری کے دربار مین صف بہ صف سپہ سالار اور فوجی افسر بیٹھے ہین۔ دن ڈھل گیا ہی۔ دونون وقت عنقریب ملنے والے ہین۔ دن بھر کا تھکا ہوا مسافر اپنی منزل پر بہت جلد پہونچنے کی خبر دے رہا ہی۔ سنہری شعاعین زمین پر اپنی چمک دمک کا سرمایہ لٹا کر زردیلی ہوتی جاتی ہین۔ نازنینان مہ جبین کا بناؤ سنگار جو منچلی طبیعتون کے ہزارون آرزو مین نکلنے کی ذمہ داری کرنے لگا ہی آفتاب کو بہت ہی پردۂ غیرت مین چھپانے والا ہے۔ ہوا مہجوران دور افتادہ کی ٹھنڈی سانسون کا مقابلہ کرنے لگی ہی۔ بانکے ترچھے۔ گورے۔ چٹے۔ نوجوان امنڈے ہوئے چلے جارہے ہین۔ ہوتے ہوتے تھکے ہوئے مسافر کی طرح منزل پر پہونچکر سورج کسی فرقت نصیب کی طرح بیٹھ گیا ہی۔ محمد غوری نے اپنے وزیرون اور اراکین سلطنت سے کہا۔ جو حکمت عملی اور پالسی اختیار کی گئی ہی کہ اس دفعہ ہم لوگون کے ہاتھ بالا رہیگا۔ آخری جنگ مین بخوبی ظاہر ہوگیا ہی کہ منہ جوڑ لڑائی اور ایمانداری کی جنگ آزمائی مین ہندون کو شکست دینا ہرگز آسان نہین بلکہ جو بیش بندی ہم لوگون نے کی ہے اُس سے اس مرتبہ کی فتحیابی کی امید پائی جاتی ہی۔

سب سپہ سالار محمد غوری کی ہان مین ہان ملاکر بول اٹھے ”جہان پناہ بجا فرماتے ہین حضور کی حکمت عملی سے بیشک جنگ مین فتح ہوگی“

محمد غوری نے کہا۔ ہندو لوگ جیسے اور علوم کے دھنی ہین ویسے ہی ریاضی اور نجوم وغیرہ مین ید طولے رکھتے ہین

اُسی قدر سیدھے سادھے ہین۔ مطلق نہین جانتے کہ وقت پڑے دغابازی اور موقع پر جھوٹ بولنے سے کیا کیا فائدے حاصل ہوجاتے ہین۔ یہان تک کہ اگر انکی جان پر بھی بنجاے تو جھوٹ نہین بولتے خیر اسے تو درکنار کیجیے یہ سادہ مزاجی دیکھیے کہ جنگ مین بھی وہ سب ایمانداری سے لڑتے ہین۔ اگر کوئی شخص اُنکے ساتھ ایمانداری سے جنگ آزما ہو اور کچھ دھوکا دھڑی نہ کرے تو کبھی فتحیابی حاصل نہین کرسکتا۔ اگر ہم بھی فتح پاسکتے ہین تو صرف دھوکا دھڑی حکمت عملی سے" ارکان دولت بولے۔ واقعی ہندو محض بیوقوف ہین جو میدان جنگ مین بھی ایمان کی ٹن لیے رہتے ہین۔ اگر یہی ہے تو بس مار لیا ہے۔ کہان جاتے ہین۔ ہم لوگ اُنکے مانند ایسی خلاف حکمت ایمانداری مین بیوقوف نہین انشاءاللہ دم بھر مین میدان مار لینگے

محمد غوری۔ ہمارے قومی بادشاہون نے فقط پچاس ہی برس کے اندر مغربی ملکون مین اپنا قبضہ قایم کرلیا اور قران شریف کا صادق مذہب پھیلا دیا۔ اگر وہ بیوقوف ہندؤن کی طرح تلوار پر اکڑ کر ایمانداری کی لڑائی مین جانین دینا اختیار کرتے تو ان تین سو برس مین بھی ہندؤن سے تل بھر زمین نہ لے سکتے۔ اگر نظر تعمق سے دیکھا جاے تو کچھ ہمین نے بہادر راجپوتون کی تلوار دن کا لوہا نہین مانا بلکہ اگلے بادشاہ بھی نیچا دیکھتے آئے ہین۔ راجہ گوہا دنجی کو دیکھیے جسنے خونخوار جنگ مین نوشیروان کے رخ ڈھیلے کرکے اُسکی بیٹی کے ساتھ اپنا عقد کیا۔ اسمین شک نہین کہ بیٹی دیکر صلح کرنا ایک اعلی درجہ کی فتح ہے اور جسنے نوشیروان کی تاریخی زندگی کو نہ معلوم کس ندامت کے ساتھ ختم کیا۔ مجھ مین بہادری کا قدرتی جوش ہے مگر جنگ کے موقع پر خواہ کچھ ہی کیون نہ ہو۔ فتحمندی کو تمام باتون پر مقدم سمجھتا ہون۔ ہندوان مین یہ بات نہین۔ وہ اپنی بہادری کے زعم مین اندھے رہتے ہین۔ انکو کسی کے داؤن پیچ سے کسی کی حکمت عملیان سجھائی نہین دیتی۔ بس انکو اسی طرح اندھا کرکے زیر و زبر کرنا چاہیے۔

اتنے مین ایک چوبدار نے آکر محمد غوری کو سلام کیا۔ اور عرض کی۔ عالم پناہ! ایک ہندو آیا ہے اور

حضور مین باریابی کی آرزو رکھتا ہے۔ ہم لوگون نے اُسے جاسوس سمجھکر گرفتار کرلیا۔

محمد غوری۔ اگر وہ جاسوس ہے تو مقید رکھو یہان لانے کی کوئی ضرورت نہین۔

چوبدار۔ قیدی کہتا ہے۔ مین گوئندہ نہین ہون۔

محمد غوری۔ اگر درحقیقت وہ گوئندہ ہے تو بتلا ئیگا کیون۔ اچھا ہے وہ گوئندہ ہو یا نہو۔ ہمین اپنا مطلب نکالنے کے لیے ہندو کے سایہ کو گرفتار کرنا ضروری ہے۔ تم جاؤ اُسے نظربند کردو۔

محمد غوری کے حکم دینے سے بھی وہ چوبدار وہان سے نہ ٹلا تو سلطان نے پھر پوچھا۔ آخر اور کیا کہتے ہو۔

چوبدار۔ قیدی کہتا ہے۔ مجھے گرفتار کرنے سے آپ کا مطلب نہین نکلنے کا۔

محمد غوری۔ (دانت کے) کیا۔ اُسکے خوف سے ہم اپنی کارگزاری سے باز آئینگے۔ اُسنے قید کرنے سے ہمارا کیا نقصان ہوگا۔

چوبدار۔ وہ کہتا ہے۔ آپ لوگون کو جنگ مین فتحیابی ملنا ناممکنات سے ہے

محمد غوری۔ جنگ مین اُسے کیا سروکار

چوبدار۔ وہ کہتا ہے۔ آپ لوگون کو میری ہی ذات سے فتح ہوسکتی ہے۔

محمد غوری۔ کیونکر۔

چوبدار۔ یہ تو اُسنے نہین بتایا۔ کہتا تھا حضور کے روبرو عرض کرونگا۔ اتنا بھی اُسنے ہزار دقت بتایا۔ جب اُسپر یہ بخوبی روشن ہوگیا کہ بغیر بتائے وہ حضور کی قدمبوسی حاصل نہین کرسکتا

سلطان نے سر نیچا کرلیا اور کچھ سوچ سمجھکر اُسے روبرو لانے کی اجازت دی

چوبدار ہندو کو ساتھ لیکر حضور مین آیا۔

اِس ہندو کی صورت سے سب بخوبی واقف تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ پہلے اس نے ساٹھ گانٹھ ہو چکی ہو۔ ناظرین آپ سمجھے بھی یہ کون ہے۔ یہ وہی بجے سنگھ ہے جو اپنے باپ اور امر سنگھ سے خط لیکر راجا جے چند کے پاس کمک حاصل کرنے کی غرض سے دہلی سے چلا تھا۔

محمد غوری نے بجے کو بیٹھنے کی اجازت دے کر پوچھا۔ آپ کس غرض سے آئے ہین۔

بجے۔ آپ جانتے ہین کہ دہلی فتح کرنا آسان نہین۔ ٹیڑھی کھیر ہے۔ اگر اب تک قسمت سے جان کی امان رہی ہے تو

آئندہ وہان سے سلامت نکلنا دشوار ہوگا

محمد غوری۔ یہ تو ہم بخوبی جانتے ہین آپ ہم لوگون کو خوف دلانے کے واسطے یہان آئے ہین۔

بجے۔ جی نہین۔ جو ترکیب آپ کو اتنی بڑی جنگ مین مدد دیسکتی ہی وہ مین ہی جانتا ہون اور اسی کو کہنے کے لیے حاضر ہوا ہون۔

محمد غوری۔ وہ کیا ہی۔

بجے۔ میری حکمت عملی ہی۔

محمد غوری۔ آپ کی! آپ کون ہین

بجے۔ میری شناخت سے آپ کو کیا حاصل۔ مین کوئی ہون مگر میری مدد سے آپ فتح پا سکتے ہی۔

محمد غوری۔ بغیر پہچاننے اطمینان نہین ہو سکتا۔ آپ مین کسقدر طاقت ہی۔ اگر آپ ہی پر فتح اور شکست منحصر ہے تو بغیر آپ کی شناخت حاصل کیے آپ پر اعتماد نہین ہو سکتا۔

بجے نے دیکھا بغیر اپنا پتہ دیے سلطان میری بات منظور نہ کریگا۔ لیکن جا بجنے کی غرض سے کہا۔ اگر بتا ندون تو۔

محمد غوری۔ تو آپ ہمارے قیدی ہین۔

بجے کی آنکھون مین خون اتر آیا چہرہ تمتما اٹھا۔ بولا۔ آپ مجھے نہین جانتے دہلی کے راجہ کے وزیر کا لڑکا بجے سنگھ ہون۔

یہ سنتے ہی جتنے افسر بیٹھے تھے انمین سے ایک بول اٹھا۔ ٹھیک ٹھیک وزیر کے صاحبزادے بجے سنگھ ہی ہین انھین پہچانتا ہون۔ جب سفیر ہوکر دہلی کے دربار مین جانا ہوا تھا تب سے میری اور انکی شناسائی ہی۔ انکی صورت دیکھتے ہی پہچان گیا تھا۔ مگر نام نہ یاد آتا تھا۔ اب انکی باتین یاد آتی ہین

سپہ سالار کے کہنے سے یہ ظاہر ہوگیا کہ بجے سنگھ درحقیقت وزیر کا لڑکا ہی۔ محمد غوری نے بھی سمجھ لیا کہ اسکی مدد سے بیشک فتح مل سکتی ہی اسلیے انھون نے بجے کو اطمینان دلانے کی نظر سے دیکھا۔

اسمین شک نہین کہ مسلمانون کا علم مجلس بے نظیر ہے انکے طرز گفتگو مین تسخیر کا خاص جوہر ہے جہان شیرین زبانی سے دو باتین کین مخاطب پر جادو کا اثر کردیا۔ پھر بھلا ایک ملک کے بادشاہ اور پھر محمد غوری سا بادشاہ جو حکمت عملی کے استعارہ مین زمین و آسمان کے قلابے ملانے پر تل رہا ہو

ایسا بڑھن ہفتے پاکر بادشاہ نے بجے سنگھ کو بڑھاوے دے دے کروہ چکنی چپڑی باتیں کین اور کچھہ ایسی مدارات کی کہ پرتھی راج کا نمک حرام وزیر زادہ اور وزیر دہلی کا ناخلف بیٹا اُسکے دام تزویر مین آہی گیا۔

جب بادشاہ نے دیکھا کہ بجے سے ایسی بھاری مدد مجھے ملیگی تو بہت عاجزی سے بولا۔ معاف کیجیے گا۔ مین نے فقط آپ کی وقفیت حاصل کرنے کے لیے سخت کلامون کا استعمال کیا تھا۔ حالانکہ مین سمجھتا تھا کہ آپ ہرگز قید ہونے سے خوف نہین کھاتے۔

بجے اس بات سے دل مین ہنسا واللہ کیا شکار ہاتھ لگا ہے۔ کیسے بیوقوف کو پھانسا ہے۔ اب تو پوبارہ ہین۔

محمد غوری ۔ آپ ہماری مدد کیونکر کرسکتے ہین۔

بجے ۔ آپ کو یہ معلوم ہی نہین کہ آپ کی مدد کے لحاظ سے اپنے قومی بھائیون کے خلاف آپ کے پاس آیا ہون۔

محمد غوری ۔ یہ بات سمجھ مین نہین آتی۔ اگر ہم لوگون کا فائدہ کر کے آپ بھی کچھہ معاوضہ کی اُمید کرین تو سمجھون کہ آپ میرے مددگار ہین۔

بجے ۔ اچھا تو حضور بتائین۔ اگر آپ کی فتح ہو جائے تو مین کیا امید رکھون

محمد غوری ۔ آپ ہی کہیے۔ آپ کیا چاہتے ہین۔

بجے ۔ بس دہلی کا تخت مجھی کو عطا ہو

محمد غوری ۔ تو پھر ہمین جنگ سے کیا فائدہ؟۔ آپ خیال کرین بہت سے لوگون کے خون بہانے سے ہماری کیا مراد ہے۔

بجے ۔ جی نہین۔ لڑائی کی فتح کے بعد آپ کو بہت کچھ ملیگا۔ لا انتہا دولت اور بیش بہا خزانے کے علاوہ جواہرات کی ایسی نادر چیزین دستیاب ہونگی کہ اگر ایک ایک چیز کی قیمت ہفت اقلیم کی دولت تصور کیجیے تو بھی کم ہے۔ آپ ہم سے خراج لکھوا کر اپنے ملک کو پلٹ جائین۔ میری مدد نہو نے سے آپ فتح کی امید نہ رکھین۔

محمد غوری ۔ (ہنسکر) آپ یہ نہین جانتے کہ اب کی دفعہ ہم ہندؤن کے خون گرانے کیواسطے کسقدر زیادہ فوج لائے ہین اور پھر بھی آپ ایسا کہتے ہین اس کثیر التعداد فوج پر بھی ہم بغیر آپ کی مدد کے فتح حاصل نہ کرسکینگے یہ بات محض بے معنی ہے۔

ببجے ۔ آپ کے پاس اگر اس سے
دونی فوج بھی ہو تو بغیر میری مدد کے
آپ سر نہین ہو سکتے ۔ اگر آپ کو میری
اعانت درکار نہین تو مین جاتا ہون ۔
یہ کہکر ببجے سنگھ اُٹھ کھڑا ہوا ۔ محمد غوری
نے کہا خیر ۔ فرض کیا کہ آپ صحیح کہتے
ہین اور اگر ہم آپ سے مدد بھی چاہین
تو کیا تخت کے سوا ے آپ اور کسی
معاہدے پر راضی نہین ہو سکتے ۔

ببجے ۔ نہین ۔

محمد غوری کا مُنہ غصہ سے سُرخ
ہو گیا پیشانی پر بل پڑنے لگے آنکھین
ترچھی ہو گئین سوچا کہ اسوقت رعب
ڈالنا چاہیے نرمی سے کام نہ چلیگا ۔
بولا ۔ مگر جب آپ کی خواہش پوری کرنے
مین ہم لوگ راضی ہونگے تو شاید آپ
کی مدد ہمین لوگون کو کرنا ہو کیونکہ اسوقت
آپ ہمارے قبضہ مین ہین کچھ ہم آپ
کے قبضہ مین نہین ہین اگر آپ ہماری
مدد نہ کرینگے تو ہم پرتھی راج سے کہلا
بھیجینگے کہ ببجے سنگھ درپردہ ہماری
مدد کرنا چاہتا ہے اور اسی غرض سے
وہ ہمارے پاس آیا ہے ۔ پھر آپ اپنے
ملک مین جا کر کیا مُنہ دکھاینگے ۔ بڑے
بڑے پاپڑ بیلنا پڑینگے ۔ آپ ہی خیال
کرین کہ بغیر ہماری مدد کے آپ کی رہائی
کسطرح ممکن ہے ۔

ببجے نے دیکھا ۔ درحقیقت مین اُنکے
قبضہ مین ہون ۔ کیا سوچا تھا کیا ہوا ۔
اُلٹی آنتین گلے پڑین ۔ ناخن طمع سے
اندھا ہو کر کنوین مین گرنے کو بے ایمان
محمد غوری کے یہان آیا ۔ یہ ضرور پکڑ کر
پرتھی راج کے پاس بھیجدے گا ۔ اگر
محمد غوری میرا نام نہ جانتا تو کچھ امید بھی
رہتی ۔ اب کچھ بچاؤ کی سانس نہین
یہ ضرور پرتھی راج سے جڑ دے گا ۔
ابھی سے اپنا حسب اور نام نہ بتانا تھا وہی
بات آگے آئی ۔ آخر ذرا دل کڑا کر کے
ببجے سنگھ بولا ۔ ہر چہ بادا باد ۔ اب جانا ہو
آپ کو مجھ سے اور مجھے آپ سے کچھ امید
نہ کرنا چاہیے ۔ محمد غوری نے جب دیکھا
کہ شکار ہاتھ سے جاتا ہے ۔ بولا ۔ یہ تو سچ
ہے ۔ خیر آپ راجہ ہونگے ۔ اب کہیے
کیونکر اور کیا مدد کر سکتے ہین ۔

ببجے ۔ خیر ۔ جب آپ زبان دیتے ہین
اور قول ہارتے ہین ۔ تو مین بھی ایسی
ترکیب کرونگا کہ جو کبھی ہٹ نہ پڑے اور
آپ کی فتح ہو ۔ سنیے ۔ لڑائی کے
وقت اپنی فوج کا افسر ہونگا ۔ میرے
بہادر سپاہی میرا پانی بھرتے ہین

یہ سب جوان برتھی راج کی فوج کے پیچھے رہین گے۔ جب کچھ اندھیری بڑھ جاے گی۔ مین کنائی کاٹ جاونگا۔ آپ نظر بچاکر عقب لشکر سے برتھی راج پر ٹوٹ پڑین۔ لشکر تتر بتر بے نوشہ کی برات ہو جائیگا عساکر سلطانی مین فتح کے نعرے بلند ہو جائینگے۔

محمد غوری۔ یہ چال تو ٹھیک نہین

بیجے۔ اسکے علاوہ اور بہت سی حکمت عملیان سوچی ہین۔ پندرہ دن اور توقف کیجیے۔ پھر آؤنگا اور کوئی نئی معقول تدبیر سوچکر خدام بارگاہ مین عرض کرونگا۔ یہ تو سرسری تجویز تھی۔

محمد غوری۔ بہت بہتر۔

بیجے (اپنے دل مین) توبہ توبہ یہ مسلمان اور ایسی منظوری۔ خیر اسوقت تو میری ٹانگ پھنسی ہے۔ پتھر کے نیچے دامن دبا ہی کسی طرح چھپا چھوٹے۔ اگر یہ پرتھی راج کے سامنے قلعی کھول دینگے۔ تو قیامت ہی ہو جائیگی اور انکی باتون کو مہمل سمجھون تب تو اسی وقت بلا سر پر ہے۔ یہ سمجھکر پوچھا آپ نے منظور کر لیا۔

محمد غوری۔ جی ہان منظور ہی۔ اگر جنگ مین فتحیابی حاصل ہوگی تو آپ بیشک آیندہ راجہ ہونگے۔ اگر آپ اس مین غفلت یا دھوکا دینگے تو آپ کے حق مین برا ہوگا۔ آپ کے راجہ کو کچا چٹھا سنایا جائیگا

یہ کہکر محمد غوری اپنے دل مین سوچنے لگا۔ جب یہ اپنے راجہ سے نمکحرامی کرتا ہی تو ہمین اسکی ذات سے کیا امید ایسے لوگون کا اعتبار ذرا سمجھ بوجھکر کرنا چاہیے۔ میری ظفریابی پر یہ تخت حکومت کی آس لگائے ہی۔ بیوقوف یہ نہین سمجھتا کہ اسکی جان بخشی ہی اسکے لیے اسکی خیرخواہی کا سب سے بڑا انعام ہی۔

بیجے۔ راجپوتانہ ہوتا ہوا دہلی جاونگا آج سے پندرھوین دن رات کے وقت دہلی کی پہاڑی پر آپ کسی کو بھیجدینگے۔ مین وہین ملونگا۔ جو تدبیر آپ کی بھلائی کی ہوگی عرض کر ابھجونگا۔ اب آپ بھی آگے بڑھتے چلے آئیے۔

محمد غوری۔ تو کیا راجپوتانہ کے کل راجے مدد کے لیے آوینگے۔

بیجے۔ ہان۔ انھون نے تو لکھ بھیجا ہی کہ ہم سب مستعد ہین۔ فوج کو ساتھ لیے آتے ہین۔ مگر مین نے جاکر انسے ہاکہ دی ہے۔ اب کمک کی چندان ضرورت نہین کیون تکلیف کیجیگا۔ احتیاطاً آپ کو مدد کے لیے لکھا گیا تھا۔ ہمارے پاس خود فوج اسقدر ہی کہ محمد غوری ایسے دس پانچ سیرا

کچھ بگاڑ نہین سکتے - ان قصردن کا پورا اثر ہوگیا ہے اور شاید ہی اب کہین سے کمک آوے اگر آپ میری خواہش پوری ہونے کی زبان زد دیتے تو جبتک تمام راجون مہاراجون کی تلوارین اسلامی فوج کے سر پر چمکتی ہوتین -

محمد غوری - تو کیا سب کے سب آنا چاہتے تھے -

بجے - جی ہان - لیکن جے چندر وغیرہ تو آئینگے نہین اور اُن سے ہملوگون نے مدد بہی نہین مانگی -

محمد غوری - جے چندر نے تو ہم سے کہلا بھیجا ہی کہ پرتھی راج اب کی دفعہ بچنے نہ پاوے - مین بہی اندرونی مدد سے آپکا دست راست نبکر جانبازی کرونگا -

بجے - ہان - جے چندر پرتھی راج کا بہت بڑا دشمن ہے - اُسکی عادتین ہم پر بخوبی روشن ہین -

یہ کہکر بجے سنگہ وہان سے چل کھڑا ہوا - اسکے جانے کے بعد ایک سپہ سالار بولا - آپ اپنے دہلی کی سلطنت دیا چاہتے ہین ؟ - اگر درحقیقت حضور ایسا ہی کرینگے تو دہلی فتح کرنے سے کیا فایدہ -

محمد غوری - پہلے اپنا مطلب تو گانٹھ لینے دو پھر دیکھا جائیگا -

ادہر چندر بت مسلمانون کی چہاونی کے پاس ایک چھوٹی سی پہاڑی پر سے مسلمانون کی چہاونی دیکھ رہے تھے اتنے مین ایک ہندو پہاڑی کے نیچے نیچے چہاونی مین جاتے دکھائی دیا - چندر بت کو استعجاب نے آگھیرا - یہ کون ہے اور کسواسطے آیا ہے - اسکی تلاش کی انھین ضرورت ہوئی - چہاونی کے قریب برگد کا درخت تہا بس وہین چلنے کا ارادہ کیا - پہاڑی سے اُترے اور دبے پانون لوگون کی نظرون سے بچتے برگد کے درخت پر چڑھ گئے یہ درخت چہاونی کے عقب مین واقع تہا اور یہان سے چہاونی کی کل کیفیت بخوبی نظر آتی تھی - آفتاب بھی مغرب مین غوطہ لگایا جاتا تھا کچھ روشنی باقی تہی اسی وقت بجے چہاونی مین قدم اُٹھائے جا رہا تھا اب بالکل شام ہوگئی - اندھیاری کی وجہ سے درخت پر چڑھنے مین آسانی ہوئی درخت کی شاخ چہاونی کے خیمہ کو مس کرتی تھی - چندر بت درخت پر چڑھ گئے تلوار کی نوک سے خیمہ مین ایک چھوٹا سا سوراخ کیا اور اسی سوراخ سے انھون نے خیمہ کے آدمیون کو اچھی طرح دیکھا - بجے کو دیکھکر سخت حیرت ہوئی اور تاسف

ہوکر خیال کرتے تھے۔ آخر یہ کیون آیا بجے اور محمد غوری سے جو جو باتین ہوئین سب سننے مین آئین۔ غصہ سے بدن کانپنے لگا۔ اچھا رہ بجے چھاؤنی سے نکل ابھی سر اڑائے دیتا ہون۔ جندربیت اُسکی باتین سنکر کانپ رہے تھے۔ ہاتھ پاؤن تھرا رہے تھے۔ لیکن یہ سوچکر کہ جان سے مار ڈالنے مین کوئی فائدہ نہین۔ درخت سے اترنے لگے۔ پہلے آسانی سے چڑھ گئے تھے۔ اُترنے مین شاخ چرچرا گئی۔ پتے کھڑک اُٹھے۔ ایک سپاہی پتون کی کھڑکھڑاہٹ سے درخت کے پاس آیا۔ جندربیت کی بدقسمتی سے چاندنی نکل آئی تھی۔ روشنی مین سپاہی نے بخوبی دیکھا اور چلاتا ہوا پیچھے دوڑا۔ چلانے سے اور سپاہی اُسکی آواز پر دوڑے جندربیت تلوار کھینچنے ہی کو تھے۔ ہاتھ غلط پڑ پڑ کر رہگیا۔ سوچا اگر یہان لڑ مرونگا تو بجے اپنی نمک حرامی کا مزہ نہ چکھ سکیگا اب زندگی کا مزہ اسی مین ہے کہ بجے کی کرتوت مہاراج پر ظاہر کردون۔ اگر قید ہوگیا تو کسی نہ کسی چالاکی سے رہائی ممکن ہے۔ سپاہیون نے جندربیت کو گرفتار کرلیا اور محمد غوری کے سامنے لے چلے دروازے پر بجے سے ملاقات ہوئی۔ اُسکو سامنے دیکھکر جندربیت کا چہرہ تمتما اُٹھا۔ خون بھری آنکھین دکھاکر بولے۔ ارے نمک حرام تو اپنے راجہ کی بدی چاہتا ہے اپنے مذہب کا پاس نہین کرتا۔ یاد رکھ اسکا پھل تجھے تھوڑے ہی دن مین ملیگا۔ جندربیت نے مرصع قبضہ پر ہاتھ ڈالا ہی تھا کہ سپاہیون نے تلوار ہتھیا لی۔

اگر جندربیت بجے کی جان کا پیاسا نہ ہوتا تو ممکن تھا کہ محمد غوری چھوڑ دیتا۔ بجے یہ سمجھا کہ جندربیت سب رازون سے واقف ہوگیا اگر بچ نکلیگا تو میرے واسطے بڑی قباحت ہے۔

بجے اُلٹے پاؤن محمد غوری کے پاس پہونچا اور خفیہ تخلیہ کی گفتگو کے بعد محمد غوری نے جندربیت کو قید خانہ بھیجدیا جہان وہ اپنی مایوسانہ زندگی کو اپنے آقائے نامدار کی خیر خواہی کی وجہ سے ایک دائمی زندگی خیال کرکے اپنے طوق آہنی کو بجے کے واسطے طوق لعنت خیال کرتا تھا۔

باب تیرھوان

"دہلی"

ستارون کے بیچ چاند جس طرح جگمگ

جگمگ کرتا ہی اُسی طرح ہندوستان کا فرمانروا پرتھی راج دہلی کے تخت پر وزیر اور سپہ سالاروں سے بھرے ہوئے دربار مین خورشید اقبال کی روشنی پھیلا رہا ہی۔ وہ ایک قوی ہیکل اور دلیر مہاراجہ ہی۔ چمکتی ہوئی پیشانی سے اقبال کے جوہر عیان ہوتے سیاہ بھوین مست آنکھون پر چھپ دے رہی ہین۔ گویا دو کنول کے پھولون پر مست بھونرے کا جوڑا رس لینے کو ابرو کی ہر جنبش کے ساتھ اُڑتا دکھائی دیتا ہے۔ اسکی قدرتی بہادرانہ تیور بتا رہی ہین کہ صرف یہی ایک شخص ہی جسکی ہر ہر رگ مین چھتری خون کا جوش موجین لے رہا ہی اور اُسکی کمر مین لگی ہوئی زرکار غلاف مین رہنے والی مرصع قبضہ کی تلوار ظاہر کر رہی ہی کہ رام کے تیر اور ارجن کے بانون کی تمام فتحمندی کے جوہر صرف اُسی کے قبضۂ قدرت مین قدرت نے دیدی ہی۔ ہندوستان اس بے نظیر بہادر کو لنکا جیتنے والے اور میدان کرکشیتر مین بہادری اور فتحمندی کا نشان گاڑنے والے چھتری سورماؤن کا نعم البدل خیال کر کے اپنی خاک کی برکت پر نازان ہی۔ پرتھی راج عروس جوانی کا سہاگ نکرہ ۳۵ برس کی عمر

مین زندگی کے لطف اُٹھا رہا ہے مگر ہائے کمبخت جلاد فلک اُسکی جوانی کے مزے سلطنت کے شکوہ۔ بہادری کے جھنڈے نیزون سے توڑ دیکھ کر اُسی ہی دل مین جل رہا ہی جسکا نتیجہ آگے چلکر سیکڑون کے پتھر کے کلیجے بھی موم کر دے گا۔

پاس ہی ایک سنگھاسن پر کُش آسن بچھائے جو گنیدر سمر سنگھ بیٹھے ہین۔ لیکن پرتھی راج پچھلی لڑائیون کی کچھ پروا نہ کر کے بے خوف بیٹھے ہین۔ مسلمانون کی آمد سنکر سمر سنگھ چیتور سے اپنی فوج لیکر آ گئے ہین۔ ناظرین آپ بھی سمر سنگھ سے بخوبی واقف ہین۔ آپ نے جب اُنھین دیکھا تھا تب سے بیس برس کا زمانہ گذر گیا۔ آج اُنکے چہرے پر کسی قدر بڑھاپا معلوم ہوتا ہے گو وہ اب جوان نہین سمجھے جاسکتے مگر پھر بھی لاکھ جوانون سے اچھے ہین۔ سن رسیدگی کے دریا مین ڈوب جانے سے چہرے پر جھریان پڑ گئی ہین۔ بڑی بڑی جٹائین اُنکے سر پر تاج گنجفہ سے زیادہ رونق بخش ہین۔ مکٹ کا سر پر رکھنا قطعی چھوڑ دیا ہی۔ کرن کے دوبغ سے مکٹ گیا اور بہت سی آرائشین جو انسانی تکلفات

کے لیے موزدن ہوتی ہین ترک کردین۔ داڑھی اسقدر بڑھ گئی ہی کہ وہ کرن سنگہ کی یاد مین چھاتی پر سانپ لوٹ جانے کا عالم دکھاتی ہی۔ سر کے بال کھچڑی ہوگئے ہین۔ داڑھی بہی پک چکی ہی۔ کنول کی مالا سے مہا دیوجی کی گردن مین کالے ناگون کے ہار کا گمان ہوتا ہی۔ اب ہی چہرے سے جلال برس رہا ہی گو ایک بڑے بھاری صدمہ سے صورت مضمحل رہتی ہی۔ تاہم وہ اپنے شاہی کروفر اور خلقی آن بان سے اس حالت مین بھی نیجوان مہاراجہ کے سر گروپ مین بڑے بھاری راج رشی معلوم ہوتے ہین۔ پرتھی راج اور سمر سنگہ مین کسی گہری قرابت کیوجہ سے بہت ارتباط بڑھا ہوا ہے۔ پرتھی راج بغیر انکی صلاح اور مشورہ کے کوئی کام نہین کرتے۔ پرتھی راج کے داہنی جانب سمر سنگہ بیٹھے تھے۔

پرتھی راج کو جب کوئی مہم پیش آئی تھی تب وہ سمر سنگہ کو اپنا بازو بناتے تھے۔ ہر مرتبہ جب سمر سنگہ چیتور سے دہلی آتے تھے۔ پرتھی راج استقبال کے واسطے ساڑھے تین کوس تک پیدل اور سوارون کی جمعیت سے جاتے تو راستہ مین عجب لطف ہوتا تھا۔ دونون جانب کی فوجون مین جے جے کار کے نعرے بلند ہوتے تھے۔ چنانچہ آج بھی پرتھی راج سمر سنگہ کو ساتھ لیے ہوئے استھان پر آگئے ہین۔ سمر سنگہ نے کہا کہئیے۔ اب کی لڑائی کا کیا انتظام کیا۔ دشمن سر پر موجود ہی۔

ہرچند پرتھی راج کو مسلمانون سے کچہ خوف نہ تھا۔ اور وہ اس لڑائی کی پروا نہ کرتے تھے۔ مگر سمر سنگہ کے لحاظ سے اُسی وقت اپنے منتری اور مصاحبون کو حکم دیا کہ کچھ باہمی مشورہ کیا جائیگا۔ فوراً حکم کی تعمیل ہوئی۔ امرا اور وسا جمع ہوئے اور کچھ معمولی باتون کے بعد سب رخصت کردیئے گئے۔ البتہ سمر سنگہ اور پرتھی راج خلوت مین لڑائی کے متعلق گفتگو ہوتی رہی استنے مین ایک سپاہی نے آکر عرض کیا۔ مہاراج مسلمانون کا ایلچی حاضر ہوا ہے پرتھی راج نے دربار مین حاضری کا حکم دیا۔ ایلچی حاضر حضور ہوا۔

محمد غوری اس دفعہ دہلی فتح کرنے آیا ہی۔ اُسنے پرتھی راج کے پاس اپنا ایلچی جنگ کے لیے بھیجا تھا۔ پرتھی راج نے اُسی وقت یہ کہکر سفیر کو واپس کیا تھا جسکا جواب لیکر یہ پھر آیا ہی۔

محمد غوری جلتی ہوئی آگ مین آپ ہی آپ کیون گرتا ہی۔ اگر وہ اپنے ملک کو جانا چاہے تو ہم اُسے راستہ دیدینگے کہ وہ آرام سے اپنے ملک مین پہونچ جاوے اور مین اُس سے کچھ خبر نہونگا۔ گو وہ ہوا کو مٹھی مین بند کرنے دریا کو چلو سے ناپنے اور چاند پر خاک ڈالنے آیا ہی۔ مگر مین جسکو کئی بار گرفتار کر کے راج کمٹ کے صدقے مین چھوڑ چکا ہون اُسکی گستاخیون کو پھر بھی درگذر کرونگا۔

یہ ایلچی آج انھین باتون کا جواب لیکر آیا ہے۔ جب ایلچی دربار مین حاضر ہوا۔ پرتھی راج نے پوچھا۔ کہو۔ محمد غوری نے کیا جواب دیا۔

سفیر نے دست بستہ کہا۔ مہاراج! محمد غوری نے عرض کیا ہی۔ مین کیا کرون مین خلیفہ نہین۔ ایک سپہ سالار ہون ماتحت کو اپنے حاکم کی اطاعت سے پہلو تہی نہ کرنا چاہیے۔ خلیفہ نے جنگ کے لیے بھیجا ہی۔ مجھپر حکم کی تعمیل جان کے ساتھ فرض ہو گئی ہے۔

پرتھی راج ۔ محمد غوری خود اپنے اوپر شامت لانا چاہتا ہی۔ اب تک طرح دیتا چلا آتا ہون۔ مگر اُسکے ہوش ٹھکانے نہین ہوتے۔ خیر اگر احسان فراموشی اور محسن کشی ہی سر پر سوار ہی تو کہدینا کہ ہمین میدان ہمین چوگان ہمین گوے۔ ایک دفعہ اور راجپوتون کی تلوارون کی باڑھین دیکھ لے۔ پرتھی راج کی بات ختم ہی نہونی تھی کہ دربار سے ایک اور شخص کی آواز یہ کہتی ہوئی سنائی دی۔

اور دفعہ تو ہم لوگون نے مسلمانون پر ہندو دھرم کے موافق رحم کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ پھر وہ اپنی بیحیائی سے جنگ کے لیے چڑھ آئے۔ اب کی مرتبہ ایسی بودی اُدھڑیگی کہ ایک شخص بھی کروٹ نہ لے سکیگا۔ اس آواز کے سنتے ہی سب کی نگاہین اُٹھ گئیں پرتھی راج نے کہا یہ کون ہے؟ ہائین بچے تم آگئے۔ کب آئے۔ جس کام کو گئے تھے۔ پورا ہو گیا۔ اور تمھارے پاس وہ جوان کون کھڑا ہے۔

بچے کا خیر و عافیت سے واپس آنا دیکھکر منتری یعنی بچے کے باپ بہت ہی خوش ہوئے۔

بچے ۔ یہ پیچھے بتاؤنگا پہلے سفیر سے جو کہنا ہو کہکر رخصت کیجیے۔

پرتھی راج ۔ (سفیر سے) ہان یہ تو کہو

تمھارے بادشاہ سلامت کبتک یہان پکڑ یئنگے۔

ایلچی۔ حضور ایک مہینے کے بعد سمجھیے۔

پرتھی راج۔ اچھا جا کر کہدے کہ آج سے مہینے بھر بعد ہمارے اُسکے ہتھا ہیر مین مڈ بھیڑ ہوگی۔ فوج کے لیے قبرین کھُدوا رکھے۔

جب سفیر چلا گیا۔ بجے آداب شاہی بجالا کر عرض پیرا ہوا۔ یہ نوجوان چندربت کے پاس سے حضور کے پاس آتے تھے راستہ مین مجھ سے اور انسے ملاقات ہوئی مین راجپوتانہ وغیرہ ریاستون سے ہوتا دہلی آتا تھا۔ انھون نے دہلی کا راستہ پوچھا بس مین اپنے ساتھ لیتا ہوا در دولت حاضر ہوا۔ پرتھی راج نے دلیپ سے چندربت کا حال استفسار فرمایا۔ دلیپ نے کل حال بیان کر چکنے کے بعد چندربت کا عریضہ مہاراج کے ہاتھ مین دیا۔ مہاراج نے دلیپ کے رہنے کے لیے ایک صاف ستھرے کمرہ اور بہت سی آرائش اور زیبائش کی چیزین بہم پہونچانے کی اجازت دی اور کہا اتنے دن ہوئے کب چندر سلمانون کی چھاؤنی سے نہ پھرے گمان ہوتا ہے کہ شاید کسی مصیبت مین پھنس گئے ہون۔ اگر وہ آج یہان ہوتے تو بہت اچھا تھا۔

وزیر۔ (بجے کا باپ) چندربت کا تردد ہمین نہ کرنا چاہیے اگر کسی مصیبت مین بھی پڑ گئے ہونگے تو کوئی اندیشہ نہین کیونکہ وہ خود نہایت ذہین تیز طبع اور مقرر آدمی ہین۔ کسی نہ کسی بہانہ سے چلے آئینگے۔

سمر سنگہ آنکھین پھاڑ پھاڑ کر نوجوان کی طرف دیکھتے تھے۔ دل کا واہمہ کہتا تھا یہ کوئی راج تیز معلوم ہوتا ہے۔ مگر نہین معلوم یہ کس خوش نصیب کی آنکھون کا تارا ہے۔ ہاے اگر کرن زندہ ہوتا تو شاید اتنا ہی بڑا ہوتا۔ کیا وہ ایسا ہی خوشتر و اور گسیلا جوان دیکھنے مین نہ آتا۔ ان خیالون کی گتھیون مین کرن کی یاد آگئی وہی آندھی وہی پانی اور بیگلی کی لاش آنکھون کے سامنے پھرنے لگی۔ رانیون کے رونے کی آواز کانون مین گونجنے لگی۔ اس عالم مین بے اختیار آنسو نکل پڑے۔ پرتھی راج نے پوچھا سمر سنگہ جی! یہ کیون۔ آپ کا چہرہ اداس ہے آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے ہین۔ کون سی ایسی چوٹ دل پر پڑی جو یکایک اتنی پریشانی دکھائی پڑتی ہے۔

سمر سنگہ۔ اس نو وارد جوان کو دیکھکر

کرن کی یاد آگئی۔ جس کسی کو اسکی عمر کے برابر دیکھتا ہون دل بھر آتا ہے۔ تصویر آنکھون مین پھر جاتی ہے۔ آج اسے دیکھکر خون پھڑک اُٹھا۔ طبیعت اُمنڈ آئی۔

پرتھی راج نے بھی اُس نوجوان کیطرف نظر ڈالی۔ سمر سنگھ کی شباہت اُسکے چہرے سے پائی گئی۔ بولے۔ سمر سنگھ جی گذری باتون پر دل میلا کرنا فضول ہے۔ جو شے دنیا مین نہو اُسکی امید پر ہوس بڑھانا بیکار ہے۔ اگر کرن زندہ ہوتا تو مجھے بھی اس جوان پر کرن ہی کا اشتباہ ہوتا۔ لیکن جب وہ ڈوب ہی گیا تو اُسکی اُمید کیا۔

سمر سنگھ۔ (ٹھنڈی سانس بھر کر) یہ تو سچ ہے کہ ایک گئی گذری چیز پر آسرا کرنا فضول نہین تو اور کیا۔ مگر کبھی کبھی دل بول اُٹھتا ہے۔ کرن کہین زندہ ضرور ہے۔ خدا جانے کہ یہ خیال ہی خیال ہو یا کیا۔ کبھی کبھی پگلی کی باتون پر مجھے ہنسی آتی تھی جب وہ کہتی کہ میرا بالک مرا نہین اُسے کوئی چرا لیگیا۔ ویسے ہی میرا دل مجھے چھیڑا کرتا ہے۔ بعینہ پگلی کی مثال مجھپر صادق آتی ہے

یہ کہکر سمر سنگھ نے دوسری باتون سے دل بہلانا شروع کیا۔

ادھر مشورہ ہونے لگا کہ اب کی لڑائی کیطرح کیجاوے۔ رفتہ رفتہ یہ بات طے ہوئی۔ فوج چار حصون مین تقسیم کیجائے تین حصون سے دشمنون کو روکنا چاہیے۔ چوتھے حصے سے انکو گھیر کر حریفون کے بھاگنے کا راستہ بند کر دیا جاوے اور سب کو وہین ڈھیر کرکے لڑائی جھگڑے کا قضیہ ہی تمام کر دیا جاوے چارون حصے کے چار سپہ سالار بھی ہونا چاہیے اور ہین دو ہی شخص۔ ایک پرتھی راج اور دوسرے سمر سنگھ تو دو آدمی اور کون سیناپت کیے جائین۔ دوسرے راجے آئے نہین۔ لاہور کے خراج گزار راجہ نے اس سے پہلے ہی محمد غوری کی لڑائی مین بنگنجھہ کی راہ لی۔ سلطنت کے رکن اعظم سپہدار اکھل سنگھ بھی تیرتھ جاترا کو گئے ہین بجے نے کھڑے ہوکر کہا۔ مہراج اب کی دفعہ مجھے سیناپت بنایئے پھر میری جرات دیکھیے کہ ان کمبخت بیریون کو ایسا نیچا دکھایا ہو کہ پھر کبھی ہمارے ملک کی طرف رخ بھی نہ کرین۔ شیر دن نے بجے سنگھ اور کلیان سنگھ کو سیناپت بنایا۔ کنور کلیان سنگھ سمر سنگھ کے ساتھ دہلی آئے تھے انکی عمر چوبیس برس کی تھی۔ کلیان سمجھدار لیاقت اور لڑائی کے فنون مین پرتھی راج اور

سمر سنگھ کے نقطۂ مقابل تھے۔ کلیان نے دلی آنے پر راج کنیا ن ادکھاوتی سے شادی کرنے کا پیمان کر لیا تھا۔ یہ قبل اسکے کئی دفعہ اپنے پتا سمر سنگھ کے ساتھ دہلی آچکے تھے۔ جسوقت راجکنیان بالکل کمسن تھی۔ ادھر تو چھوٹے سے سن کا قدرتی حسن اُدھر بچپنے کا الھڑپن پھر بھلا کلیان کا عشق پسند دل کیونکر ایک موہنی صورت پر لوٹ نہو جاتا۔

اب کی دفعہ راجکنیان کو دیکھکر کنور کلیان سنگھ کو دہی لڑکپن کی نازک ادائیان اور بھولی بھولی باتین یاد آگئیں آخر کار عشق کی چٹکیوں سے بیتاب ہوکر ایک دن راجکنیان ادکھادتی کی محبت کا اظہار اپنے پتا سمر سنگھ جی سے کر ہی بیٹھے سمر سنگھ نے یہ بات دل مین رکھ لی اور کئی دلی اندیشون سے شادی کرنا ملتوی رکھا۔ کیونکہ کلیان کے ناقص گرہون کا خیال انکے دل پر جمع ہوا تھا۔ شادی کے پیشتر ہی تیرہ موجودہ ہوکر مصیبت اُٹھائیگی۔ انھین وجوہات سے سمر سنگھ انکی شادی پسند نکرتے تھے لیکن کلیان پر تو عشق کا جن سوار تھا ادکھادتی کی مفارقت مین جان دیدینا ہر وقت شغل تفریح تھا۔ وہ صاف صاف کہتے تھے۔ اگر میری شادی راجکنیان سے نہوئی تو دنیا کو لات مار کر زہر مرگ سے جانبری کرونگا۔

ادھر سمر سنگھ کو کرن کی یاد نے پھر ٹھوکا دیا۔ کرن سنگھ کسطرح دریا مین ڈوبے تھے اگر بجلی سے کرن کے دینے کی ممانعت نہوتی۔ تو کرن کبھی دریا مین نہ ڈوبتے۔ افسوس اپنی بیوقوفی سے ایک لڑکا اسطرح گنوا دیا۔ اب کلیان کی شادی نہ کرونگا شادی کرنے سے دوسرا کلیجہ کا ٹکڑا بھی آنکھون سے اوٹ ہوتا ہی۔ یہ کون کہہ سکتا ہی کہ نہ بچے گا۔ سمر سنگھ کے گرو سوامی شنگلا چاریہ نے کلیان کی قسمت کا نایچہ دیکھا تھا اور کہا تھا کہ شادی کے پہلے ہی اسکی زندگی کا خاتمہ ہوجائیگا۔ شاید اسکی شادی ہوجانے سے اسکی زندگی کا سقم مٹ جاے۔ غرضکہ یہ سوچکر سمر سنگھ جی نے کلیان کو زبان دیدی اور شادی کرنے کا اقرار کر لیا۔ کیونکہ دل مین خیال جم چکا تھا کہ شادی ہوجانے سے کلیان کی موت کا کھٹکا نہ رہے گا۔

سمر سنگھ جی کنور کلیان کی شادی کی کوشش کرنے لگے۔ ادکھادتی اور کلیان کی باہمی محبت اور بچپنے کا انس دیکھکر پرتھی راج کو بھی اس شادی سے

کچھ انکار نہین۔

بجے نے جب سنا کہ بعد اِس جنگ کے کلیان سنگھ کی شادی راجکنیان کے ساتھ ہوجائیگی۔ دل مین ہنسا کہ کلیان اس خونخوار لڑائی مین پہلے اپنی جان تو بچالین تب دیکھا جائیگا۔

یہان باہمی مشورے ہو رہے تھے لڑائی کی گھاتین۔ جنگ کی پیشبندیان ہوتی تھین۔ کلیان موجود نہ تھے۔ پرتھی راج نے فرمایا۔ بجے تم جاکر ذرا کنور جی کو بلا لاؤ۔ بجے دربار سے رخصت ہوکر کلیان کی طلبی کے لیئے گیا۔

باب چودھوان

"عشق کی کرتوت"

جسوقت ادھر یہ باتین ہو رہی تھین جو راج کلیان سنگھ کیا کرتے تھے۔ وہ جمنا کے گھاٹ پر راج کنیان کے ساتھ جمنا کی بہار دیکھ رہے تھے۔ پرتھی راج نے راجکنیان کیواسطے سری جمنا جی کے درشن کے لیے یہ سر بفلک عظیم الشان اور خوشنما منیار تعمیر کردیا تھا جو آج تک اُسکی عظمت و شوکت کی یادگار ہے شہاب الدین غوری کے غلام سپہ سالار اور اسلام کے پہلے اسلامی بادشاہ نے دہلی فتح ہونے کے بعد اُسکا نام قطب منیار رکھا جو آج تک قطب صاحب کی لاٹ سے نامزد ہی۔

اسی منیار پر ایک قوی بازو اور شکیل نوجوان کی آنکھین حسن کی دیوی راجکنیان ادکھاوتی کی پرستش کیواسطے پریم کے آنسوؤن سے آچمن کر رہی ہین۔

ہمارے عزیز ناظرین سمجھہ تو گئے ہونگے کہ یہ چاند کا ٹکڑا اسچلا حسن پرست نوجوان کون ہی۔ یہ وہی کنور کلیان سنگھ ہے جسے چتور کے تاج کا نگین اور سلطنت دہلی کے دست راست کیے جانے کا فخر حاصل تھا۔

ہمارے ناول کا اصلی ہیرو ایک نوخیز باہر ور راجکنیان کے پاس اسوقت عجب حاب کیون کھڑا ہے۔ کیا وہ دکھاوتی کے عالم فریب حسن اور شراب ناز سے مست رسیلی آنکھون کے نظارے مین مصروف ہی۔ بہرحال اُسکا قیافہ کہہ رہا تھا کہ وہ ضرور اپنی آئندہ زندگی کو اُسکے تبسم ناز پر نچھاور کرنے کو مستعد ہوگیا ہی عورتین معمولاً جسقدر بڑھتی ہین ادکھاوتی کا قد ابھی اسقدر نہین بڑھا تھا۔ لیکن چہرے سے لڑکپن کا اظہار رہتا۔ گیسوے عنبر فشان

اسکے ابروؤن رخسارون اور شانون پر
بکھرے ہوئے ہین - باوجود اسکے کسی قدر
موتیون سے گندھے ہوئے بالون کا جوڑا
اُسکی پشت پر کسی کے دل ڈسنے کے لیے
کالے ناگون کیطرح لپ لپ کر رہا ہے -
دونون پیاری آنکھین کشادہ نہایت
ہی دلربا سہولت سے نظر ڈالنے والی
تھین - جب وہ ماہوش مہ جبین اُن بڑی
صاف آنکھون سے کسی طرف دیکھنے
لگتی ہی تو کسی دلفریبی کی ادا کا نشان بھی
اُنمین نہین پایا جاتا بلکہ ان سے اُسنے
دیکھنا سیکھا ہی نہ تھا - وہ بالکل سادگی
اور بھولے پن سے دیکھتی جس سے صحیح
طور پر اوسکی دلی سادگی کا پتہ نمود ہوتا تھا
اگر کوئی اُسکے ماہوش چہرے کی طرف
نظر ڈالتا تو وہ شرم سے آنکھین نیچی کر لیتی
دونون لب شیرین گلاب کے رنگ کے
تھے جسمین ایک نئے قسم کی تازگی پائی
جاتی تھی - نازک اور بلورین کلائیون مین
جڑاؤ سونے کے کنگن پہنے تھی - گول
گول بازوؤن پر جڑاؤ جوشن تھے - پیاری
پتلی حنائی انگلیون مین چھلے تھے -
نازک اور پتلی کمر مین زرکار کردھنی زیب
دیتی تھی - صراحی دار گردن مین جڑاؤ ہار
تھا - وہ نہ کچھ دیکھتی ہے نہ سنتی ہے
وہ تو ایک دلچسپ اور دلسوز خیال مین
ڈوبی ہوئی ہے -
اس کمسنی مین کسی کے تصویر نے اُس کے
دل مین اپنا گھر کر لیا ہے - اسکے سینے مین
پہلے پہل عشق کے حیاد بھرے اثر کی گرمی
پہونچ چکی ہے - وہ خاموش کیون ہے کیا
کنور کلیان سنگھ کا خیال ہر وقت اسکے
دل مین نیار رہتا ہے کیا وہ بھی اپنے چہیتے
عاشق دلنواز کیطرح کسی کی یاد مین تن من
نچھاور کرنے پر آمادہ ہو چکی ہے - اُسنے نگاہون
ہی نگاہون مین کنور جی کے خوشنما اور سڈول
جسم کی پرکر ماکر کے - دل کو گرویدہ نیار رکھا ہے
وہ دونون اسی عالم مین ایک دوسرے کی
دیدہ بازی مین مصروف ہین - نہ تو بولتے
ہین نہ چالتے ہین - اس طلسمی سکوت کو
توڑنے کی کسی مین جرات نہین -
آخر نوجوان ہی نے اپنی حیرت دفع کرنے
کے لیے اوکھا کیطرف خطاب کر کے کہا -
اوکھا ! کیا سوچتی ہو - تمھارا چہرہ کیون
اُترا ہے - راجکنیا ن نے اُنکی طرف نگاہ
اوٹھائی اور چھریری بیج - اونچی پیشانی -
نیلگون آنکھین - چہرے پر اُگا سبزہ جو
عالم شباب کے آغاز کا قدرتی ثبوت ہے
دیکھکر مثل تصویر کھڑی رہی - کچھ جواب نہ دیکی
کلیان - اوکھا ! - تمھارا چہرہ کیون اُداس ہے

کیا سوچتی ہو۔

ادکھاوتی۔ نہین۔ مین تو کچھ نہین سوچتی۔ آپ کیا سوچتے ہین۔

کلیان۔ میرا خیال تھا کہ مین خواب دیکھ رہا ہون کہ اوکھاوتی میری ادکھاوتی ہے کیا یہ خواب اپنا اثر دکھائیگا۔

ادکھا۔ تو آپ کو اس بات کا یقین کب ہوگا۔ یہ تو آپ بھی جانتے ہین کہ ہم لوگ بہت ہی جلد اپنی مراد پر پہونچنے والے ہین۔ پھر بھی آپ کو یقین نہین ہوتا۔؟

کلیان۔ نہین۔ میرے دل مین آتا ہے کہ تمہاری شادی کے وقت کوئی نہ کوئی حادثہ ایسا درپیش ہوگا جس سے اپنی جان کا بچانا دشوار ہو۔ اور تمھارا ہاتھ کسی اور خوش نصیب کے ہاتھ مین دیدیا جائے۔

ادکھاوتی۔ (آنکھون مین آنسو بھرکر) آپ ایسا خیال کرتے ہین۔ اگر آسمان کو یہی منظور ہو کہ ہمارا اور آپ کا بیوگ ہو تو بھی آپ کی بہادرانہ موت دیکھکر بیوگی کو سہاگن سے بڑھکر سمجھونگی۔

کہتے کہتے اودکھاوتی کی زبان کسی گہری چوٹ سے بند ہوگئی۔ دونون خوبصورت آنکھین روتے روتے لال ہوگئین مگر کلیان نے اسکو نہ دیکھا۔

کلیان۔ تمھارے پتاجی تمھارا بیاہ کسی دوسرے کے ساتھ کردین تو تم کیا کروگی۔

ادکھا۔ اپنی جان دے کر پھر آپ سے پرلوک مین ملونگی۔ عورتون کا دھرم اور عورتون کا پریم آپ نہین جان سکتے!۔ عفت اور عصمت کے مقابلہ مین ہملوگون کی جان کی کوئی حقیقت نہین۔

اتنا سنتے ہی کلیان کا بجھا ہوا دل ہرا ہوگیا اور محبت کے بس مین اوکھاوتی کا داہنا ہاتھ بوسہ دینے کی غرض سے پکڑا۔ اوکھاوتی نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور بولی ذرا ٹھیرئیے۔ آپ میری الفت کی آزمایش کرتے ہین؟ تم بھی تو اپنے سچے عشق کا امتحان دو۔

کلیان۔ (شرماکر) نہین نہین میری یہ غرض نہ تھی مجھپر تمھاری اس محبت کے برتاؤ نے جادو کردیا۔ اگر مجھ سے کوئی گناہ ہوا ہو تو معاف کرو۔ تم مجکو گنہگار کرتی ہو۔ مین اسی قبر جھی دیدی کی سوگند کھاتا ہون کہ سوا تمھارے اور کوئی بھی میرے چوٹ کھائے ہوے دل کا مالک نہین ہے اور نہو گا۔

اتنے مین ایک سہیلی نے آکر دونون کے رنگ مین بھنگ کردیا اور کلیان

سے بولی۔ منتری جی خبر کہتے ہین۔ مہاراج نے آپ کو دربار مین یاد کیا ہے۔

بجے کے نام سے راجکنیان چونک اُٹھی۔ اُسے سر بسر اُسی رات کا دھیان آیا جب بجے ادکھادتی کے پاس آیا تھا اُسکے دل مین خود بخود یہ بات پیدا ہوگئی کہ بجے کلیان کے ساتھ عداوت پر ضرور آمادہ ہوگا۔ انھین پیچ دتاب کے خیالون نے اُسکے نازک دل پر خراب اثر پیدا کیا۔ جس سے وہ بہت ہراسان ہوئی۔ راجکنیان کا حال دیکھکر کنور جی نے پوچھا۔ یہ کیا۔؟ راجکنیان کی زبان سے کل حال من وعن نکلنے ہی کو تھا شرم وحیا سے سر نگا دگیر ہوگئی۔ لب خاموش صرف اتنا ہی کہہ سکے کہ کچھ نہین۔

کلیان ۔ نے پھر کچھ نہ پوچھا۔ دربار مین لازمی جانا تھا۔ دیر ہو جاتی تو شاید مہاراج بھی راج کے خلاف ہوتا۔ فوراً ہی ہتیار سے اُترے اور ایک وسیع میدان مین داخل ہو گئے۔ راستہ مین ایک درخت کے پاس راجکنیان کا نام سننے مین آیا۔ چونک کر ادھر اُدھر دیکھا قدم آگے نہ بڑھ سکا۔ یہ آواز سنائی دی۔ دیکھو راجکماری کیسی پاکھنڈی ہے جو راج اُسے اتنا پیار کرنے مین اور وہ مطلق اُنپر التفات نہین کرتی۔ تف ہے ایسی محبت پر جو ایسے خوبصورت اور بہادر جوان کو آنے بانے مین رکھے اور بجے سے محبت کی طالب ہو۔ کنور جی کیسے سیدھے سادھے آدمی ہین کہ راجکنیان کی محبت مین وہ کچھ خیال ہی نہین کرتے۔ میرا دل تو راجکمار کی ایسی حالت پر بھر آتا ہے اور راجکماری کو مطلق انکا پاس نہین۔

ان کلمات سے کنور جی کا خون اُبلنے لگا۔ غصہ سے بدن تھر تھرا اُٹھا۔ دل کو سنبھالتے مکان کو چلے

کلیان کو جاتے دیکھکر گلاب سامنے آئی اور کہنے لگی۔ یہ کیا؟۔ جو راج جی یہان کیون۔

کلیان ۔ (بات ٹال کر) تو آپ ہی آپ کیا کہتی تھی۔

گلاب ۔ کب۔ مین تو کچھ نہین بولی۔

کلیان ۔ (غصہ سے) کیا کچھ نہین بولی تو راجکنیان پر تہمت تراشتی تھی اور اب کہتی ہے کچھ نہین بولی۔ کمبخت تو نہین جانتی کہ سورج پر کہین خاک پڑ سکتی ہے۔ آسمان پر کہین تھوک پہونچتا ہے۔

یہ کہکر فرط غیظ سے تلوار اُٹھائی اور کہا تو عورت ہے۔ اسی سے تو نے ایسی گستاخی کی

تو ابھی تلوار سے ٹکڑے اُڑا دیتا۔ مجبور ہوں چھتری ہوں کا دھرم نہیں کہ عورت پر ہاتھ اُٹھائیں

گلاب ۔ کنور جی۔! جب آپکو راجکماری سی عورت پر اسقدر بشبو اس ہی تو استری ہتھیا کرنے میں اندیشہ ہی کیا رہا۔ تعجب ہی جو آپ استری ہتھیا نہ کریں ۔

کلیان ۔ راجکماری پر عیب لگانا تیرا ہی کام ہے میں نہیں سمجھتا کہ کیا خرافات بک رہی تھی۔

گلاب ۔ کیا آپ نہیں جانتے۔ میری لگن کس سے لگی ہی۔ میرے دل کا مالک کون ہی۔ بجے۔! بس اُسی سے اُنھوں نے بھی رشتۂ محبت باندھا ہی۔ اب راجکنیاں میری سوت ہیں اور ہماری دائمی خوشی میں رخنہ انداز ہیں۔

کلیان ۔ کیا ادکھا دتی ترے جیسی معشوق کے دام محبت میں پھنسی ہی۔ تجکو تو ایسی جھوٹی بات زبان سے نکالنا مناسب نہیں ہی۔

گلاب ۔ ہم تو اپنے کانوں سے بجے اور راجکنیاں کی راز کی باتیں سُن چکے ہیں

کلیان ۔ کیوں جھوٹ بکتی ہی۔ مجھے تیری بات کا یقین نہیں آتا۔

گلاب ۔ اگر آپ کو دکھلا دوں تو آپ میری کچھ مدد کر سکینگے۔

یہ کہکر اُسنے کلیان کے پانوں پر سر رکھدیا اور ہاتھ جوڑ کر بولی۔ راجکمار جی۔! میں نے خاص اسی لیے کہا تھا کہ آپ میرے اس نازک معاملہ میں کچھ امداد کرینگے یہ میں پہلے ہی سمجھ چکی تھی کہ آپ ادھر ہی سے راج دربار جائینگے۔ اگر میرے پر کہنے پر کان نہ دیتے تو میری داد و فریاد اور کوئی سننے والا بھی نہ تھا۔

کلیان ۔ ابھی تک تو یقین ہی۔ اگر تیری باتیں سچ ہوئیں تو اس نازک معاملہ میں کما حقہ کوشش کیجائیگی۔ اب مفصل حال بتا

گلاب ۔ بجے کی اُنگلی میں اوکھا نام کی انگوٹھی ہی اُسے آپ کسی وقت دیکھ لیں وہ ہر وقت پہنے رہتا ہی۔ اور یہی راجکنیاں اور اُسکے باہمی محبت کی شناخت ہی۔

کلیان ۔ یہ تو کوئی بات نہیں۔ اسمیں ہرج ہی کیا ہی۔ راجکنیاں اور بجے کا بچپن سے ساتھ ہی۔ ساتھ کھیلے ہیں اُسنے اپنا بھائی سمجھکر انگوٹھی دیدی ہوگی اس سے اُسکی عزت پر دھبہ نہیں لگتا

گلاب ۔ یہ بھی مانا کہ اُسنے بھائی جانکر انگوٹھی دی۔ تو آپ اُس سے پوچھیے اگر صاف صاف کہہ دی تو کوئی بات نہیں۔ اگر کسی اور خیال سے دی ہوگی تو ہرگز اُس راز کو آپ پر افشا نہو دیگا

آپ کو انگوٹھی کا حال دریافت کرنے سے کُل راز آپ سے آپ کھُل جائیگا۔

کلیان ۔ اگر راجکنیان کی نادانستگی اور غفلت مین بچے نے انگوٹھی نکال لی ہو۔ تو وہ کیا بتائیگی۔ نہین۔ انگوٹھی کی وجہ سے اُسکی پاکدامنی پر دھبہ نہین آسکتا

گلاب ۔ بچے کو ایسا کرنے سے کیا فائدہ تھا۔؟

کلیان ۔ بغیر اپنی آنکھون دیکھے اعتبار نہین ہوسکتا۔ تم جو چاہو کہو۔

گلاب ۔ (منہ بناکر) اونھ! اچھا تو ایک نہ دن آپ کو دکھا بھی دونگی۔ آج تو جاتی ہون۔ جس دن موقع ہوگا کہونگی آپ خود دیکھ لینگے۔

اتنا کہکر گلاب چلی گئی۔

اِن بیہودہ باتون سے کنورجی کے ذہن آگ جل اُٹھی۔ خیالات نے دل مین ٹڑبڑ مچانا شروع کیا۔ بھلا کوئی راجپوت ایسی بے حرمتی سے پھر بھی محبت کرسکتا ہے چھتری بہادر صرف پاکبازی پر جان دیتے ہین بس حد ہے کہ اپنے کلیجے سے پیاری لڑکیون کو صرف اسی واسطے قتل کردیتے تھے۔ کہین کوئی منچلی نظر آنکے پھول سے رخسارون پر نہ پڑجائے یا کسی سوربیر کی جورو ہوکر دشمن کے مقابلے مین بہادر خاوند کے کٹ مرنے پر دوسرون کی نگاہون کے سامنے سے نہ گذرین۔

پیاری اور قبول صورت اوکھا دتی کا دل سے نکالنا گویا پہلو چیر کر خود دل کا نکالنا تھا۔ ہاے۔ وہ پیاری صورت کیسے ہمیشہ کے لیے دل سے ہٹادیجائے انھین پریشان خیالات نے کنورجی کو چکر مین ڈال دیا۔ وہ اپنے سر پر ہاتھ رکھے بیٹھے سوچتے تھے کہ کیا یہ ہوسکتا ہے کہ ایک پاکدامن اور عصمت اور عفت کی دیوی پر دھبا لگایا گیا ہو۔ شاید گلاب راجکنیان سے بیر رکھتی ہو۔ ممکن ہے کہ وہ خبث باطنی سے اِس پیرایہ مین دل کی بھڑاس نکالنے کی غرضمند ہو۔ ابھی سے تلوون مین آگ لگی ہے سچ ہونے پر تو نہ جانے کیا گذرے گا کہین یہ لگائی بجھائی سچ ہوئی تو بس قیامت ہی ہے۔ اب کی جنگ مین جسطرح ہو جان ہی دیدو۔ مگر کیا یہ سچ ہوسکتا ہے کبھی نہین۔ اپنی آنکھون سے بغیر دیکھے یقین کرلینا خلاف عقل ہے۔

اب کنورجی کو کوئی شک نہین۔ دل صاف ہوگیا۔ کچھ دیر پیشتر جن خیالون سے آگ لگی تھی وہ ایسی ٹھنڈی ہوئی کہ وہ

خوشی خوشی راج سبھا مین آئے۔ پرتھی راج نے ایک حصہ فوج انکے سپرد کیا اور یہ سینا پت مقرر کیئے گئے۔

کنورجی دربار پہونچتے ہی کنورجی کی نظر دلیپ پر پڑی۔ دلیپ کو دیکھتے ہی اپنے پیار نظر ڈالی۔ دونون کے چہرے کی شباہت ایک پائی۔ بڑا تعجب ہوا۔ دلیپ کو دیکھ دیکھکر خود بخود محبت پیدا ہوتی جاتی ہے اس فوری جوشش الفت کا یہ نتیجہ ہوا کہ طرفین یکجان دو قالب ہوگئے اور باہم ایک دوسرے کے گھر آنے جانے لگے۔ کلیان بالمرہ دلیپ سے اُسکا حال پوچھتے تھے لیکن انکو اپنے بھائی کرن سنگھ پتہ نہ لگا اور اندرونی راز کسی پر ظاہر نہو سکے۔

باب پندرھوان

"بجے کی کارستانی"

پچھلے باب مین جو باتین لکھی گئی ہین اُسکے کچھ دن پیشتر بجے نے جو کارستانیان کی ہین وہ بھی تو ناظرین کو معلوم ہو جانا چاہیے۔

بجے نے راج دربار سے آکر کلیان سنگھ کے گھر پر سُنا کہ وہ یہان نہین ہین راجکنیان کو لیے ہوئے جمنا کی سیر کر رہے ہین۔ اس خبر پر بجے جمنا کے کنارے والے باغ مین پہونچا اور مالی سے پوچھا راجکنیان کیا اسوقت مہتابی پر ہین ساتھ سہیلی کون ہے۔

مالی نے کہا۔ گلاب۔

بجے۔ گلاب کہان ہے۔ وہ ہی اُنکے ساتھ ہے۔

مالی۔ نہین وہ تو ادھر ٹہل رہی ہے۔

مالی نے جدھر بتایا تھا۔ وہین بجے پہونچا۔ گلاب ٹہل رہی ہے۔ بجے کو دیکھتے ہی دوڑتی آئی اور بولی۔ آج کدھر چاند نکلا۔ اتنے دنون بعد میری یاد تو آئی۔ اگر تمھین ہماری محبت ہوتی تو عید کا چاند نہو جاتے۔ بھلے آدمی اتنے دنون تک ایک چٹھی بھی نہ لکھی۔

بجے گلاب کے خوش کرنے کے واسطے نہ آیا بلکہ اپنی غرض حاصل کرنے کیلیے اُسنے اپنی لچھے دار باتون سے گلاب کو شیشے مین اُتارا۔ راجکنیان اور کلیان کے آپسمین رنج کرانے کا ذریعہ گلاب ہی تھی۔ اس سبب سے بجے نے پہلے اپنے آنے کا سبب نہ بیان کیا اور کہنے لگا۔ تم بیکار مجھپر دھبہ رکھتی ہو۔ دیکھتی نہین کہ ابھی آتا ہون۔

گھر مین دم نہین لیا۔ آتے آتے تمھاری
محبت گھسیٹ لائی۔ پہلے جس سے
الفت تھی اُسنے تو دھتا بتائی۔ تم ہو
کہ جب دیکھو ایک نہ ایک بیمروتی کا
اُشلوکہ چھوڑ دیتی ہو۔ کوئی مرے کوئی
ملارین گاے۔ مین تمپر جان دون اور
تم سیدھی بات نہ کرو۔ ہاے کیا
زمانہ ہے۔

گلاب۔ مجھ سے اُڑن گھائیان نہ
کرو باتین نہ بناؤ۔ تمھاری صورت
کہے دیتی ہے کہ راج کنیان کی محبت
تمھارے دل مین گھر پکڑے ہوے
ہے۔ کہین کالے کمل پر دوسرا رنگ
چڑھتا ہے۔ اُسکی محبت کو میری الفت
کیا دبائیگی۔

بجے۔ تمھارے سر کی قسم اُسکا
خیال ہی نہین۔

گلاب۔ پھر کس سے لگی ہے۔

بجے۔ کیا تم نہین جانتین ارے
وہی حسن کی جاگتی جوت جو میرے
سامنے کھڑی ہوئی میرا دل مسل
رہی ہے۔

گلاب۔ مجھ سے ٹھٹھا کیون کرتے
ہو۔ مین نے تمھین بہت آزمایا۔ تب
میرا دل تمپر آیا۔ مین تمھین کیا مل نہین
سکتی۔ پیاسا کنوئین کے
پاس نجاے تو کنوئین کا قصور۔ تم
مجھ سے الگ تھلگ رہو۔ دوسرے
سے دل اٹکاؤ تو مین کیا کرون۔

بجے۔ اسوقت تو تمھاری باتون
سے ثابت ہے کہ تم کو میری محبت ہے۔
لیکن مُنہ دیکھی باتون سے کہین محبت
ہوا کرتی ہے۔

گلاب۔ نہین نہین۔ دل سے
محبت۔ مگر نباہ ہو تو کیونکر۔ پہلے دل
آفتاب مین سفید کیے ہوئے والد
بزرگوار کو تو راضی کرو۔ مین ذات کی
ہیٹی بھی نہین۔ چندریت کی بہن ہون
کیا تمھارے باپ یہ نہ جانتے ہونگے۔

بجے۔ نہین پتا جی کبھی ناراض
ہونگے مجھے بخوبی معلوم ہے۔

گلاب۔ پھر آخر رات بھر چکبی چکو
کا سا معاملہ کیون۔ دن بھر چراغ دیردان
کی سی کیفیت کیون۔ کوئی وجہ کوئی
سبب۔ وہ باعث ہونگے تو تم ہوگے

بجے۔ پیاری گلاب! کیسی باتین
کرتی ہو۔ مین کمبخت تو تمپر آپ ہی
دیوانہ ہون۔

گلاب۔ تمھاری باتین سمجھنا مجھ ایسی
کو بہت مشکل ہے۔

ببجے - تم جانتی ہوکہ ہم لوگون کا عہد ہماری جان سے بڑھکر ہے -

گلاب - توکیا تم عہد کر چکے - میرے ساتھ شادی نہ کروگے - اگر جانتی کہ تمھاری باتین حیلا جادو ہین تو ہرگز آپ کے پھندے مین نہ پھنستی -

ببجے - تم جوبات ہو الٹی سمجھتی ہو - ارے مین نے یہ عہد نہین کیا تھا - جب سے تمھارے عشق کا دھاگہ باندھا ہے دل بیچین رہتا ہی - مگر کیا کرون - تمھاری الفت سے پیشتر ہی عہد کرچکا ہون کہ جس دلربا کے ہاتھون میرا کام انجام پائےگا وہی میرے دل کی مالک ہوگی اور اوسی سے اپنی شادی کرونگا - سوا اوسکے اور کون میرے دل کا مالک ہوسکتا ہی -

گلاب - وہ ایسا کون کام ہے جو مجھ سے نہین ہوسکتا - ادر پھر تمھاری چاہ مین اگر کہو تو کنوئین گر پڑون -

ببجے - کام تو بالکل مشکل نہین -

گلاب - (خوش ہوکر) پھر آخر کہتے کیون نہین - تم جو کہوگے اوسے ضرور پورا کرونگی -

گلاب کی باتین سنکر ببجے جامے مین نہ سمایا - سوچا کہ ذرا جگنیان سی یکدم عورت پر ہمت رکھو کے کلیان کا دل اوسکی طرف سے ہٹا دونگا -

گلاب - پھر - گھنگھنیان بھرلین کچھ بولو تو - کیا بات ہی -

ببجے کے دل کو اور بھی ڈھارس ہوئی - گلاب کو اپنے کام مین مستعد دیکھکر بولا - مین تو سمجھتا تھا تم نکر سکوگی

گلاب - اچھا کیا کہتے ہو - سنون تو کام بھی توکوئی اچھا ہی ہوگا - ہماری نیت کبھی بدکام کیطرف رغبت نہ کریگی

ببجے - پہلے سُن تو لو - پھر سوچنا کہ بد ہے یا نیک -

گلاب - کہو سنتی ہون -

ببجے - جب راجکنیان کے پاس اپنی محبت کی غرض لیکر گیا تھا اور اوسنے صاف صاف دتکار بتائی - تب مین نے عہد کیا تھا کہ آیندہ یہ جس سے دل لگائیگی - اوسکی محبت والفت مین ضرور کھنٹ ڈالونگا - اگر نہ کرون تو میرا نام ببجے نہین - کیونکہ اوسنے میری چاہ کی قدر نہین کی -

گلاب - (افسردگی سے) کیا تمھارے دل کا بخار اب تک نہین نکلا - میری محبت سے بھی جی نہین بہلتا -

ببجے - نہین - تمھاری محبت تو اب

ہوئی ہو یہ ماجرا کہین پہلے کا ہو۔ جب عہد کیا تھا۔

گلاب ۔ اگر آپ کو میرے ساتھ اُنس ہے تو اِس خراب کام سے درگذر کیجیے۔

بجے ۔ تو کیا نقض عہد کرون۔ چھتری دھرم مین قول جان کے ساتھ۔ مجھے جان دینا گوارا ہو مگر عہد نہین ٹوٹ سکتا بالفرض محال تمھاری محبت سے بھی ہاتھ دھولون مگر ایفاے عہد مین توقف کرنا میری ذات سے دشوار ہو۔

گلاب ۔ (ٹھٹک کر) بھلا راجکنیان اور کلیان مین نفاق کیونکر ہو سکتا ہو اتنی قدرت مجھ مین کہان۔

بجے ۔ یہ کچھ مشکل نہین۔ مین خود سکھلا دونگا۔ جو کہون اُسے پورا کرو۔

گلاب ۔ اچھا کیا کرنا ہوگا۔

بجے ۔ اول راج کنیان کی کوئی نشانی لادو۔

گلاب ۔ ہان اُنکے نام کی ایک انگوٹھی میرے پاس ہو۔ ایک دن راجکنیان کے بستر پر پڑی تھی۔ مین نے اُٹھا لی۔ دینا بھول گئی۔ تم لیکر کیا کروگے۔

بجے نے انگوٹھی گلاب سے ہتھیا لی اور اسکی مدد سے جو گلاب کو کرنا ہوگا سکھا دیا۔

گلاب سنکر چونک پڑی۔ وہ غریب بیچاری راجکنیان کی حالت پر ترس کھاکر رونے لگی۔ اور بجے کے پانون چھوکر بولی۔ مین یہ نہین کر سکتی۔ راجکنیان مجھ سے محبت کرتی ہین۔ اُنھین میرا اعتبار ہے۔ پھر مین کیونکر ایسا کام کرون۔ اسکے سواے اور جو کچھ کہو آنکھون سے کرونگی۔

بجے ۔ مجھے تو تم پر بڑا بھروسا تھا یہ نہین جانتا تھا کہ تم میری بات رد کر دوگی۔ اگر تم ایفاے عہد مین قاصر تھین تو ناحق اقرار کر بیٹھین۔ جاؤ بس دیکھ لیا۔ تمھاری محبت منہ دیکھی ہے چکنی چپڑی باتون سے میرا دل دام محبت مین پھانسنا چاہتی ہو۔ کاش تمھین میری محبت ہوتی تو ہرگز ایسی بات زبان پر نہ لاتین۔ خیر مین تو جاتا ہون دنیا مین کوئی سچا حسین دیکھنے مین نہ آیا۔ ہان سچ ہے۔ معشوق بیوفا ہی ہوتے ہین۔

گلاب رونے لگی اور کچھ جواب دیسکی گو بجے کی محبت بالغرض اُسپر ثابت ہوگئی مگر ظاہری طرز اور دل لبھانے والی باتون پر اپنا دل دے چکی تھی۔ عشق کا بڑھا ہوا جن سر پر چڑھ چکا تھا جسکا اُترنا

دشوار۔ عقل سے کام لیا جاتا تو دنیا مین ایسی خراب باتین کبھی نہوتین۔

گلاب جوشش الفت کو دل سے نکال نہ سکی۔ بجے نے بیدردی سے اُسے اپنا نشانہ بنانا چاہا تھا۔ وہ بجے کے تیر فرقت کی بسمل ہو چکی تھی تاہم راجکنیان کو اذیت اور تکلیف دینے پر اُسکا دل گواہی نہ دیتا تھا۔ ہرچند جانتی تھی کہ راجکنیان کی تکلیف اور رنج دہی کے سوا اور کوئی ذریعہ شادی کرنے کا نہین ہے۔ اُسکے اوسان جاتے رہے کبھی سوچتی کہ راجکنیان پر اپنی کرتوت سے دھبا لگاؤن تو کیا اُسکی غمگینی دیکھکر مجھے خوشی ہوگی۔؟ ہرگز نہین۔ اُسکا قلق دیکھکر میرے دل کو بھی چین نہین مل سکتا۔ کیا کرون کیا نہ کرون۔ اگر نہین کرتی تو بجے سے بھی تمام زندگی کیلیے دست بردار ہونا ہے۔ اس لیے تھوڑے دنون راجکنیان کو غمگین بنانا ہی بہتر ہے ادھر میری شادی بھی اس رنگیلے جوان سے ہو جاویگی۔ جب ہم اپنی مراد پر پہونچ جائینگے۔ اسکے بعد راجکنیان اور کنور جی سے کل صاف صاف کہدیا جائیگا۔ پھر وہ بھی کچھ دنون مصیبت جھیلکر ہنسی خوشی بسر کرینگے اور وہ دونون میری اس انوکھی محبت کا برتاو دیکھکر میری خطا بھی معاف کردینگے۔ شادی ہو جانے سے بجے بھی ناچار ہو جائیگا۔ اور مجھے علاحدہ نہین کر سکیگا۔ اور بجے کو یہ معلوم بھی نہوگا۔ کنور اور راجکنیان بھی بجے سے کسی بات کی شکایت نہ کرینگے۔

گلاب اسی غوض دفکر مین باتین کرتی رہی اور بجے کے کام پر مستعد ہوگئی ادھر بجے اپنی بات کا جواب نہ پاکر چلنے پر مستعد ہوئے۔ گلاب نے اشارے سے ٹھیرنے کو کہا۔ اور بولی اب سمجھی۔ آپ اس کام کی وجہ سے اپنی محبت بھری باتون مین پھانسکر میری آزمائش چاہتے تھے۔ خیر مین تمھین دل چکی۔ ہر طرح سے راضی ہون جو ناچ نچاؤ ناچونگی۔

بجے۔ چاند اور سورج کو درمیان دیتا ہون کہ میری اور تمھارے پریم کے شاہد رہین۔ اگر اس کام نے اپنا اثر دکھایا تو میری پیاری گلاب میری ہی ہو جائیگی۔

گلاب۔ (خوشی سے) اچھا۔ تمھارے لیے اپنے اوپر اس اندارسان اور

مضطرب کرنے والے کام کے گناہ کی گٹھری سر پر لادونگی۔ مگر خیال رہے کہ مجھے چھوڑ نہ دینا۔

اب تو بجے بھولا جامے مین نہ سمایا اور گلاب کی اُداسی بھری طبیعت کو ایسے محبت آمیز الفاظ سے خوش کر دیا بیچاری گلاب اُسکی فسونسازی نہ سمجھ سکی بجے گلاب کو بشاش دیکھکر بولا۔ اچھا مین تو اب جاتا ہون۔ مہاراج نے کنور جی کے بلانے کیواسطے مجھے بھیجا تھا۔ تمھاری باتون مین یاد نہ رہی۔

گلاب۔ تو مین بھی جاتی ہون۔

بجے۔ چلو مین بھی چلتا ہون۔ دیکھون وہ کس رنگ مین ہین۔

بجے بھی گلاب کے ساتھ ہو لیا۔

کنور اور راجکنیان کی راز کی باتین سنکر بجے کے جسم مین حسد کی آگ بھڑک اٹھی۔ اور ڈاہ کا جوش موجین مارنے لگا۔ گلاب کے پاس آکر کہا۔ جو مین سکھا چکا ہون اُسپر عمل کرو۔ مین کسی کو کلیان کے بلانے کو بھیجتا ہون کہ مہاراج نے تمھین طلب کیا ہے۔ تم اُسی درخت کے پاس جاؤ جب دیکھنا کنور جی تمھارے قریب ہوکر نکلے۔ تو جو سکھا چکی ہو زور سے کہنا تاکہ وہ سن لین۔

ہمارے ناظرین تو جانتے ہی ہین کہ گلاب نے درخت کی آڑ سے کیا کہا تھا اسکا اعادہ کرنا فضول ہے۔ گذشتہ باب مین بیان ہو چکا ہے۔

اتنا کہکر بجے راج دربار کو گیا۔

باب سولھوان

"افشار راز"

دلی مین جنگ کا سامان ہو رہا ہے۔ کلیان سنگھ کے سپرد فوج کی کمان ہے۔ فوج کی صف بندی اور آراستگی مین یہ جان لڑا رہے ہین۔ جب سے یہ راجکنیان کے پاس سے آئے ہین آجتک اتنی فرصت نہ ملی کہ اُسکے پاس کھڑے ہو آتے۔ آج یکایک طبیعت لہرائی راجکماری کے دیکھنے کو جی للچا اُٹھا۔ دلیپ بیٹھے ہوئے تھے۔ کار لاحقہ اُنکے سپرد کرکے راجکماری کے پاس جانے کا ارادہ کیا۔

دلیپ کا بالمرہ دستور تھا کہ ایکدفعہ کلیان سنگھ کے پاس ہو آتے تھے مگر آج یہ خود ہی دلیپ کے گھر گئے

دلیپ اسوقت ایک کام مین مشغول تھے۔ سنیاسی نے کہا تھا

تمھارے بدن کے لباس سے تمھارے
خاندان کا پتہ ملیگا۔ لیکن دہلی پہونچنے اور
ضروری کاروبار کے جھمیلہ مین دلیپ کے
دل سے یہ بات جاتی رہی۔ آج جو یاد آئی
وہی کپڑے نکالے اور اُسکی تہین دیکھنے
لگے۔ مگر کوئی بات سمجھ مین نہ آئی۔ کپڑے
سے کچھ شناخت نہ ملی۔ جسطرح انجان تھے
ویسے ہی ناواقفیت رہی۔ کسیطرح اپنے
خاندان کا حال دریافت ہوا۔ ہرچند الٹ
پلٹ کر دیکھا بھالا مگر کسی طرح دلیپ کی
اُمید رو براہ نہ ہوئی۔ جھنجھلاہٹ ہوئی اور
کپڑے دور پھینک دیئے۔ پھینکنے کے
ساتھ ہی دو تین کاغذ کے چھوٹے چھوٹے
پُرزے زمین پر گر پڑے۔ دلیپ کا دل
خوش ہو گیا۔ جانا کہ اب پتہ لگ جائیگا
کاغذ کے پرزون کو اُٹھا لیا اور ایک چٹ پر
یہ لکھا تھا:۔ "مہاراج تیج سنگھ جی!
آپ کی اُس بات سے مہاراج جے چندر
ناراض ہین اور آپ کے قتل کے درپے
ہین۔ آپ خبردار رہیے۔
آپ کا شبھ چنتک
سری۔

دلیپ جو دیکھنا چاہتے تھے اُسکا
نشان گمان بھی نہ پایا۔ دوسرا پرچہ
اُٹھایا جسمین لکھا تھا۔ مہاشے پرمل تاب

تیج سنگھ۔ جے چندر کا غصہ ابھی نہین گیا
وہ آپ کے نحس نحس کرنے پر اُتارو ہین
آپ اگر جے چندر کے غصہ کے وقت
...... خواہش ...... تو آپ اپنی
نوخیز لڑکی شیل بالا کو میرے سپرد کر کے
آپ کہین روپوش ہو جاوین۔
دستخط سری...
آپ کا شبھ چنتک۔

شیل بالا کا نام پڑھ کر دلیپ اور
بھی چوکنے ہو گئے۔ یاد آیا جس دن
سنیاسی جی شیل بالا اور اُسکے پتا کو
لائے تھے۔ اُسی دن سنیاسی کے
ہاتھ مین اسی طرح کے کاغذون کو دیکھا
تھا۔ شیل بالا کے پتا نے ان پرچون
کو دریا مین پھینک دیا تھا۔ مگر سنیاسی
جی نظر بچا کر اُن پرچون کو اُٹھا لائے تھے
اکثر دیکھنے مین آیا ہے کہ جو چیز بیکار
سمجھکر پھینک دیجاتی ہے وہی دوسرے
وقت کام کی ہو جاتی ہے۔ کچھ سوچ
سمجھکر سنیاسی نے پرچون کو احتیاط
سے رکھا۔ لیکن بالکا کے پتا نے اُنکو
نہین دیکھا۔ سنیاسی نے اُن
کاغذون کو پڑھا تھا یا نہین یہ تو
ٹھیک معلوم نہین کیونکہ مرتے وقت
سنیاسی نے اُن کاغذون کا کچھ

بھی ذکر نہین کیا - شاید سہو ہوگیا ہو - دلیپ تو اپنا حال دریافت کرنا چاہتے تھے اتفاقاً شیل بالا کا پیارا نام نظر سے گذرتے ہی جسم مین ایک تازہ روح حلول کر گئی کیا میری شیل بالا سچ مچ راج کنیا ہی ارے وہ تو راجہ تیج سنگھ کے کلیجے کا ٹکڑا ہے - دلیپ انھین خیالات مین تھے

اتنے مین کنور کلیان سنگھ اُنکے پاس آئے - کنور جی کو دیکھکر دلیپ نے کاغذون کو سمیٹ کر اخفا کر دیا - کنور جی کی نظر اُس کپڑے پر پڑی جو زمین پر پڑا تھا

اُس ملبوس شاہانہ کو دیکھکر کنور جی کو شک ہوا - گو کنور جی کو کرن کی اُس پوشاک کی مطلق یاد نہ تھی جو ظاہرا کرن کو اسوقت کفن نہ بنکر جامۂ زندگی کا کام دے چکی تھی - جب ہیگی کرن کو لے گئی تھی کرن کا سن پانچ چھ برس کا تھا لیکن اونکا دل بول رہا تھا کہ انھون نے کہین نہ کہین اس کپڑے کو دیکھا ہی - دلیپ سے پوچھا یہ کسکا کپڑا ہے -

دلیپ - مین نے ایک بزرگ منش سے سنا ہی کہ لڑکپن مین یہی ملبوس میرے بدن پر تھا -

کلیان - تم نے شاہانہ ملبوس کہان سے پایا - یہ پوشاک پہنے تو مین نے کہین کبھی دیکھا ہی - تمھارے حالات سے میرا ماتھا ٹھنکتا ہی اور اس گھڑی رسم ملاقات سے دل کا جوش بڑھتا ہی جاتا ہی - اسمین کچھ بھید ضرور ہی - آخر یہ تو بتاؤ کہ بچپن کی شاہی پوشاک اور اس بیقدری سے زمین پر لوٹ رہی ہو -

دلیپ - ایک سنیاسی مہاراج نے فرمایا تھا کہ یہی کپڑے پردۂ راز فاش کرینگے - مین نے انھین بخوبی دیکھا مگر تہ تک نہ پہونچا -

کلیان کان لگاکر باتین سننے لگے اور اصل مطلب کی اُدھیڑبن مین ہو گئے - کلیان کو دلیپ کی طرز تقریر انداز گفتگو - حالات پارینہ سے کرن کا پورا شبہہ ہوجاتا ہی - وہ دلیپ کو دیکھکر کرن کیونکر تسلیم کر لیتے - گو اُسکے جوش خون سے تیقن کی بو آتی تھی - مگر اُسوقت اُنکے دل کا کیا حال ہو جب دلیپ کرن اور ایک تسلیم کیا ہوا قوت بازو اُسکے باپ کی آنکھون کا تارا ثابت نہوتا -

کلیان - تم تو اُسدن کہتے تھے کہ تمھارے گلے کے تعویذ مین تمھارا نام لکھا ہی - اُسکو تم نے مجھ سے کیون چھپایا

دلیپ - ضروری کاروبار کیوجہ سے فرصت نہین پائی تھی۔ کسی وقت دکھاؤنگا

دلیپ کا یہ منشا تھا کہ کلیان زیادہ دیر یہان ٹھہرین کیونکہ انکا دھیان کاغذ کے پرچون پر تھا جو اُنکے ملبوس سے برآمد ہوئے تھے دل سے یہی چاہتے تھے کہ کب کلیان یہان سے جائین اور کب مین انکو پڑھون اور شیل بالا کا حال اچھی طرح معلوم کرون اسی وجہ سے کلیان کو ٹال دیا اور تعویذ نہین دکھایا۔

کلیان کا منشا بھی اسوقت ٹھہرنے کا نہ تھا کیونکہ وہ اپنی چہیتی راجکنیان کے پاس جانے کا عزم کرکے گھر سے نکلے تھے۔

عجب اتفاق ہے کہ دونون اپنے فوری جوشش اور دلی ادھیڑبن مین پھنسے ہوئے تھے۔ کنور جی کو اسوقت گھڑی گھڑی بھار دھتی۔ اپنی حوایج ضروری سے فراغت پاکر وہان سے روانہ ہو گئے۔

ادھر کلیان چلتے ہوئے۔ دلیپ نے پھر اُن کاغذون کو پڑھنا شروع کیا تو معلوم ہوا کہ شیل بالا کے تاجے جیندر کے چچا تھے۔ طرفین کے دلون مین کدورت کی گرہین پڑگئی تھین جے جیندر نے اپنے ملک سے جلاوطن کردیا اور انھون نے بھی فقیری بھیس مین دایمی زندگی بسر کرنا اختیار کی۔ دلیپ نے اور کاغذون پر نظر دوڑائی۔ یکایک آنکھون سے آنسو جاری ہوگئے۔ ایک نوخیز دلربا صورت آنکھون کے سامنے چکر باندھنے لگی۔ گذشتہ کھیل کود کی باتین کا نقش الحجر ہوگئین شیل بالا کے دیکھنے کی ہوس دامنگیر ہوئی۔

ادھر کلیان دلیپ کی باتون پر دھیان دیتے ہوئے راجکنیان کی ڈیوڑھی پر پہونچے۔ دروازے پر گلاب کو دیکھا۔ اوسکے دیکھتے ہی کسی جانگزا خیال نے پھر پلٹا کھایا۔ بولے۔ ایک نورانی صورت مین دھبا لگانا تیرا ہی کام تھا۔ دور ہو آنکھون کے سامنے سے ہٹ جا

گلاب - آپ مجھپر کیون نفرین کرتے ہین۔ سانچ کو آنچ کیا۔ آج آپ خود اپنی آنکھون سے دیکھ لینگے۔ میرا صحیح غلط روشن ہوجائیگا۔ آج بجے کے آنے کا دن ہے۔ آپ کا آنا بجے پر ظاہر نہونے دونگی۔ وہ بیدھڑک محل مین چلا آویگا اور آپ دیکھ لینگے۔

اتنا کہکر گلاب نے ٹھنڈی سانس

بھری اور آنکھون مین آنسو بھر لائی۔ کنور جی نے نہ دیکھا۔ گلاب کی باتین کنور جی پر نشتر کا کام کر گئین۔ اونکو اُسی کا خیال آیا۔ جس روز کنور جی اپنی پیاری اوکھا دتی کے ساتھ جمنا جی کی بہار دیکھ رہے تھے۔ بجے کا آدمی بھیجنا۔ بجے کے نام سے راجکنیان کا چونک اوٹھنا کلیان کا سبب دریافت کرنا۔ راجکنیا کا جواب نہ دینا۔ اس خیال کے سانپ نے کنور جی کے رگ و ریشہ مین اپنا زہر پھیلا دیا۔ سوچے کہ گلاب کا کہنا کیا در اصل صحیح ہے کیا اسی سبب سے راجکنیان بجے کا نام سنکر میرے سامنے چونک اُٹھی تھی۔

کلیان۔ (گلاب سے) جو تو کہتی ہے اُسکا سچ جھوٹ جبھی معلوم ہو گا جب بجے کو راجکنیان کے پاس دیکھونگا۔

کلیان وہان سے راجکنیان کے پاس پہونچے۔ دیکھا کہ راجکنیان زرکار دوپٹہ سے منہ چھپائے پلنگ پر لیٹی ہوئی میٹھی نیند کو ڈھونڈھ رہی ہے کنور جی اپنی وجیہ صورت اور بہادرانہ جوانی کی چال سے زمین کا دل کچلتے ہوئے آئے۔ راجکنیان اُنھین مست خواب ناز معلوم ہوئی۔ تاہم وہ دلی اشتیاق سے اُسکے سرہانے کھڑے ہوکر آنچل سے ڈھکے ہوئے چہرے کو گھورنے لگے اسی کمرے مین اُنھین پھر خیال پیدا ہوا کہ کہین گلاب کی بات سچ تو نہین ہے۔ مگر واہ ری سچی محبت اور راجکنیان کی قدرتی عصمت کہ اُسنے اپنے اس خیال لانے پر خود نفرین کی۔ مین کس خیال مین ہون۔ اوکھا وتی پلنگڑی کے سرھانے کسی کو کھڑے پاکر چونکی۔ آنچل سے چھپے ہوئے منہ کو کھولتے ہی اندھیاری رات مین دفعتہً سورج کا پرکاش ہو گیا۔ اچانک رات مین گھنگھور گھٹا سے چھپے ہوئے چاند کی چاندنی یکایک چھٹک گئی۔ اُس وقت اوکھا وتی کی صورت کچھ اور ہی تھی۔ ادھر تو خدا داد حسن کی ہر صفت عروسی سے سجاوٹ اُدھر پھولون کی سیج پر لیٹنے اور ادھر اُدھر کروٹین بدلنے سے شکن زلفون کی چہرے سے دلبرانہ سونہٹی ڈال رہی تھی۔ مگر ساتھ ہی آگے اُسکی سُرمگین آنکھون سے نہ معلوم کس کی یاد مین سرمہ آلود آنسوؤن کا گالون پر بہکر آنا چاند کی

چھپانے والی اودی گھٹاؤن کے گرد ون کا مزہ دے رہا تھا۔ یہ کنور جی کے سچے عشق کا سحر تھا وہ سمجھے کہ گلاب کے خوش رنگ پھولون پر چرخ نیلگون کے برسائے ہوئے شبنم کے قطرے بہار دکھا رہے ہین۔ یا یاقوت کے خوشنما نگون پر سفید ہیرون کی نیلم نما کلیان جڑی ہوئی ہین۔ مگر چہرے پر آنسوؤن کو نہ پہچان سکے۔ کنور جی اسکا حسن دیکھکر از خود رفتہ ہوگئے دلمین سوچے کہ ایسی صورت کا دیکھنے والا شاید مجھ سے پہلے کوئی نہ گذرا ہو پیاری ادکھا تمھارے چہرے پر مشکین گیسوؤن کے آتش حسن کی گرمی سے پسینا نیلگون نظر آتا ہے یا جادو بھری آنکھون سے سرسر آنسو بہے ہین۔ راج کنیان کچھ نہ بولی کئی بار پوچھا مگر جواب ندارد۔ کلیان یہ تو سمجھ گئے کہ کسی کا سچا عشق اُسکی آنکھون سے موتی گرا رہا ہے۔ مگر یہ نجان سکے کہ کیون؟

• کنور جی نے محبت کے جوش مین گلے مین ہاتھ ڈال کر اُٹھایا اور نازک ہاتھ اپنے ہاتھ سے پکڑکر ایک قریبی گوشے مین لیگئے۔ اُسوقت ایک جوان راجکنیان کے دروازے پر آیا اور کلیان کو دیکھکر ہرن کی طرح شیر کے سامنے سے بھاگ گیا۔ کنور جی نے بچے کو پہچانا اور پچھلے خیالات پھر عود کر آئے سینے مین جو چنگاری سُلگ رہی تھی وہ بھڑک اُٹھی۔ آنکھون سے شعلے نکلنے لگے۔ چہرہ لاوُن لال ہوگیا۔ راجکنیان کا ہاتھ جھٹک دیا۔ راجکنیان نے تو بچے کو دیکھا نہ تھا۔ کنور جی کا یہ حال دیکھکر حیرت ہوئی۔ راجکنیان آنچل سے آنسو پونچھنے کی وجہ سے کنور جی کی صورت نہ دیکھ سکی تہی۔ دفعتہً اس بے اعتنائی اور ہاتھ کے جھٹکے جانے کی کیفیت سے تمتماتا ہوا چہرہ۔ لال لال آنکھین نظر پڑین۔ خوف سے سہم گئی۔ بدن تھرا گیا

کلیان۔ اخاہ! جسواسطے تو روتی ہے اب سمجھا۔ معلوم ہوا کہ اُسی کیواسطے میری باتون کا جواب نہ دیتی تھی۔ رو رو کر آنکھین لال کر رہی ہے۔ ہاے ہاے مین کیسا بیوقوف ہون۔ اب تک سمجھا تھا کہ میری پیاری ادکھا وتی میرے لڑائی پر جانے سے روتی ہے۔ یہ کیسے خبر تھی کہ دوسرون کے لیے آنکھین سجاتی ہے

اوکھا وتی۔ (اس کلام سے چونک کر) ہین۔ مین بیچاری تمھارے واسطے نہ روتی تھی تو کیا اور کوئی میرا ہے۔

ارے تمھاری ایسی باتین اور پھر مجھی سے
ہاے راجکنیان کے سر پر پہاڑ ٹوٹ پڑا
بجے نے اپنی کارستانی سے جو جھوٹہ کو
سچ اور سیاہ کو سفید کر دکھایا۔

کلیان - تم سچی ہو - نہین تو بجے کو اپنی
انگوٹھی کیون دیتین - مین تمھارا کون ہون
بجے کی بجی کبھی ظاہری محبت سے مجھپر
آنکھ ڈال لیتی تھین - ہاے تونے اپنے
ساتھ مجھے بھی خراب کیا - ابھی تک گلاب
کی باتین زٹل سمجھی جاتی تھین مگر افسوس
تو تو اس سے بڑھکر نکلی - تیرے تریاچرتر
کو کیا جانتا تھا - دل مین بجے کی محبت
اوپر میری الفت کا دکھاوا -

راجکنیان کلیان کی باتون سے
گھبرا گئی لیکن وہ کرتی تو کیا کرتی -

راجکنیان - ذرا عقل کے ناخن لو -
ہوش مین آؤ - بجے کو کیا جانون کبھی
تم نے کچھ بھی دیکھ لیا ہو تو کہو - کہ کلنگ
ہی لگاتے ہو -

کنور جی - (ٹوک کر) بس بس
چپ رہ - اڑتی چڑیا پہچانتا ہون - جو کیا
اچھا کیا - زبان لڑانے کی ضرورت
نہین - تم بہت سچی ہو اگر اپنی آنکھ سے
نہ دیکھتا تب سب سنتا - اپنی ابھی بجی
کو اپنی آنکھ سے دیکھ چکا ہون - لے بس

خدا حافظ - تجھین بجے مبارک - مین
تو جا کر اپنی جان دیے دیتا ہون - مین
تجھسے ملنے آیا تھا تو مجھے ہمیشہ کے لیے
دنیا سے رخصت کرتی ہے - کچھ مضایقہ
نہین - مگر یاد رکھ کہ اس بیوفائی کا
کا پھل ضرور ملیگا - اب بھی بہتر ہے
کہ ایسی باتون سے توبہ کر -

کنور جی زیادہ ٹھہرنے کی تاب نہ لاکر
جوش غضب مین وہان سے چلدیے -

راجکنیان اسی عالم تحیر مین خاموش
کھڑی رہی - آنکھون سے زار و قطار
آنسو اُسکے گلابی رخسارون پر بہتے تھے
اندھیرا آنکھون مین چھا گیا - ہاتھ پانون
سے طاقت نے الوداع کا پیغام دیا
اُسنے ایک چیخ ماری اور غش کھا کر
ایک پتھر پر گر پڑی - گلاب دروازے
سے سب کرشمہ دیکھ رہی تھی - راجکنیان
کے گرتے ہی گلاب اونکے پاس آئی
اور دیکھا کہ وہ بیہوش پڑی ہے - حس و حرکت
تک نہین - گلاب نے خیال کیا کہ اس
عذاب کی باعث مین کمبخت ہون - ابھی
چلکر کنور جی سے سب حال کھولکر کہدون
مگر نہین اسوقت موقع نہین - راجکنیان
کی تنہائی کا خیال ہے - اگر مین کنور جی
کے پاس گئی - تو اس مصیبت کی ماری

کا بیان ساتھ دینے والا کون ہے۔ پہلے
راج کنیان کو ہوش مین لانا چاہیے اور
اسکے اپنی سرگذشت کا کچا چٹھا سنا کر
کلیان اور راج کنیان کے دلون سے نقیض
کا پردہ اٹھا دینا چاہیے۔

یہ سوچکر گلاب کا کنٹر اٹھالیا
اور راجکنیان کی گردن۔ پیشانی پر چھڑکنا
شروع کیا۔ اگرچہ دل بیقرار تھا ساتھ
ہی اسکے پنکھا جھلنے لگی۔ راجکنیان نے
ہولے سے ایک دفعہ آنکھ کھولی۔ دفعتہً
پھر بیہوش ہوگئی۔ گلاب دل مین ڈری
اگر انکے حال کا اخفا کیا جاے تو نجانے
کس آفت مین پھنس جاؤن۔ فوراً ہی
ایک خادمہ کو راج محل مین راجکنیان
کی مان کے پاس بھیجا اور خود انکو گود
مین اٹھا کر پلنگڑی پر لیجانے کا ارادہ
کیا۔ ہین۔ یہ کیا؟ یہ خون کے قطرے
کہان سے ٹپک رہے ہین۔ ہاے سر
مین پتھر کی بڑی گہری چوٹ لگی ہے۔ اے لو
بال بھی خون سے تر بتر ہین۔ آخر آہستہ
آہستہ خون دھویا اور پلنگ پر لٹا دیا۔
خادمہ ادکھادتی کی مان کے پاس پہونچی
رانی کی عمر ۳۲ سال کی ہوگی۔ انکے
سامنے ایک آئینہ لگا ہوا تھا جسمین
ایک حور وش شیرین ادا بیٹھی ہوئی اپنے
نگاہ بازی کر رہی تھی۔ وہی خوشنما پیچ
دار آب جوٹی مین تھا وہی کاجل کی سیاہ تابی
آنکھون کے ڈورون مین۔ وہی پان کا
ہلکا ہلکا گلابی رنگ ہونٹھون پر تھا
وہی آویزے ادھر ادھر لہرا کر گورے
گورے رخسارون کو چھو رہے تھے۔

آس پاس سہیلیان داسیان
خوش گپیان کر رہی ہین۔ کوئی جنگ
کا ذکر کرتی ہے۔ کوئی راجکنیان اور کلیان
کے عالم فریب حسن کی ثنا مین مصروف
ہے۔ اتنے مین خادمہ نے آکر عرض کیا

خادمہ۔ راجکماری جی بیہوش
ہوگئی ہین۔ آپ جاکر دیکھیے تو۔ کیا ہوا

ادکھادتی اپنی مان کی اکلوتی بیٹی
تھی۔ ماتا کے جوش سے اپنی پیاری
بیٹی کے ذرا پھانس لگنے پر بھی انپر رنج
وغم کا پہاڑ ٹوٹ پڑتا تھا۔

جب سنا کہ راجکنیان بیہوش
ہوگئی۔ دل سے صبر و سکون جاتا رہا
فوراً سوار ہو راجکنیان کے شبستان
عشرت منزل پر پہونچین۔ دیکھا کہ راجکنیان
کے چہرے پر مردنی چھائی ہے۔ گلاب
ہوش مین لانے کی فکر کرتی ہے۔

رانی نے گلاب سے راج کنیان
کی بیہوشی کا سبب پوچھا۔ گلاب نے

خوف سے کچھ جواب نہ دیا۔ ہونٹھ خشک ہوگئے۔ بات منہ سے نہ نکلی۔ البتہ آنسوؤن نے رانی کے سوال کا جواب دیا۔

سہیلیان اور داسیان اپنی اپنی سمجھ کے موافق رانی کے سامنے اپنی خصوصیت جتانے کی غرض سے بولین۔ کوئی آنکھون مین آنسو بھر کر باتین کرتی۔ کوئی اپنی غمگین حالت بنائے رانی سے مخاطب ہے۔ کوئی گلاب سے "دانت کرحال پوچھتی ہے۔ کوئی دوا کی فکر مین مشغول ہے۔ سب اپنے اپنے خیال مین محو کام مین مصروف ہین۔ انھین دلگداز خیال مین ایک چرب زبان اور چالاک خادمہ بولی۔ شاید راجکنیان نے کنور جی کے لڑائی پر جانے کا حال سنا ہے۔ اُسی کا صدمہ انکا نازک دل نہ سہہ سکا اور اسی وجہ سے انکی یہ حالت ہے۔ جبتک کنور جی آنکھون کے سامنے رہے۔ جی بہلتا رہا۔ اُنکے جانے پر لڑائی کا دلخراش سین آنکھون مین کھنچ گیا۔ بس اس جانکاہ خیال کی ادھیڑبن مین گر پڑین اور بیہوش ہوگئین۔ سب ہم آواز ہوکر بول اٹھین۔ بس بس یہی بات ہے۔ رانی کے دل مین بھی یہ بات گڑ گئی کہ ہونہو یہی ماجرا ہے۔ فرمایا۔ چلو چپ رہو۔ دوا کی فکر کرنا چاہیے اور ویدجی کی طلبی کے لیے حکم دیا۔

ویدجی ایک کمرے مین جہان بیمار راجکماری ایک چاندی کی پلنگڑی پر لیٹی ہوئی ہے آئے۔ یہ کمرہ نہایت ہی شان وشوکت سے آراستہ تھا۔ سنگمرمر کی زمین پر نرم اور گدگدے قالین کا فرش بچھا ہوا تھا۔ فرش کے برابر سونے کی چوکی پر خوبصورتی کے ساتھ گلاب پاش اور چاندی سونے اور اسی قسم کے بہت سے ظروف قرینے سے چُنے ہوئے تھے۔ کمرہ نہایت خوشبوؤن سے معطر کر دیا گیا تھا۔ دروازے پر ریشمی اطلس کے نیلے پردے لٹک رہے تھے۔ کمرے مین بالکل موت کا ایسا سکوت تھا۔ ایک خادمہ چپ چاپ کھڑی پنکھا جھل رہی تھی۔ پنکھا خوشبودار عرق چھڑک چھڑک کر معطر کیا گیا تھا مریض کا سر ماں نے گود مین فرط الفت سے رکھ لیا تھا۔ کچھ سہیلیان زخم کی دیکھ بھال کر رہی تھین۔ ویدجی گھڑی گھڑی نبض دیکھ رہے تھے اور راجکنیان بیہوش پڑی تھی۔ بخار بڑی شدت سے چڑھتا جاتا تھا۔ سب تشویش مین بے حس وحرکت تھی ویدجی بار بار نبض دیکھتے تھے نبض

سست ہوجاتی تھی۔ پھر ذرا تیز ہوئی۔ اور پھر سست ہوگئی۔ بدحواسی سے دیدی جی نے راج کنیان کے سر کے زخم پر پٹی باندھی اور دوا کر دید دن کے لانے کی غرض سے رخصت ہوگئے۔ رانی اپنی پیاری راجکماری کو دیکھکر رونے لگین وہ کہتی تھین۔ میری اکلوتی لڑکی کی اب کیسے زندگی ہوگی۔ رانی نے خواب و خور آب دانہ ترک کردیا۔ بھوک پیاس مطلق نہ تھی۔ اس دلسوز خیال مین راجکنیان کی صورت دیکھا کرتی تھین۔

باب سترھوان

"شناسائی"

گھر پر آتے ہی کنور کلیان سنگھ ایک نا قابل برداشت خیال مین غلطان پیچان پلنگ پر لیٹ رہے اس سانحہ سے کنور جی کی آنکھ تک نہین جھپکی۔ رات بھر فرش خار پر نیند ڈھونڈھنے کے لیے کروٹین بدلتے رہے۔ گو سوئی پر بھی نیند آتی ہی مگر کلیجے کی چوٹ سے ہر رونگٹا نیش عقرب تھا۔ وہ پریوش وہ نازنین وہ پیاری پیاری صورت جو کنور جی کی نگاہون مین بسی تھی اب اکمو بدکردار بیجے کے پہلو مین نظر آتی ہی۔ دل آتش غیرت سے جل اُٹھا وہی راجکنیان جسکو کنور جی اپنے پہلو مین جگہ دے چکے تھے۔ ہاے وہ اب بیجے کی آنکھون مین پھرتی دکھائی دیتی ہی اُنکا دل کہہ رہا تھا مین اپنی پیاری کو دوسرے کی آغوش محبت مین اِن آنکھون سے نہین دیکھ سکتا۔ بہتر ہے کہ اس خونخوار لڑائی مین اپنی جان دے دون۔ مگر لڑائی مین تو ابھی بہت عرصہ ہی۔ کیونکر اتنے دن کٹین گے۔ خودکشی چھتریون کا دھرم نہین۔ پتا جی میری لاش پر نفرین کرینگے۔ بہتر ہے کہ جنگ مین کٹ مرون۔ اس خیال سے گونہ قلب کو تسکین ہوئی۔ رفتہ رفتہ اپنے شہر کی یاد آئی۔ اپنا مولد۔ اپنا وطن۔ والدین کی محبت۔ ایک عمر کیواسطے شہر سے جدائی۔ ان سب کا خیال دل مین نشتر چبھوتا تھا۔ آخری سفر اُنکے نزدیک موت کا سفر تھا۔ اُنکی زبان سے یہ الفاظ نکل رہے تھے میری مان کملا دیوی کی دائمی زندگی کس رنج مین بسر ہوگی۔ وہ تو میرے واسطے آنکھین بچھاتی تھین اور مین اُنسے بے کہے سُنے کچھ تسلی دیے

ہمیشہ کے لیے جدا ہوتا ہون - گو بچپن سے کنور جی اپنی والدہ کو نہ جانتے تھے بلکہ صورت کا بھی خیال نہ تھا تاہم وہ اپنی جیتی سوتیلی ماں کملا دیوی کی باتون سے ایسے مانوس ہو گئے تھے کہ انھون نے اپنی پیاری ماں کو بالکل فراموش کر دیا تھا - خیال کرتے تھے کہ اب مین کسے ماں کہکر پکارونگا - مرتے وقت اُنکے چرنون کے درشن بھی نصیب نہونگے میرے پیارے پتا سمر سنگہ جی بھی مجھ جان سے زیادہ عزیز رکھتے ہین - ہاے وہ بھی کرن کا صدمہ اُٹھانے کے بعد اپنے کلیجے کے ٹکڑے سے عمر بھر کے واسطے چھوٹتے ہین - اُنکی آخری زندگی کا زمانہ نہ معلوم کس مصیبت مین بسر ہو کر جیتے جی موت کا نمونہ بنیگا - اِن باتون سے کنور جی ایسے رنج و غم مین ڈوبے کہ بے ساختہ آنسو نکل پڑے - ہاے کسی کو ایسا دھیان ہی نہ تھا کہ مین ایسی بے موت مرونگا - جب راجکنیان سے اول اول عشق کا دھاگہ باندھا تھا تو کون کہ سکتا تھا کہ اس عالم حسرت مین اپنی زندگی پر موت کو ترجیح دے کر جان تصدق کر دے گا کنور جی کو یہ سب باتین جنگ کے میدان مین جانکنی کے وقت مثل خواب نظر آئینگی

پر تو کبھی کوئی نہین کہ سکتا تھا کہ کنور جی راجکنیان سے دفعتہً اسطرح کشیدہ خاطر ہو کر اُسکی صورت سے تنفر کرینگے اور اس دلفگار خیال کے جوش مین یہ تن خاکی جنگ کے میدان مین چھوڑ دینے کا ارادہ کرینگے امید تو یہ ہے کہ کنور جی جنگ مین جانبازی دکھا کر مسلمانون کو نو کدم بھگا دینگے - اور فتح کا نشان اُڑاتے ہوے دلی پہونچینگے - اس فتح کی خوشی مین مہاراج اپنی پیاری راجکنیان کا عقد کنور جی کے ساتھ باندھین گے - ہاے وہ سب اُمیدین جاتی رہین - کلیان کی امیدون پر اوس پڑ گئی - چتور کی قسمت کا ستارہ ماند ہو گیا - اب چتور کے تخت و نگین کا مالک بعد سمر سنگہ کے کون ہو گا - ایک چھوٹا بھائی تھا وہ اس صورت سے دریا مین ڈوب مرا - اب انکے مرنے کے بعد چتور کی کیا حالت ہو گی کنور جی انھین اندیشون کے پیچ و تاب مین تھے - سمر سنگہ تو پیرانہ سالی سے کاروبار سلطنت نہین دیکھ سکتے اور صدمہ اُٹھاتے اُٹھاتے انکا نسیان از حد بڑھ گیا تھا - حافظہ کی قوت بالکل نہین

اگر کرن موت کے پنجے مین نہ پھنس جاتا تو مشکل نہ تھی۔ مجھے بھی اپنے شہر اور رعایا کی طرف سے فارغ البالی رہتی والد کو بھی چندان میری ناگہانی موت کا صدمہ نہ اُٹھانا پڑتا۔ کرن کے بعد کرن ہی چیتور کی سلطنت کے تاج کا نگین تصور کیا جاتا۔ کرن کے تصور سے اُنکا دھیان دلیپ پر جا پہونچا اُس تعویذ کی جو گلے مین تھا اور جسکا ذکر اکثر دلیپ کی زبان سے سنا تھا یاد آئی۔ اتنے مین دلیپ کلیان کے مکان پر آیا۔ کلیان کا قاعدہ تھا کہ دلیپ کی صورت دیکھتے ہی قدرتی جوش سے بیتاب ہو جاتے تھے اور نہایت ہی اخلاق سے پیش آتے تھے۔ آج انھین کسی اُدھیڑ بن مین دیکھکر دلیپ کو سخت تعجب ہوا۔ چپکے سے ایک گوشے مین کھڑے ہوکر کلیان کے جنون آمیز کلمات جن سے توحش ہوتا تھا سنا کیا۔ اتفاقاً کلیان کی نظر دلیپ پر پڑی اور اُسے اشارے سے اپنے پاس بٹھایا اور یون گویا ہوئے۔

کلیان ۔ بھائی کس مطلب سے آتے ہو۔ تمھارے ہی پاس آتا تھا اوس تعویذ کے دیکھنے کی ہوس ہے۔

دلیپ ۔ مین بھی صرف اُسی تعویذ کے دکھانے کی غرض سے آپ کے پاس آیا ہون۔ اور کوئی دوسری وجہ میرے آنے کی اسوقت نہین ہے

اتنا کہکر دلیپ نے اپنے گلے سے تعویذ نکال کر کلیان کے ہاتھ مین دیا اُس نوشتۂ تقدیر کو دیکھکر کلیان کو بڑی حیرت ہوئی۔ کیونکہ کلیان بخوبی اُس راز سے واقف تھے۔ انکا چھوٹا بھائی کرن اپنے گلے مین ایک تعویذ بغرض حفاظت جان ڈالدیا تھا پہنے تھا اور یہی خاص وجہ کلیان کے مشتاق ہونے کی تھی کلیان نے اپنا تعجب دلیپ پر ثابت نہونے دیا اور آہستہ سے پوچھا۔ یہ تعویذ سنیاسی نے کہان پایا۔

دلیپ ۔ میرے گلے مین۔

کلیان ۔ اچھا سنیاسی نے کب اور کس شہر مین پایا تھا۔ تم جانتے ہو۔

دلیپ ۔ وہ کہتے تھے۔ چیتور مین۔

کلیان ۔ چیتور مین!

دلیپ ۔ جی ہان۔

کلیان ۔ سنیاسی سے جو جو باتین تم نے سُنی ہین۔ سب کہو۔ سننے کا اشتیاق ہے۔

دلیپ ۔ سنیاسی ایک دن شب کیوقت طوفان کی حالت مین دریا کنارے جو چتور مین بہتا تھا ٹہل رہے تھے۔ انھون نے مجھے مردے کیطرح دیکھا۔ نبض پر ہاتھ رکھا سانس کچھ کچھ باقی تھی۔ مجھے اُٹھا لیا اور کچھ دوا کی دے کر آسن پر اُٹھا لائے اور میری پرورش کرنے لگے۔ گلے مین تعویذ موجود تھا۔ سنیاسی جی حالت نزع مین صرف اتنا کہہ سکے تھے کہ اس تعویذ مین تمھارا نام کندہ ہے۔ تم چتور...... کہتے کہتے آنکی زبان بند ہو گئی اور کچھ نہ کہہ سکے صرف اتنا ہی کہکر اس دنیا سے رحلت کر گئے۔ یہان آنے پر مین نے یہ تعویذ دیکھا جسمین ایسا نام لکھا ہے۔ اس نام سے تو آج تک واقف بھی نہین مگر ن کسکا نام اور کون ہے۔ اس نام سے تو اپنی شناخت اور نہ اپنے خاندان کا حال دریافت کر سکتا ہون۔ کاش میرے والد ہی کا نام اس تعویذ مین درج ہوتا تاہم کوئی ذریعہ اپنی گمنامی کا حاصل ہو سکتا مگر کیا کیا جائے۔ تعویذ سے تو کچھ پتہ نہین چلتا۔ دل کو وحشت ہوئی۔ آپ کے پاس آیا ہون۔ اب آپ ہی میری گمنامی اور نیز خاندان کے حال کی تفتیش سے درگذر فرمایئے۔ ہر چند آپ کو بھی بڑی ہوس تھی۔ مگر مجبوری ہے۔ اب کچھ نہین ہو سکتا۔

کلیان کا رنج اور جنون خیز حالت کا نعم البدل اس اتفاقیہ خوشی سے ہو گیا۔ چہرہ جو ابھی تر مردہ تھا ایک فوری جوش سے شگفتہ ہو گیا۔ رگ رگ مین خون دوڑ گیا کہ دلیپ سنگھ درحقیقت کرن سنگھ ہین۔ دل مین جو مایوسی گھر کیے تھی بجائے اوسکے ہرا بھرا درخت اُمید کے اثمار دن سے بار آور ہوا۔

کلیان ۔ تمھارا حال معلوم ہو گیا۔ اب تمھین اپنی شناخت مین دقت نہ اُٹھانا پڑے گی۔ تمھارا سب کچا حال سُنائے دیتا ہون۔ تم میرے قوت بازو ہو۔ آج تک مجھے شک ہی تھا آج میرا شک دفعۃً ہو گیا۔ اتنے دن کی مصیبت آج خوشی سے مبدل ہو گئی۔ ہمیشہ پرمیشر سے پرارتھنا رہتی تھی کہ میرا کرن مجھی ملجائے۔ جب سے تمھین دیکھا یہی جانتا تھا کہ تمھین میرے چھوٹے بھائی کہین کرن سنگھ ہو جاؤ تو پھر کیا پوچھنا ہے۔ ایشر نے وہ دن دکھایا تم ہی میرے چھوٹے بھائی تم ہی میرے پیارے کرن نکلے۔ اے میرے برادر جان

بجان برابر۔ آؤ تمھین اپنے گلے لگا لون

القصہ کنور جی اُنھین اپنے گلے لگا کر سارا حال جو کچھ گذرا تھا۔ کرن سے کہدیا۔ دونون بچھڑے ہوئے بھائی بغلگیر ہوئے۔

کلیان ۔ آج تمھین پاکر بہت بڑی خوشی ہوئی۔ اب مجھے کسی بات کا غم نہین مین سوچتا تھا کہ بعد میرے چتوڑ کی کیا حالت ہوگی۔ والد کی زندگی میری ناگہانی موت سے کیونکر ہوگی۔ خیر مجھے بھی اطمینان ہوگیا۔ کہ تم کاروبار سلطنت بخوبی انجام دے لوگے اور مین آسانی سے جان سکونگا۔ دلیپ کو کلیان کی باتون سے سخت حیرت ہوئی جسقدر انھین اپنا پتہ پانے سے خوشی ہوئی تھی اُسی قدر اُنھین ان باتون سے کوفت ہوا۔

کلیان ۔ میری باتون سے تمھین حیرت ہوتی ہے۔ تعجب نہ سمجھو۔ جو کہون اُسے کان لگا کر سنو۔

دلیپ اور بھی متفکر ہوگیا اور کلیان کی صورت پر تنگی بندھ گئی۔ کچھ جواب دلیپ سکا

کلیان ۔ پتاجی نے مجھے ولیعہد کیا ہے۔ شاید تم بھی جانتے ہو۔ آج مین تمھین اپنا جانشین مقرر کرتا ہون۔ آج سے چتوڑ کے تاج و تخت کے تم ہی وارث ہو۔ تمکو راج مبارک ہو۔

کلیان کی باتون کا عندیہ دلیپ کے ذہن مین نہ آیا اور نہ وہ ان پیچیدہ مضمون کو حل کر سکا۔ جانا کہ شاید کلیان میرے ساتھ ہنسی کرتے ہین۔ یا امتحان لیتے ہین۔ کلیان کے چہرے پر نظر دوڑائی۔ کچھ افسردگی سی پائی گئی۔ صورت پر حزن و ملال کی گھٹائین چھا رہی تھین۔

اب دلیپ کے ذہن مین یہ بات گڑ گئی ہو نہو یہ کسی سخت مصیبت مین گرفتار ہین اسی وجہ سے یہ اپنی موت کے طالب ہین۔

دلیپ ۔ نہین نہین۔ ایسا نہین ہو سکتا۔ یہ خواب کی سی . . . . .

کلیان ۔ (بات کاٹ کر) بھائی یہ خواب نہین ہے۔ سچ کہتا ہون میری موت کے ایام قریب ہین۔ اب کی جنگ مین جان دونگا۔ تم چتوڑ جاؤ۔ لڑائی مین تمھارا ٹھہرنا مناسب نہین۔ اگر ہم دونون بھائی اس خونخوار لڑائی مین لڑائی مین جان دیدینگے۔ تو پتاجی کی کیا حالت ہوگی اور چتوڑ کی کیا کیفیت ہوگی۔

دلیپ ۔ (اپنے دل مین) معلوم ہوتا ہے کہ انھین اب کی جنگ مین شکست پانے کی اُمید ہے۔ اسی سے ایسی باتین کرتے ہین

آخر کلیان سے مخاطب ہوئے۔ اگر آپ ایسا سمجھتے ہین تو خود ہی کیون نہ چتور سے چلے جائیے۔ مین موجود ہون آپ کے بجائے میدان جنگ مین جانبازی دکھاؤنگا۔ آج خلاف شان ایسے کلمات آپ کی زبان سے نکلتے ہین جنکے ہر ہر حرف سے مایوسی ٹپکتی ہے۔ آپ ایسے بہادر ہوکر خیالات فاسد کو دل مین راہ کیون دیتے ہین

کلیان ۔ نہین نہین موت کا خوف نہین ہے بلکہ موت کا طالب ہون ۔

دلیپ ۔ ہین ۔ کنور کلیان سنگہ کیا موت کے خواستگار ہین؟ جنکی شمشیر عدو سوز ہزارون دشمنون کا خون گرانا ادنی کام سمجھتی ہو۔ جنکی بہادری اور جرات سے رستم واسفندیار قبر مین تھر تھر کانپ رہے ہون جو لڑائی کو ایک کھیل سمجھتے ہون ۔ وہی بہادر اپنی زندگی سے بیزار ہوکر موت کو ترجیح دین۔ کنور جی! ایسی باتون سے میرا کلیجہ پھٹا جاتا ہے۔ پرمیشر کے لیے ایسے کلمات زبان پر نہ لائیے۔

کلیان ۔ بھائی! اگر میری محبت ہے تو درد کلام نہ کرو۔ اس زندگی سے موت ہی بہتر ہے ۔ کرن سنگہ! آج مجھ سے ایک ادنی فقیر ہی جو گلی گلی گدائی کرتا پھرتا ہے اچھا ہے جو آزادی سے اپنی زندگی بسر کر سکتا ہے۔

اتنا کہکر کنور کلیان سنگہ رک گئے آنکھون سے دو تین قطرے آنسوؤن کے گر پڑے اور ہچکیان لیکر پھر بولے دوسرے حال سے وہی واقف ہوگا جسکو کسی امید کے بر آنے کا قریب زمانہ باقی ہو۔ اور دفعتہً کسی نا امیدی کے خیال سے شیشۂ امید گر کر چکنا چور ہو جاے۔ افسوس ہے میرا بھی یہی حال ہوا"۔ آنکھون سے آنسوؤن کی دھار بہ چلی ۔

کرن کا کلیجہ پاش پاش ہوگیا جاناکہ انکا دل کسی گہری چوٹ سے ایسا زخمی ہے جس کے درد سے انکی حالت ردی ہوتی جاتی ہے شاید انکا دل ہی کہین اٹکا ہوا ہے۔

ناظرین کرن کو پہچان ہی گئے ہونگے یہ وہی گنٹی تو اسی دلیپ ہے اور ہم بھی اسکو آگے کرن نام سے لکھین گے۔

کرن ۔ آپ اتنی الفت بڑھاکر نا امید کیون ہوتے ہین۔ مہاراج پرتھی راج تو آپ کو اپنا داماد بنا ئینگے تو کیا راجکنیا آپ سے محبت نہ کریگی۔

کلیان ۔ (اداسی سے) ہان اُسی کمبخت کا تو بگاڑا ہوا سارا کھیل ہے۔ اُسی کے زلفون مین میرا دل الجھا ہوا تھا مگر اب نہین

دلیپ - کیا راج کنیان نے آپ کو دھوکا دیا کیا وہ آپ کو نہین چاہتی - یہ آپ پر ظاہر کیونکر ہوا -

یہ سنتے ہی کلیان کے چہرے پر جلال پیدا ہو گیا - چہرے پر سرخی اور آنکھین خون کبوتر ہو گئین - اسی طیش کی حالت مین جواب دیا "ہان ہان وہی کمبخت - نہین نہین ٹھہرو - مین کسکا نام لیتا ہون - ہاے یہی ایک نام تھا جو کسی وقت زبان کے لیے گنگا جل سے زیادہ پوتر تھا اور اب زہر ہلاہل کا مزہ دیتا ہی - اے عالم الغیب میرا دل چیر کر دیکھ کہ اب ذرا بھی اوکھا کا تصور باقی ہے - اُسکے دیکھنے کی کچھ بھی آرزو ہے اگرچہ اُسکی یاد سو ہان روح ہی تو وہ خوشی سے نہین بلکہ ہزارون نشتر کلیجے مین چبھتے رہتے ہین - اے میرے بھائی اب اس بات کا ذکر نہ کرو -

کرن عالم تحیر مین کلیان سے کلینیان کا حال دریافت نہ کر سکے لیکن اُن کا شک البتہ بڑھتا گیا - ہر چند کرن سنگھ نے بہت طرح سمجھایا کہ اس خیال خام سے درگذر ریے لیکن کلیان کو جان دیز کی ایسی دھن سما گئی کہ انھون نے کرن کی باتون پر کان ہی نہ دیے -

کرن - تو مین لڑائی سے پہلے ہی چتور چلا جاؤن - ارادہ تو یہ تھا کہ پہلے مین اپنے محسن بادشاہ کب چندر کی تلاش کرون تب چتور کیطرف راہی ہون -

کلیان - ہان میری راے بھی یہی ہی لڑائی کو ٹال ہی جاؤ - چندریت کی جستجو مین تو تمھاری موت کا خوف نہین اور اس بات سے پتا بھی خوشی ہونگے -

اچھا تو کیا تم آج ہی جایا چاہتے ہو - اور یہ ہماری تمھاری آخری ملاقات ہی -

کرن - (آنسو بھر کر) نہین - آج آپ یہ نہین کہہ سکتے - جب جاؤنگا تب "

اتنا کہکر کرن کی زبان سسکیون سے بند ہو گئی اور کچھ نہ کہہ سکے آنسو بہتے ہوئے وہان سے چلے گئے -

باب اٹھارہوان

"کھویا ہوا لعل"

کلیان کی زبان سے اُسی دن کمر سنگھ کو اپنے کھوئے ہوے لعل اور بچھڑے ہوئے کرن سنگھ کا حال معلوم ہوا - بہت دنون بعد آج انکے چہرے پر ایک غیر معمولی خوشی برس رہی ہی - کرن سنگھ کو دربدر بلوایا - جبتک وہ نہین آیا انکا بیقرار دل آسکا راستہ دیکھتا تھا - کلیان

کرن سنگھ کو ساتھ لیے ہوئے سمر سنگھ کے پاس آئے۔ دلیپ کو دیکھکر سمر سنگھ جی کی ٹکٹکی بندھ گئی۔ پتلیاں ٹھہری رہگئین عالم حیرت مین تصویر کی طرح منہ سے بات نہ کرسکے۔ ارے یہ دلیپ ہے کہ میرا کرن۔ ہان ہین۔ اسی کو کوئی کمبخت چرا لیگیا تھا۔ یہ وہی بجھا ہوا چراغ اور کھویا ہوا نگین تاج ہے۔ کیا اسی کی پیاری پیاری صورت دیکھکر محبت پدری نے جوش دکھایا تھا۔ یہ اسوقت خواب ہے یا عالم بیداری۔ تین برس کے کرن کو فلک تفرقہ پرداز نے لڑکپن کا سکھ اور دن کو دکھا کر اب میری قسمت کی جوانی کی بدولت جوان دکھایا۔ اتنے مدت بعد آج کرن کی زبان سے پتا پتا کی خوش کرنے والی آواز سنونگا؟۔

کرن کو دیکھکر اُنکا ڈوبا ہوا دل غوطہ مین پھنسکر دریاے تفکر سے اُبھرنے لگا۔ اور کنور کلیان سنگھ نے بکشادہ پیشانی کرن کے اتنے دنون غائب رہنے کا حال بیان کرنا شروع کیا۔ سنیاسی نے ندی کے کنارے کرن کو پایا اور اپنے گھر کے کیطرح پالا پہلے یہ سب دردناک داستان سنائی پھر دلیپ سے جو کچھ سنیاسی نے مرتے وقت کہہ گیا تھا گوش گزار کیا۔ اُسکے بعد تعویذ کا حال بتایا جسمین آب زر سے لکھا ہوا پیارا نام کرن تھا۔ اور جس نے ایک ستم رسیدہ باپ کو عمر بھر کے لیے کلیجہ توڑ جانے والی لخت جگر اور ایک دوار وطن اور مفقود الخبر بلکہ مردہ سے بدتر سمجھے ہوئے بیٹے کو باپ کا مرجھایا ہوا دل کھلا کر تازہ زندگی دینے کا بے نظیر سلوک کیا۔ اب سمر سنگھ جی کا تعجب جاتا رہا۔ اتنی مدت کا جگر خراش رنج آناً فاناً دور ہوکر بے انتہا خوشی کا باعث ہوا اُنھون نے دوڑکر کرن کو چھاتی سے لگایا اور پیار کرکے گود مین بٹھالا۔ اُنکی آنکھون مین کرن کی یاد اور اوسکی دائمی مفارقت کا رنج نونیزے پانی چڑھاتا تھا وہ دفعتہً محبت کے آنسوؤن سے کرن کا منہ دھونے لگے۔ اس موقع پر ناظرین سمجھ سکتے ہین کہ کرن سنگھ اور اُنکے باپ سمر سنگھ کے دل کی کیا کیفیت ہوگی۔ دونون کا دل قدرتی محبت کے جوش اور دلی خوشی سے پہلو مین کیا پھولا سماتا ہوگا۔ ہرگز نہین۔

سمر سنگھ جب اطمینان سے بیٹھے کلیان نے کہا کیا کرن سنگھ لڑائی پر بھیجے جائینگے ابھی وہ علم جنگ سے ناواقف ہین۔

میدان مین بھیجنا مناسب نہین چتور مین رکھنا ٹھیک ہے۔ اگر ہم دونون لڑائی مین مارے گئے تو آپ کو بھی بڑا قلق ہوگا اور چتور کا راج سونا ہو جائیگا۔ کرن کے چتور بھیجنے پر آپ کو وہ خوف بھی نہ رہیگا۔

یہ بات سمر سنگہ کے دل مین جم گئی سوچے سخت ناامیدی اور مایوسی کے بعد کرن ہاتھ آیا ہے۔ اگر جنگ مین میری جانبری نہو گی تو کرن تخت سلطنت پر بیٹھکر چتور کا راج تو کریگا۔ اسوجہ سے سمر سنگہ نے کلیان کے قول کی تائید کی کرن کا چتور مین بھیجنا طے ہوا۔ کرن نے چتور جانے کے قبل چندریت کی تلاش کرنے کی سمر سنگہ سے اجازت مانگی۔

ادھر کلیان سنگہ نے بھی زور دیا سمر سنگہ نے کچھ عذر نہ کیا اور کرن سنگہ کو چندریت کی جستجو مین جانے کی اجازت دیدی۔

گو کرن دلی آنے کے وقت اپنے کاروبار مین مشغول رہے مگر شیل بالا کا خیال دل سے محو نہ ہو سکا۔ یہی کہتے تھے کہ کب جنگ فتح ہو اور کب ہم شیل بالا سے اجمیر مین ملین۔ یہ امید انکو بیقرار کرتی تھی انھین دن کا اننا پیار تھا شیل بالا کی باتون مین یاد آنے سے کتنی ہی اور باتین خیال مین آگئین۔ جب شیل بالا کی گود مین آئی تھی۔ اُسکی عمر چار برس کی تھی وہ سن وہ دن۔ وہ بھولی بھولی باتین وہ اُسکی کی چال ڈھال اُسکے دل کو لبہا لیتی رکھتی تھین۔ شیل بالا کے مچلنے پر اُنکا کسی نہ کسی طرح سے بہلانا۔ کھیل کود مین باہمی نازبرداری سے چھلین کرنا۔ روٹھ جانے پر منانا یہ سب دلفریب باتین آنکھون مین پہرا کرتین۔ ایک دن ایک ہرن کے دوڑانے پر شیل بالا کیسی خوف زدہ ہو گئی تھی۔ اور کرن نے شیل بالا اکیلا چھوڑ کر ہرن کو پکڑنے کے واسطے اُسکا پیچھا کیا تھا۔ ہرن کو سزا دے کر پھرے تو دیکھا کہ وہان شیل بالا نہین ہے شیل بالا دانستہ کہین چھپ رہی تھی۔ کرن نے اُسکو سب جگہ ڈھونڈھا مگر کہین نہ پایا تب دلیپ نے زور سے شیل بالا کا نام لے کر پکارنا شروع کیا۔ آواز سے پہاڑی گونج اٹھی۔ دلیپ گھبرائے ہوئے ایک مندر مین گئے دیکھا کہ پانچ برس کی شیل بالا اُس مندر کی مورت کے سامنے ہاتھ جوڑے ہوئے بڑے پریم سے کھڑی ہے۔ کرن اُسے دیکھکر بولے یہ کون ہے؟ شیل بالا! تم یہان تھین!

مجھے اتنا کیون ڈرایا۔ ستایا۔ دق کیا۔ دیبی
کی آواز پر سشیل بالا روتی ہوئی جٹ گئی
چہرے سے خوشی برسنے لگی۔ وہ اُسی خوف
سے ڈر گئی تھی کہ کہین ہرن چوٹ نہ کر بیٹھے
دلیپ سے بولی۔ مین نے سنا تھا کہ مہادیو
سے دعا مانگنے پر کوئی مصیبت نہین ہوتی
اسی سے یہان آئی اور بنتی کر رہی تھی۔
ایسی ایسی روز روز کی نئی نئی باتین اُنکے
دل کو جوشیلا کرتی تھین۔ اُنھین وہ دن
یاد آتے تھے جب سنسان جنگل مین
پھولون کے زیور گوندھ کر سشیل بالا کو اپنے
ہاتھ سے پہناتے اور اُسکو دیکھکر کلیجہ
ٹھنڈا کرتے تھے۔ ان خیالات کی محویت
مین سشیل بالا کو نظر کے سامنے پاجاتے
تھے اور انکو یہ نہ معلوم ہوتا تھا کہ سشیل بالا
اُن سے کہین جدا ہے۔ یا اُنکے ساتھ
اُسی اُلڑھ پنے سے لڑکپن کے کھیل کھیل
رہی ہے اور وہ اسکو زیور گل سے گلدستۂ
حسن بنا رہے ہین۔ کبھی سوچتے تھے
سشیل بالا کہان ہے! کیا میری طرح
وہ بھی اکیلی ہوگی۔ اگر وہ بیاہی گئی ہو تو
ہائے نہ معلوم اُسکا دل کیا کہہ رہا ہے
کیا راج نیتی سشیل بالا نے دلیپ کو
بھلا دیا ہوگا۔؟ پھولون کی سیج پر
سونے والی۔ راج محل کی بیٹھنے والی

سشیل بالا کیا اب اُسی کٹی مین رہنے
والے دلیپ کے ساتھ بیاہ کرنا چاہے
گی۔ بچپن کی باتین یاد کرنے سے جتنی
خوشی ہوتی ہے۔ اُتنا ہی انھین سوچ کرنے
سے رنج ہوتا تھا۔ آج وہ اپنے خاندان
کا حال جان کر کچھ شانت ہوئے تھے
دل مین ایک طرح کی امید ہوئی کہ اگر
سشیل بالا کا بیاہ نہوا ہوگا تو میرے
خاندانی حال سے واقف ہوکر اُسے
بھی خوشی ہوگی۔ اگر بیاہ ہو گیا ہو تو خیر
سشیل بالا وہ سن یاد کر میرے دل پر
تیرا قبضہ ہے۔ یا تجھپر کسی دوسرے کا قبضہ
ہوگیا ہے تو کبھی اپنی گود مین مجھے نہ دیکھ
سکیگی۔ سشیل بالا۔ کنواری ہے یا بیاہی
اسکے جاننے کے لیے کرن اپنے ہی
دل کو ڈھارس دینے لگے۔ اور اُسکے
بیاہ ہی پر اپنا تمام سکھ دکھ محول کر دیا
لیکن اپنے سکھ کے لیے اپنا مقررہ کام
چھوڑ کر اجمیر مین جانا پسند نہین کیا۔
پہلے جندریت کی رہائی کیواسطے جانے
پر کمر باندھی تھی۔ بس یہی بہتر سمجھا کہ
جندریت کو چھوڑا کر چتور جانے کے
لیے اجمیر کا رخ کردو۔ ہرچہ بادا باد
پر بھتی راج اور سمر سنگھ نے کرن سنگھ
کی دستیابی پر ایک جشن عظیم کیا

جسکا آوازہ تمام راجدھانی مین ہو گیا۔

باب اُنیسوان

"آراستگی فوج"

پرتھی راج راج محل کے کوٹھے پر جنگلے کے سامنے رُخ کیے کیا سوچتے ہین؟ - چہرہ کچھ اُترا ہوا ہی - قسم قسم کے خیالات دل مین آمنڈ رہے ہین وہ اپنی کسی فکر مین دل اُچاٹنے کیطرف کوشش کرتے ہین مگر دل نہین بہلتا۔ اُداسی کی حالت مین ادھر اُدھر چھبر دکون سے تاک رہے ہین۔ اپنے وزیر دانتری کو بُلایا اُسکی حاضری پر مہاراج نے فرمایا۔ جنگ کے پہلے ہی تھانیسر مین تم لوگون کو پہونچ جانا چاہیے۔ مین بھی ایک ہی ہفتہ مین فوج لیکر آجاونگا تم لوگون کو چھاونی بنانے کے لیے وہان بھیجدو۔ وہین پہونچکر آراستگی فوج کا انتظام کیا جائیگا۔ بیمار لڑکی راجکنیان کو لیکر مہارانی سنجگت بھی ساتھ جائین گی۔

ادکھاوتی کی بیماری سے پرتھی راج اپنے ساتھ خاص محل مہارانی صاحبہ کا لیجانا پسند نہین کرتے تھے لیکن مہارانی کے پُر اصرار ہونے سے اُنکا ارادہ اپنے ساتھ لے جانے پر قایم ہو گیا۔

مہارانی کہتی تھین۔ راجکنیان تو بیمار ہے۔ اگر مہاراج اُسے چھوڑ کر جاینگے تو آپ کی مفارقت اُسکو اور بھی کھلیگی اگر آپ کے دیدار ہوتے رہینگے تو اُسکے دل کو ڈھارس رہیگی۔ پالکی کے آہستہ آہستہ چلنے سے ادکھاوتی کو کوئی تکلیف بھی نہوگی۔ مہارانی کے کہنے پر پرتھی راج خاموش ہو رہے اور راجکنیان کو بھی ہمراہ لے جانے کے لیے منتری سے فرمایا۔ اور کہا۔ تم نے جیندرپت کی رہائی کے واسطے کیا کوشش کی۔ تم نے اُنکے چھوڑانے کا حتمی وعدہ کیا تھا لیکن اب تک کچھ حال نہ معلوم ہوا۔ دل کو بڑی تشویش ہے۔ وہ ضرور قید ہو گئے۔ اُنکی رہائی کی فکر ہونی چاہیے اب کی دفعہ چارون طرف سے لڑائی کے دل بادل گھرے ہوئے ہین ہر طرف رنج ہی رنج کا سامنا ہے۔ ادکھا بیمار ہے اُسکے بچنے کی امید نہین۔ سلطنت کی قوت بازو سپہدار الکھ سنگہ کی پیٹھ چارپائی سے لگی ہے۔ جیندرپت کا پتہ نہین الشیر جانے وہ مر گئے یا زندہ ہین

اب کی جنگ مین بڑے بڑے ترددات ہین - اودھا دنی کی بیماری سے کسی کو کبھی چین نہین - ہم چھتری ٹھہرے جنگ سے منہ موڑنا دھرم کے خلاف ہے جنگ سے ڈرنا ہمارے لیے نرک ہے فوج کی تیاری کرو - فوج کا معائنہ کرونگا -

برہمی راج کے حکم کے مطابق منتری لوگ فوج لیس کرنے پر مستعد ہوئے - ادھر کرن سنگھ نے جنپدپت کی تلاش مین سب سے رخصت ہوکر دہلی سے کوچ کیا -

کلیان سنگھ اپنے بھائی کرن سنگھ کو رخصت کرکے پھر انھین خیالات پیچ مین محو ہوگئے - اب میرے مرنے مین کوئی مضایقہ نہین - چتوڑ کے راج کا بھی بندوبست ہوگیا - تاجی بھی اب اسقدر میری موت سے مضمحل نہونگے اور نہ راج مین ہرج ہوگا - جب کرن سامنے ہونگے تسلی ہوجائیگی - البتہ ایک اور فکر دل مین پیدا ہوئی - گلاب سے وعدہ ہوا تھا کہ اگر راج کنیان اور مجھے مین باہمی محبت ثابت کرادیگی تو ہم تیری مدد کرینگے اور حتی الامکان اسکا دفعیہ کرکے تیری شادی بیجے سے کرادینگے - اب کسطرح اوسکی مدد کرسکتا ہون - اُسے زبان دیچکا ہون ایفاے عہد سے پھرنا چھتری کے لیے برا ادھرم ہے - چھتری کے منہ سے نکلی ہوئی بات جھوٹ ہوجائیگی - یہ کلنک کیونکر سہا جاے - پھر کسطرح اُسکی مدد کرون - بیجے کے ساتھ گلاب کی شادی ہوجانا ہی مراد تھی بیجے اُس سے محبت نہین کرتا - وہ شادی کیون کریگا - بالفرض اگر وہ راضی بھی ہو تو اُس سے کسطرح کہون - وہ درحقیقت ایک بلاے بیدرمان ہے - اُس سے بات کرنا بھی طبیعت گوارا نہین کرتی کمبخت بیجے ہی کے سبب سے راجکنیان کا یہ حال ہوا - جو بدکردار قابل سزا ہو اُسکے پاس اپنی ضرورت لے جانا اور خوشامد کرنا خلاف دھرم ہے - کلیان بیجے مردود کی خاصیت دیکھکر ہمیشہ نفرت کرتے تھے - وہ یہی سوچتے تھے کہ بیجے سے کسطرح اور کیونکر کہون اگر اُس سے احتراز کرتا ہون تو خلاف مروت ہے -

اتنے مین گلاب روتی ہوئی اُنکے پاس آئی وہ راجکنیان اور کلیان کی دلی محبت مین نقیض پیدا کرانے والا

خودی کو تصور کرتی تھی - وہ سوچتی تھی کہ اگر راجکماری پر سب راز افشا کردیے جائین تو اس غم مین شاید کچھ کمی ہو جاے مگر وہ تو اسوقت اپنے حواس مین نہین بہتر ہے کہ کلیان ہی کے پاس چلکر سب حال کھول دون - یہ سمجھکر کلیان کے پاس آئی - اور آتے ہی کلیان کے پانون پر سر رکھدیا اور یون گویا ہوئی

گلاب - مجھ سے جو گناہ ہوا ہے اُسے معاف کر دیجیے -

کلیان - (تعجب سے) تم نے میرا کیا نقصان کیا - جو معاف کردن -

گلاب - ہاے - مین نے ایسا ہی کام کیا ہے - آپ کے منھ دکھانے کی قابل نہین رہی -

کلیان - آخر کہو تو - مین ناراض نہونگا - تم نے تو مجھپر احسان کیا امرت کے دھوکے زہر کھانا چاہتا تھا - تمھاری وجہ سے بچگیا - گو میری ظاہری حالت خراب ہی اور مین اس زہر کے امرت نہونے سے مایوس ہو کر اپنی تلخ زندگی سمجھتا ہون - تاہم تمھارا ممنون ہون - تم نے میرے ساتھ بُرا سلوک کیا - تمھاری خطا ہی کیا ہے جسکی معافی چاہتی ہو - بلکہ خود مین تم سے نادم ہون - حالانکہ پہلے تمھاری باتون پر اطمینان نہین ہوتا تھا - مگر اب تو آنکھ سے دیکھ چکا ہون -

گلاب - آپ اِن باتون سے اور کانٹون مین گھسیٹتے ہین - مجھ سا پاپی کی دنیا مین کوئی نہوگا - آپ کی دلی خوشی مین صرف اپنی غرض کے لیے رخنہ انداز ہوئی - اسی سے ہر وقت کی آتش رنج سے میرا کلیجا کباب ہوا جاتا ہے آپ کی دائمی مسرت مین اپنے خاص عیش کیواسطے حارج ہوئی - کیا آپ لوگون کی مصیبت دیکھکر میرے قلب کو تسکین ہو سکتی ہے؟

یہ کہکر گلاب جس غرض سے کنورجی کے پاس آئی تھی اُسکا افشا کرنا مقدم سمجھا اور صاف صاف کل حال بیان کر دیا - لیکن گلاب کی باتین بایہ اعتبار نہوئین - کیونکہ جو یقین کہ کنورجی اور اوکھاوتی کی مصیبتون کا باعث ہوا جس یقین کی وجہ سے کنورجی اپنی زندگی اکارت سمجھتے تھے - بھلا گلاب کی باتون سے اُنکے پچھلے خیالات یکایک دور ہو سکتے ہین -

کلیان - گلاب! مجھے کیا بچہ سمجھتی ہو جو تم اپنی چکنی چپڑی باتون سے

بہلانا چاہتی ہو۔ جس نے تم کو ایسی باتین سکھلا کر بھیجا ہی اُسے خوب جانتا ہون۔

ناحق ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کیون ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

گلاب (بات کاٹ کر) کنور جی اب معاف کرو۔ وہ خیال دل سے دور کرو۔ راج کنیان کچھ بھی نہین جانتی۔ بالکل بیخبر اور بے خطا ہی۔ اگر آپ میری باتون کا یقین نہین کرینگے تو ایک دن ایسا آنیوالا ہے جسمین سواے کف افسوس ملنے کے اور کچھ ہاتھ نہ آئیگا۔ کنور جی! مین باتون پر یقین دلانا نہین چاہتی۔ مگر ان چٹھیون کے پڑھنے سے آپ بخوبی سمجھ لینگے۔ اور میرا صحیح غلط آپ پر روشن ہو جائیگا۔

بچے کے ہاتھ کے لکھے ہوئے کئی خط گلاب نے نکالے اور کنور جی کے ہاتھ مین دیدیے۔ جنھین پڑھکر کلیان ششدر ہو گئے لکھا تھا۔

"میری پیاری گلاب ! سنا ہی۔ آج کنور کلیان سنگھ راجکنیان اوکھاوتی کے پاس جانے والے ہین۔ اگر وہ درحقیقت جائین تو مجھے فوراً اطلاع دینا تاکہ مین بھی وہان پہونچون اور کنور جی مجھے دیکھکر دل مین دنگ ہو جائین۔ پیاری گلاب مین ہر روز مندر جاتا ہون اور بندھا بانی دیوی مہارانی سے بنتی کرتا ہون۔ تم بھی روز جاکر پوجا کیا کرو۔ جسمین وہ ہمارے منورتھ پورا کرین اور کنور جی کے دل مین غصے کی آگ جل اُٹھے اور اُن دونون کے دلون مین ہر دو جانب سے نفرت پیدا ہو جاے اور کنور جی ایک عمر کے لیے راجکنیان کے مُنہ دیکھنے کے روادار نہون۔ میری گلاب ! یہی ایک ذریعہ ہی جس سے ہم اور تم اپنی آئندہ زندگی عیش و عشرت مین بسر کر سکینگے"

کلیان نے جتنے خط پڑھے سب مین یہی حال لکھا تھا۔ پڑھتے پڑھتے جسم مین تھرتھری نمودار ہوئی۔ حواس باختہ ہو گئے۔ گلاب کی طرف دیکھا بچے کی کارستانی پر دانت پیس پیس رہجاتے۔ کیا درحقیقت بچے کی بدمعاشی میرے حق مین ایسی ہی ہی۔ اُنکے رنج مین ذرا بھی انقلاب نہوا۔ بچے کی بدمعاشی میرے حق مین زہر اُگل رہی ہی۔ اچھی چال کھیلی۔ ہاے کیا کرون دل قابو مین نہین۔ بچے کی بدمعاشی سمجھ مین آئی جب بھی اُنکے دُکھ پر سکھ کا اثر نہوا بدن سُن ہو گیا حواس جاتے رہے

گلاب ۔ جو راج کلیان !

کنور جی چونک پڑے سوچتے تھے

یہ کیا بات ہی؟ کیا دراصل ادکھاوتی کی عصمت پر دھبا لگایا گیا ہو۔ تو کیا مین ہی راجکنیان کے نزدیک گنہگار ٹھہرا۔ افسوس! کیا اپنی پیاری ادکھا کو پھر مین اپنا کہہ سکونگا۔ کیا سچ مچ میری ادکھاوتی پر کلنک لگایا گیا ہی۔ کیا ایشور میرے اوپر سہایک ہوا۔ کیا اسوقت خواب دیکھ رہا ہون۔

گلاب۔ جُوراج! آپ تردد کو دل مین راہ نہ دین آپ کی ردی حالت مجھ سے دیکھی نہین جاتی۔

کلیان۔ (خرمی کے ساتھ) مین نے جو باگدا من عورت پر ایک کردہ الزام لگایا تھا کیا وہ غلط ہی؟ مین ابھی جاکر اس سے دست بستہ معافی مانگونگا کیا وہ میرے ناقابل معافی جرم کو نظرانداز نہ کریگی؟ نہین وہ عصمت و عفت اور حسن کی ہونہار معصوم صفت دیوی ہی مجھے یقین ہو کہ وہ ضرور میرے جرائم پر قلم عفو سے نظری نہ ڈالیگی۔ مگر گلاب! تم نے جو صاف صاف بیان کر دیا اسی کے سے تمھین معاف کرتا ہون۔ جسطرح تمھاری باتون سے مجھپر رنج وغم کا پہاڑ ٹوٹا تھا ویسا ہی آج اسکا نعم البدل ہوگیا۔

گلاب۔ آپ کی باتون سے ثابت ہو کہ آپ راجکنیان کی بیماری کی مطلق خبر نہین رکھتے۔ جب آپ وہان سے چلے آئے۔ اُسی وقت سے اُنکو اپنے تن بدن کا ہوش نہین۔ شل مردے کے پلنگڑی پر پڑی ہین۔ زندگی کی امید نہین۔ اگر آپ اُنکے پاس جائین تو شاید تمھاری صورت دیکھنے کے لیے آنکھین کھولدین۔ ورنہ آج کل اُنکی روح قفس خاکی سے پرواز کر جائیگی۔ ہاے اگر آپ اور وہ دونون بچھڑے ہوئے پھر ملین تو ہم لوگ بھی عمر بھر کے واسطے سکھی ہو سکتے ہین۔ زان بعد پھر کلیان کے چلے آنے پر راجکنیان کی جو حالت ہوئی بیان کی۔

راجکماری کی بیماری کا حال سنکر کنورجی کو بُرا دُکھ ہوا اور اسی وجہ سے پرتھی راج۔ سمرسنگھ اور کرن نے کلیان سے راجکنیان کی بیماری کا حال مخفی رکھا تھا۔

کہتے کہتے گلاب کا مُنہ کھلا گیا آنکھون سے آنسو اُمنڈ آئے ایک گھگی سی ہوگئی اور ہچکیون سے آواز بند ہوگئی۔ پھر ذرا دم لیکر بولی۔ راجکماری ہین تو مگر بچے گی نہین۔ ہاے ہاے

اُنکی جان لینے والی مین ہی کمبخت ہون یہ کہتی واویلا مچاتی سینہ کوٹتی وہان سے چلدی۔ کنور جی سکتے کے عالم مین کھڑے رہ گئے۔

باب بیسوان

”معائنہ“

دہلی مین آج شاہنشاہی عظمت اور فوجی شان وشوکت کا پھریرا اُڑ رہا ہے۔ درگاجی کے مندر اور راج محل کے مقابل ایک نہایت وسیع اور کشادہ میدان مین آسمان سے باتین کرتا ہوا خیمہ چارون طرف چھائے ہوئے بادل کیطرح زمین پر سایہ فگن ہے۔

سری من مہاراج پرتھی راج کے کثیر التعداد لشکر کے سپہ سالار اپنی اپنی فوج کی صفین باندھ کر چھتری خون کے اصلی جوش سے مست ہو رہے ہین ہزار ہزار صف شکن بہادرون کے دستے ہتھیارون سے لیس وردیون سے آراستہ زمین وآسمان جیت لینے کا داعیہ تیاری سے ظاہر کر رہے ہین۔ افسرون کے آہنی خود پر سنہری کلغیان اور زرہ کے سوراخون سے زرکار پوشاکین بجلی اور ستارون کی طرح جگمگ جگمگ کر رہی ہین فلک کو ٹاپون سے رونڈ ڈالنے والے اور صرصر سے دوڑ جیت لینے والے گھوڑون کے خوبصورت زرین ساز آنکھون مین چکاچوندھ پیدا کر رہے ہین۔ بجلی کی طرح چمکتی ہوئین مرصع قبضے کی تلوارین غلاف سے اُگلی پڑتی ہین تیر فلک کو چلہ پر چڑھانے والی کمانین مسلمان حملہ آورون سے بھوین ٹیڑھی کیے ہوئے تیرون سے انگشت نما بنا رہے ہین۔ چاند کو چاند ماری کا نشانہ بنانے والے زہر مین بجھے ہوئے تیر فوج مخالف کی کمان ترنے والون کے کلیجہ چھید ڈالنے کے لیے ترکش مین نہ ٹھہر کر پر سوفار سے اُڑ جانے پر تلے ہوئے ہین۔ تیز اور خونخوار برچھیون کی نوکین رزم مین دشمنون سے نوک کی لیکرانی کے ہاتھ لگانے پر آدھار کھا رہے ہین۔ تیر کے دھنی بہادر ارجن اور کرن کی طرح اعدا کے لیے مجسم موت بنکر فرش راحت سے زیادہ بھیشم تیامہ کی بان سیجا کو آرام دہ جانتے ہین۔ راجپوتون کے اصلی خون کا جوش ہر فوجی جوان کی رگ رگ مین

مین جوش مار رہا ہے۔ بہادرون کی سواری
کے گھوڑے مارے غرور کے زمین پر
پانون نہین رکھتے ٹاپون سے زمین کا
طبق آسمان پر پہونچاے دیتے ہین۔ یہ
توسب ہی مگر سب چھتری سور بیرون کے
گلون مین سرخ سرخ پھولون کے بڑے
بڑے ہار اور ماتھون پر لال چندن کے
تلک کیون ہین۔ کیا یہ کوئی بہادری کا
تماشا ہی۔ نہین یہ دھرم کی لڑائی لڑنے
والے راجپوت اور انکے فوجی سپاہی
قومی دستور کے موافق کالکا مہامائی
کی پوجا سے فارغ ہوکر مذہبی برکت
ماتھے او چھاتی سے لگائے ہوئے
ہین اور اب سری کھانیشر جی کی
سرن مین جاکر بردان مانگنے والے ہین
یہ لشکر شاہنشاہی چار حصون مین
منقسم ہی۔ پہلے اور دوسرے حصہ کے
اٹھائیس ہزار چنے ہوئے جانباز
برتھی راج اور راجہ سمر سنگہ کے
سایۂ عاطفت مین موت سے نڈر
مسلمانون کے خون کی پیاسی تلوارین
چمکارہے ہین۔ تیسرے حصہ کے
بارہ ہزار صف شکن بہادر کنور
کلیان سنگہ کی ماتحتی مین دشمنون
کی بوٹی بوٹی اڑا دینا باےَن ہاتھ کا

کھیل سمجھ رہے ہین۔ چوتھا دس ہزار
جرار سپاہیون کا دستہ کسی وقت نمکحرام
مشہور ہونے والے وزیر زادے
بجے سنگہ کی کمان مین مخالفون پر
دانت پیس رہا ہی۔ ان چارون
حصون مین سوار اور پیدل شامل
ہین جنکے چہرون سے بہادری اور
دلیری برس رہی ہی۔ سوارون کے
قد آور گھوڑے ہاتھی کے پاٹھے
معلوم ہوتے ہین انکی ایک جھجھلی
ٹھوکر ادھر ادھر پہاڑون کو زلزلہ
قیامت سے کم نہین۔ سوارون کی
چمکتی ہوئی چست وردیان۔ کاندھے پر
اعداکو کالی بلا نظر آنے والی ڈھالین
کمر سے لگین ہوئین فلک پر چلنے والی
تلوارین۔ ترکش کے زہر مین بجھے ہوے
تیر۔ ہاتھون مین خونریز برچھے برچھیان
اور دوش پر چڑھی ہوئی کمانین۔
جوانی کا زیور اور بہادری کا سنگار
بن رہی ہین۔ پیادے ہوا کے گھوڑون
پر سوار اندر کو ہاتھی سے اُتار لینے کی
جرات۔ سورج کے رتھ کو ٹھکرانے
کی ہمت رکھنے والے دلون اور انگد
کے قدمون کی طرح رن سے نہ ہٹنے
دینے والی ثابت قدمیون پر اکڑ رہے ہین

اب ذرا راج محل کے دوسری طرف بھی دیکھنا چاہیے - وہان بھی فوجی عظمت کے جھنڈے گڑے ہوئے ہین - ہزارہا سکھائے پڑھائے سدھے ہوئے جنگی ہاتھی نشہ طاقت مین مست جھوم رہے ہین معلوم ہوتا ہی کہ بھری برسات مین جھوم جھوم کر آنے والے متوالے بادل اس فوجی پڑاؤ پر آسمان سے اتر آئے ہین - انکے دل مین پرتھی راج کے تختگاہ کی ایسی عظمت جاگزین تھی کہ یہ اپنے اپنے زور پر اکڑ اکڑ کر اس میدان کی خاک تبرک سمجھکر سونڈ دن سے ماتھے پر مل رہے ہین اور دکھا رہے ہین کہ روے زمین پر فقط ہندوستان ہی ایک ملک ہی جسکی خاک کی قدر وحشی جانور تک کرتے ہین - یہ ہاتھی میدان جنگ مین اس ہاتھی کے قدم بقدم رکھنے والے ہین جسپر راجہ پوروالی پنجاب سوار ہوکر سکندر کو اپنی بہادرانہ جرات سے متعجب کر گیا اور جنکی آئندہ نسل علاءالدین خلجی کا نمک کھا کر ہزارہا حملہ اور مغلون کو پامال کر گئی - انھین کے ایک طرف گھوڑ چڑھی اور ہاتھیون پر لدی ہوئی توپین دشمنون کے ڈس لینے کو منہ کھولے ہوئے نظر آتی ہین - ان سب پر مہاراج پرتھی راج شاہی توپخانون اور کاریگرون کے نام سنسکرت حروف مین کندہ ہین اور انکا قیافہ ظاہر کر رہا ہی کہ دو سو برس تک مسلمانون کا ڈنکا بجا کر انگریزی حکومت مین ہی عجائب خانون کی زینت بنکر توپ کو عہد پرتھی راج کی یادگار بنا رہینگی انکے دوسری طرف رسد - سامان جنگ گولہ بارود - تیر کمان وغیرہ لیجانے کے لیے شاہی نمک کھائے ہوئے قدآور اور مضبوط اونٹ بیل اور دوسرے باربرداری کے جانور چھکڑی رتھ پالکیان - وغیرہ وسیع میدان پر چھائے ہوئے ہین - اس عظیم الشان لشکر اور کثیر التعداد جماعت سے المضاعف تعداد سائیسون شتربانون فیلبانون رتھ بانون - فوج کے خدمتی ہمراہیون کا اندازہ کرنے سے بخوبی سمجھہ مین آ سکتی ہی - شہر کے باشندے اپنے شاہنشاہ وقت کی فوجی شان وشوکت دیکھنے کو ٹھٹ کے ٹھٹ جمع ہوئے ہین اور راج محل کی کھڑکیون اور جھروکون سے نگاہین دوڑ دوڑ کر اپنی فوج ظفرگان کی پیٹھن لشکر شاہی مین شامل کرنا چاہتی ہین - دفعتہً لشکر سلطانی مین

ایک قسم کی خموشی نظر آنے لگی - کان گھوڑون کی ٹاپون پر لگ گئے - آنکھین کسی کو ڈھونڈھتی معلوم ہوئین تماشائیون کی بھیڑ چھٹ گئی - سپہ سالار اپنے اپنے فوجی دستون کو بہت تیزی سے ادر بھی باقاعدہ بنانے لگے - ابھی پلک جھپکنے نہ پائی تھی کہ توپون کی سلامی سنائی دینے لگی - فوجی باجے پرجوش آوازون سے دل لبھانے لگے -

پرتھی راج جے جے رائے پتھورا کی صدا مین لشکر مین گونج اُٹھین اور چار باعظمت سوار میدان مین تجلی کی طرح چمکنے لگے - سارے لشکر پر رعب چھا گیا اور تمام سپہ سالار شاہانہ ادب سے اُنکے جلو مین ہو گئے -

یہ چارون سوار گھوڑون کی باگ تھامے نیزے زمین پر ٹیکے ہوئے ہین اور انکی نگاہین ہر فوجی پرے پر بلا تکلف پڑ رہی ہین انمین ایک سوار راجہ پرتھو کی چھتر دھاری نسل کے راجپوتون کی زندہ جاوید یادگار ہے اسکی صورت سے حد درجہ اور کبر بادشاہ کا شاہنشاہی جلال برستا ہے - اسکی چمکتی ہوئی پیشانی سے بھیم اور بالی کا طنطنہ جھلک رہا ہے - اسکے سر پر قیمتی جواہرات سے جڑا ہوا وہ مکٹ ہے - جو اسکی ہمدردی قومی بہادری نے سری رامچندر جی سے ورثتاً اُسے دلایا ہے - مکٹ پر یاقوت سے مرصع کلغی پر بال ہما سورج کی کرنون کو ماند کر رہی ہین - چہرۂ روشن کے قریب کانون کے کنڈل اپنے الماس عقیق اور موتیون کی چمک دمک سے ماہ چہاردہ کی روشنی بڑھانے والے سورج کا کام دے رہے ہین - کلائیون مین قیمتی ہیرون کی آب و تاب دکھانے والے کڑے اور بازوؤن مین گوہر شب چراغ کے مانند روشنی پھیلانے والے جوشن آفتاب کی آنکھین جھپکا رہے ہین - مہاکالی کی تلوار کمر سے لگی ہوئی ہے - رامچندر جی کی کمان دوش پر کرن کے تیرون کا ترکش کمر بند مین اور ارجن کی کمان کے تیر ترکش مین زیب دے رہے ہین - بکرم جی کے بہادرانہ تیورون سے مریخ فلک کا کلیجہ دہلتا ہے - پیشانی سے چھتری خون کا تیج چمک رہا ہے اسکا دل جو بیاری ادھکا دتی کی بیماری سے فکرمند تھا اپنی فوج کو دیکھکر اُسکی طرف سے اُچٹ گیا ہے اور

اُسکی ہر رگ و پے مین چھتری بنس کا خون موجین مارنے لگا ہی۔ اس راجپوت بنس کے نوجوان سورج کی داہنی جانب راج رشی کے شروپ مین مکٹ شرومنی مہاراجہ سمر سنگہ گھوڑے پر سوار چھتری تیج کے ساتھ پر جوش تاب دکھا رہا ہے اسکے سر پر لمبی لمبی جٹائین مکٹ کی سوبھا اپنے اوپر قربان کر رہی ہین اور اسکی اونچی پیشانی پر راج تلک مہادیو جی کے چندرمان کی طرح چھب دکھا رہا ہے اسکے داہنے ہاتھ کا نیزہ شیو جوگی کے ترسول اور پرسرام جی کے پرسے کی طرح دشمنون کا جانی دشمن ہی اسکے تیر و کمان اسکے اس سروپ مین اُن دھنش بانون کا رنگ دکھاتی ہین جو بن باس کے زمانے مین رامچندر اور لچھمن جی کی فتحمندی کا ڈنکا بجا چکے ہین۔

پرتھی راج کے بائین جانب یُوراج کلیان سنگہ اپنے تیج سے سورج کو دبلاتا ہے اور اُسکا بہادری کے آثار دکھانے والا چہرہ ظاہر کر رہا ہی کہ یہ میدان جنگ مین پرتھی راج کا دست راست اور زبردست بازو ثابت ہوگا۔ اسکے بائین طرف بجی سنگہ وزیرزادہ سلاح جنگی سے لیس ہی۔ اسکی ظاہری صورت سے پرتھی راج کی خیرخواہی کا پورا پورا اظہار ہو رہا ہی مگر بطون اوکھا کے عشق اور کلیان کی رقابت سے نمک حرامی کرنے پر تیار اور تمام ہندو قوم کی آرزون کو ہمیشہ کے لیے خون مین ملانے اور مسلمانون کی فتح کا ڈنکا بجانے پر آمادہ ہی۔ کسی کی روشن ضمیری تاڑ نہین سکتے اور جسکا خمیازہ بھی اُسی محسن کش محمد غوری کے ہاتھ سے خود ہی ملنے والا ہی۔

پرتھی راج فوج کا معائنہ کر چکنے کے بعد بہادرانہ تیور سے پھر ایک نظر اپنے جرار لشکر پر ڈالتا ہی جس سے تمام مودب نگاہین اُسکی طرف ٹکٹکی باندھنے لگتی ہین۔

پرتھی راج ذرا گھوڑے کو چمکار کر بھالے کو ایک چکر دیتا ہوا فوج کو للکارتا ہے۔ کہ کیون نوجوان چھتریون کے سورما اولاد کہلانے والو۔ میدان کرکشیتر مین خون کا دریا بہانے والے بزرگون کے لائق بیٹو۔ تلوار کی دھارون مین نام کر جانے والے بہادرو۔ راجہ پرتھو کے تابے ہوئے چھتری کی عزت

قایم رکھنے والے راجپوتون کو کچھ دل مین اپنے چھتری کہلانے۔ راجپوت سمجھے جانے کی شرم ہے۔ زمین کو جیت کر آسمان پر چڑھائی کرنے والون کی اولاد ہونے کی کچھ حیا ہے۔ دیکھو ارجن نہین بھیم نہین۔ کرن نہین بھیشم نہین درونا چارج نہین۔ بکرما دت نہین۔ مگر فقط بہادری کے سبب سے یہ چھتریون کے آفتاب راجپوتون کے نام روشن کرنے والے قیامت تک مشہور رہینگے وہ ڈھنڈ ریا کے جوہر کہان ہین جن سے تمھارے بزرگون نے ہوسلا دھار پانی کو زمین پر نہ گرنے دیا۔ جنھون نے پانی برسا کر کرہ آتشی مین سیلاب دکھا دیے۔ جو سانپ برسا کر انبوہ کے انبوہ کو ناگ پھانس مین پھانس لیتے تھے۔ کیا تم انھین بہادرون کی اولاد ہو۔ جو بانون کی سیج پر تین تین مہینے بغیر کروٹ بدلے آرام کرتے رہے اور اُف منہ سے نہ نکالی۔ کیا وہ تمھارے ہی بزرگ تھے۔ جنھون نے رزمگاہ لنکا اور میدان کرکشیتر کا نام ہمیشہ کے لیے زندہ کر دیا۔ کچھ یاد ہے کہ ہندوستان کی کھوئی دولت جیتا ان کو پچھاڑ کر کس نے لی تھی۔ اگر دراصل وہ چھتری تمھارے

بزرگ تھے اور تم اُن راجپوتون کی اصلی اولاد ہو تو سوچو کہ مسلمانون کے مقابلے مین کیا کرنا چاہیے خصوصاً وہ مسلمان جنکو تم لوگ خود کئی دفعہ نوک دُم بھگا چکے ہو جنکے بادشاہ کو تم کئی دفعہ زندہ گرفتار کر چکے۔ اور اپنے اوپر سے صدقہ کر کے چھوڑ چکے ہو۔ ایسے دشمنون کو کاٹ کے ڈالدینا تم ایسے بہادرون کے نزدیک کون بڑی بات ہے۔ بشرطیکہ کچھ اپنی قومی بہادری کی لاج اور اصلی خون کا جوش باقی ہو۔ میرے پیارے بہادرو! کیا تم گوارا کر سکتے ہو کہ دنیا کی تاریخ مین کسی وقت تمھاری بہادری پر حرف رکھا جاے۔ کیا تم پسند کرتے ہو کہ مخالفون کی تلوارین تمھاری موروثی حکومت اور قومی آزادی ایک غیر قوم کے ہاتھ مین دیدین۔ یاد رکھو کہ فقط اسی لڑائی پر تمھاری مذہبی آزادی تمھاری عورتون کی لازوال عصمت اور تمھاری قومی ناموری کا مدار و مدار ہے۔ یہ نہ سمجھنا کہ ہم محمد غوری کو چھتیا نبا چکے ہین۔ مسلمان ہمارے زیر مشق ہین۔ نہین۔ اب کی جَے چندر در پردہ اون سے سازش کر کے

اپنے ہی ہاتھ سے اپنے پانون مین کلھاڑی مار رہا ہے وہ معین الدین چشتی جسکو فقط اپنے گرو دگپال کی اگیا سے مین نے بیان ٹھہرنے دیا وہ محمد غوری کی مدد پر ہے۔ دونون کی سازشش اور دونون کے بھروسے پر مسلمان اب کی بڑے سامان سے آئے ہین مگر تم مین بہادری ہو قومی عظمت کی غیرت ہو تو کیا کر سکتے ہین۔ ایک ایک ہی چھلچھلتی ٹھوکر مین کام تمام ہو جائیگا۔ اگر ہمت نہ پڑتی ہو تو چھری کہلانے سے کیا فائدہ؟ ہتھیار رکھنے کی کیا ضرورت۔ مونچھین چہرے پر بیکار ہین۔ سمجھ لو یہ مجھ سے مقابلہ نہین میرے نیزون سے لڑائی نہین عام ہندو قوم سے معرکہ ہے۔ ہندو مذہب سے جہاد ہے۔ دیکھو میدان سے قدم نہ ہٹنے پائے۔ مردانہ پر تلوارین کھاتے۔ نہادر سینے پر خنجر کا وار روکتے ہین۔ منہ پھیر کر ڈھال کی بغل مین نہین رہتے۔ بھائیو۔ مین دیکھنا چاہتا ہون کہ تم مین کون میدان جنگ مین مرنے کو دوامی زندگی سمجھتا ہے۔ کون قومی عزت کی قیمت سرون کو جانتا ہے۔ اگر کوئی ہے تو سامنے آئے۔ منہ دکھائے دیکھون کیونکر میان سے تلوار گھسیٹتے ہین۔

پرتھی راج کی زبان سے یہ الفاظ نکلنے بھی نہ پائے تھے کہ تمام فوج کی تلوارین دفعتہً بجلی کی طرح چمکنے لگین ہر سپاہی کے چہرے پر بہادری کا جوش ہمیشہ سے زیادہ نظر آنے لگا باجے بجے کی آوازون کے ساتھ ہی بگل نے میدان مین عالم ہو کر دیا اور سارا لشکر بھانیشر کیطرف چلتا ہوا۔

باب اکیسوان

"جستجو"

مسلمانون کی چھاؤنی مین چندربٹ کے سیوک کی زبانی معلوم ہونے پر پربھاوتی پر جو صدمہ تھا قابل بیان نہین۔ رات دن انگاردن پر لوٹتی تھی اور گڑھ گڑھ کے جان دیتی تھی سشیل بالا کے دل پر ویسی گہری چوٹ نہ تھی وہ اسے رنجیدہ دیکھکر کہا کرتی کہ چندربٹ کا ردیان ہمیشہ ہونیوالا نہین۔ وہ کسی پوشیدہ غرض وہان ٹھہرے ہونگے۔ مطلب نکالا اور آپہونچے۔ کوئی گھبرانے کی بات

نہین ۔ شیل بالا ایسی دل سمجہانے والی باتون سے پربھاوتی کو بہلا نہ سکتی تھی بلکہ محبت مین فرق ظاہر کرتی تہی اسی لیے پربھاوتی اُسکو دلی محبت کی نظر سے نہ دیکہتی تھی سوائے شیل بالا کے اور کوئی اوسکا محرم راز اور شریک حال نہ تھا اسلیے اوسکو اُسی سے اپنے دل کا حال کہنا پڑا۔

رات زیادہ گئی ہے پربھاوتی دن بھر کا کسل نیند کے ذریعہ سے دور کرنے کے لیے پرشان لیٹ رہی لیکن چندرپت کا خیال پلک سے پلک ملنے نہین دیتا۔ دوسری پلنگڑی پر شیل بالا آنکھین بند کرتے ہی میٹھی نیند سوگئی۔ شیل بالا کے خراٹون اور درد فرقت کی بیتابیون نے پربھاوتی کو اوٹھاکر ٹہلا دیا۔ یہ اُسی عالم پریشانی مین دیوانی سی ادھر اُدھر دیکہنے لگی۔ چاند کی چاندنی نے جہروکے سے آکر شیل بالا کا گورا منہ چومنے کی دلچسپ کیفیت دکھاکر اُسکی نظر اپنی طرف متوجہ کرلی۔ اسکے ہونٹھون پر پسینہ کے قطرون نے موتی کی جہلک دکھا اسکے دل کو اپنی طرف کھینچ لیا پربھاوتی نے محبت سے چہرے کا پسینہ پوچھکر ریشمی آنچل مین جھکتے ہوتے ہوتی رول لیے۔ اور دیکھا کہ شیل بالا کے نازک لبون پر اسوقت تبسم کے آثار پائے جاتے ہین۔ سمجھی کہ شیل بالا کوئی خواب دیکھکر مسکراتی جاتی ہے پربھاونی نے اس ادا کو دیکھا ضبط نہ کرسکی اور جہپکے سے اُسکا منہ چوم لیا اور پھر زار زار رونے لگی۔ اسکی آنکھون سے دو ایک آنسو شیل بالا کے پھول سے رخسارون پر گر پڑے پربھاوتی زرکار دوپٹے کی مہین ریشمی آنچل سے اُسکے چہرے پر گرے ہوے جہلکنے والے آنسو پوچہکر اپنے دل کو ہاتھون سے روکتی ہوئی اپنی سیج پر چلی گئی۔ کروٹین بدلتے بدلتے پچھلے پہر ایک جھپکی سی آگئی۔ کچھ دیر نہ گذری تہی کہ ایک بھیانک خواب دیکھکر چونک اُٹھی۔ نیند بالکل اُچٹ گئی۔ دیکھا کہ صبح ہوگئی مگر شیل بالا نہین۔ اکیلے دل کھول کر خوب روئی جب سسکیان بند ہوئین پلنگ سے اُٹھکر کھڑکی سے دروازے پر جاکر کھڑی ہوئی۔ دیکھا کہ شیل بالا ندی کے کنارے بیٹھی ہوئی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا سے لہراتے ہوئے پانی۔

کی لہرون کی بہار دیکھ رہی ہے - پربھاوتی سے نہ رہا گیا - ندی کیطرف اُسکی بتیابیان اُسے لیچلین - ابھی ندی اُسکی نظر سے دور تھی کہ اسکے کان مین بین کی سی آواز آئی - وہ ٹھٹک گئی - جسکو وہ بین کی آواز سمجھتی تھی وہ در اصل شیل بالا کی پیاری آواز تھی - وہ آگے نہ بڑھی - وہین کھڑی کھڑی شیل بالا کا گیت سننے لگی -

"جنا تلمپھٹ بیتی رین"
"شیام سندر کے درسن تا ترس ہے دونین"
"تر بدھ ہمیر تر سہم لاگت بکھ سم کو کل بین"
"دوس گنت برسنا اکلانی برت نہین چین جین"
"اوسر ہے جان بالا گن ادھک شتا وت مین"
"اب کب تھون اہین سنو ہین ہن کو سکھ دین"
"اودت نہ کت نہ نبت تجھ موسن نہ نو سینن"

پربھاوتی گانا سنکر مست ہوگئی اور پریشان دل کسی قدر بہلگیا - وہ آہستہ آہستہ شیل بالا کے پاس آئی - پربھاوتی کو دیکھکر شیل بالا بولی - یہ کیا! تمھارا منہ کیون بھبھرایا؟ کیا رات دن رنج ہی کیا کرد گی -؟

پربھاوتی - آج صبح کو ایک بھیانک خواب دیکھا ہے - کیا کہون دل نہایت بیچین ہے - ایک پل بھی یہان ٹھہرنے کو جی نہین چاہتا -

شیل بالا - تمھارا خیال جدھر لگا - ویسا ہی خواب بھی دیکھتی ہو - اسمین تعجب کی بات ہی کیا ہے پیتم پیارے رات دن نینون مین بسے ہین -

پربھاوتی - تم ابھی تک محبت کے ذائقہ کو نہین جانتین - جب سے وہ مسلمانون کی چھاونی مین گئے ہین کچھ حال تک معلوم نہوا - اُنکے قید ہو جانے مین اب کیا شک ہے - اگر دشمنون کے پنجون مین نہ پھنسے ہوتے تو اب تک ایک نہ ایک چٹھی ضرور آئی ہوئی - وہ دہلی نہین گئے - وہان جاتے تو بھی خبر مل ہی جاتی - گلاب لکھتی ہے کہ وہ دہلی نہین آئے وہ دلی گئے ہی نہین - مجھے بھی کوئی خط نہین لکھا - پھر بھلا ایسی باتون سے دل ٹھکانے رہ سکتا ہے -

شیل بالا - ہا - رو رو تے روتے تمھاری آنکھین سوج گئی ہین - تم ہنسو چاہے رودو - تمھاری چھب ہر وقت مارے ڈالتی ہے - تم اسوقت روتی ہو - تب بھی ایک چھب برستی ہے -

دوہا -

انسوا جل تو بدن پہ من میر دیہر لیت

"مانو کمتا جٹت ہے کنک کنول چھب دیت"
کب چندر کی قسمت مین نہ تھا اسی سے
وہ اسوقت تمھارے منہ کی بہار نہین دیکھ سکا

پربھاوتی - (غصہ سے) تم سے اب
کبھی بات نہ کرونگی کوئی مرے کوئی ملار ہے
گاے - مین تو نہ جانے کس رنج مین ہون
تمھین دل لگی سوجھی ہے -

شیل بالا - لے بس غصہ ہو گیا
چلو کمر باندھو - ہم تم چلین مسلمانون کی
چھاؤنی سے اپنے پران ناتھ کو چھڑا
لائین -

پربھاوتی - تم ہنسی کر کے میرے
جلنے پر نمک مرچ چھڑکتی ہو - اس سے
حاصل - فائدہ -

شیل بالا - مین ہنستی نہین - سچ
سچ کہتی ہون -

پربھاوتی - لے بس ہو چکا - دھار س
دینے سے گئین - الٹے بدن مین
آگ لگاتی ہو - کلیجہ جلاتی ہو - اے
واہ کیا زمانہ ہے - شیل بالا پربھاوتی
کو پیار کرتی تھی اُسنے اُسکو رنج سے
بہلانے اور غم مٹانے کے لیے
ہنسی کی تھی - اسوجہ سے اور بھی
دلاسا دینے کی غرض سے بولی -

شیل بالا - تم سمجھتی ہو کہ مین دل لگی
کرتی ہون - اگر تم ساتھ دو اور کہنا مانو تو
اختر بکتر باندھو - چلو چندر بت کو چھڑا لاوین
جا ہے پہلے دلی کی راہ لو -

پربھاوتی - وہان تو وہ نہین ہین -
وہان جاکے کیا کرونگی -

شیل بالا - وہ اگر سچ ہی قید
ہو گئے ہین تو مسلمانون کی چھاؤنی سے
انکی رہائی کیونکر ہو سکیگی -

پربھاوتی - اور دلی جا کر کیا پاوگی
میری سمجھ مین تو کچھ نہین آتا -

شیل بالا - اچھا تو پھر مسلمانون
کی چھاؤنی مین کیا کھینا لوگی - اُسنے
خود دھر لی جاوگی نہ کسے معلوم ہے
کہ چندر بت کہان اور کس مقام مین
ہین - اس سے تو یہی بہتر ہے کہ دلی
چلکر مہاراج سے کمک لین - جس روز
دونون لشکرون مین لڑائی چھڑے گی
چھاونی مین بہت کم آدمی رہجائینگے -
اسوقت دھاوا بولکر چندر بت کو رہا کر لین
پربھاوتی کے دل مین یہ بات چبھ
گئی - دوسرے دن ایک سیوک ساتھ
لیکر دونون نے اجمیر سے کوچ کیا انکو
خوف تھا لڑائی کے واسطے مسلمان
ہندوستان جانے والے ہین ایسا
نہو استری بھیکہ مین چلنے سے کوئی خرابی

پیدا ہو۔ اس سے یہ دونون مخلوق کی رہنے والی عصمت کی زندہ تصویر مردانہ بھیس کرکے ہتھیارون سے لیس ہوکر فوجی پوشاکین پہنے ہوئے چل کھڑی ہوئین۔

اب وہ سشیل بالا اور پربھاوتی نہین۔ انکا موہنی سروپ شباب کی نئی امنگین دکھانے والے نوجوان کو شرمانیوالا تھا۔ انھون نے اس بھیکھہ کی آزمائش کیواسطے اپسمین امتحان لیے۔

سشیل بالا۔ تم تو بھائی سچ مچ مرد ہوگئین۔ ارے کیا تم وہی پربھاوتی ہو۔ ذرا آرسی لے کرمنہ تو دیکھو۔ اچھا خاصا ۱۸۔ ۱۹ برس کا گورا چٹا نوجوان معلوم ہوتی ہو۔

پربھاوتی۔ تم ہی دیکھو۔ تم سے زیادہ کوئی کیا بھیس تاڑ سکیگا۔

سشیل بالا۔ مین تو دیکھونگی مگر تمھین بھی دیکھنا پڑیگا۔

سشیل بالا پربھاوتی کا ہاتھ پکڑ کر آئینہ کے پاس آئی اور یون گویا ہوئی۔ مرد کے بھیس سے تو درحقیقت مرد معلوم ہوتی ہون۔ اگر راستہ مین کوئی قزاق یا ٹھگ رہزنی کریگا تو مین حقانی جی توڑ کے کرونگی۔

پربھاوتی نے سشیل بالا کی کمر سے تلوار نکال کر اُسکے ہاتھ مین دیدی سشیل بالا بتیرا بدل کر آہستہ آہستہ تلوار چمکانے لگی۔ آئینہ مین عکس پڑنے سے سشیل بالا اپنے کو آپ حیرتی نظر سے دیکھکر اپنی ادا اُن پہ فریفتہ ہوگئی۔ ہنسی سے بولی اگر دلیپ مجھے اس حالت سے دیکھین تو کیا پہچان لین۔

پربھاوتی۔ برسون ساتھ کھیلین۔ بچپن دلیپ کے ساتھ گنوایا اور ابھی تک دیکھنے کی ہوس نہین بجھی۔

سشیل ہنسکر چپ ہورہی۔ آخر دونون لوگون کی نظر سے بچنے کے لیے ایک نئے راستہ سے گھوڑی پھینکتی ہوئین دہلی کو روانہ ہوئین۔

عورتون کا گھوڑے کی پیٹھہ پر سوار ہونا سنکر ہمارے ناظرین چونکتے ہونگے جسوقت کا یہ حال ہے۔ اُسوقت شاہی خاندان کی عورتین ضرورتاً گھوڑے کی پیٹھہ پر سوار ہوا کرتی تھین۔ یہ رواج اہل اسلام کے زمانہ سے قطعاً اٹھ گیا۔ ملک مہاراشٹر مین جہان مسلمانون کا سکہ نہ بیٹھا تھا اب بھی عورتین گھوڑے پر سوار دیکھنے مین آتی ہین۔

پربھاوتی شیل بالا پانچوین دن شام کیوقت دلی کے اتنے قریب پہونچ گئین کہ دلی صرف دو گھنٹہ کی راہ پر رہ گئی۔ شام کی وجہ سے آگے نہ چلین۔ آرام کرنے کے لیے ایک پہاڑی پر ڈیرہ کیا۔ نوکر کو کچھ کھانے کی چیزین لینے کے لیے ایک گانون مین بھیجدیا۔

شام کا پہلا پہر تھا چاندنی سے زمین چاندی کے ورق بچھے ہوئے تھے۔ چاند کی روشنی سے چمکتے ہوئے جھرنے کا پانی تیزی کے ساتھ پتھریلی زمین پر گر گر موتیون کا تھال اچھال رہا تھا۔ پانی کے گرنے کی سہانی آواز سے سننے والون کے کانون مین امرت کی بارش ہونے لگی۔ شیل بالا اور پربھاوتی وہین ٹہلتی رہین۔ قدرتی بہار کا سہانا سمان دیکھکر شیل بالا کا دل ایک تازہ خوشی کے الہام سے پھڑک اٹھا۔ اور پربھاوتی کی طرف دیکھکر ہنستی ہوئی بولی تمھارے ہی دل کی باتین گاتی ہون جسمین تمھاری اداسی جاتی رہی۔

جمناتم کس سمت سو چھند
"بلبت لہرت ترل ترنگن راکھہ ہے مین جند"
دھک توہ آگ سیلو جند ہ جو نہین دھگ کچ جند
چمپک تاری ہی مرجھانی کو گل کی رٹ بند
سج نیناسب بھین بادری پر ہوگ کے پھند"
تنک تاپ نہین اودت بھیو توہ بچھرن مین نند"

گانا ختم ہوا تھا کہ دفعتہً پچھم طرف سے کالے بادل کے ٹکڑون نے سنسناتی ہوا مین دوڑ کر چاند کو چھپا لیا اور دیکھتے دیکھتے سیاہ آسمان پر چھا گئے۔ زمین پر اندھیارا دوڑ گیا۔ بجلی تڑک کر تڑپنے لگی۔ ہوا کی پانون سو گئے۔ درختون کے پتون کی کھڑکھڑاہٹ جاتی رہی اور بوندا باندی شروع ہو گئی۔ شیل بالا اور پربھاوتی استری ذات گھنگھور گھٹائین دیکھکر سہم گئین۔ اتنے مین زور سے ہوا کے جھکڑ آ چلنے لگے۔ انھو نے پناہ کی جگہ ڈھونڈھنے کو خیال کے ساتھ نگاہین دوڑانا شروع کین۔ ایک دفعہ بجلی کی چمک سے پہاڑ مین ایک درہ نظر پڑا۔ وہ وہین جا بیٹھین۔

شیل بالا۔ بھلا جب یونہین دل ڈرا کرے گا تو تمھارے مردانہ بھیس سے کیا فائدہ۔ مرد کہین برسات اور کالے کالے بادلون سے ڈرتے ہین۔

پربھاوتی۔ اسوقت ٹھٹھا کرنے کا موقع نہین ہے۔ اگر تمکو مردانگی دکھانے کی سوجھتی ہے تو جاؤ آندھی پانی سے لڑو۔ بجلی کے مقابلہ مین تلوار چمکاؤ منع کون کرتا ہے۔

شیل ۔ تم اگر ڈرنے نہ لگتین تو دکھا دیتی کہ آندھی پانی سے ڈرنے مین کیسی آندھی ہون ۔

جہان پربھاوتی اور شیل بالا باتین کر رہی ہین اُسکے دوسری طرف قریب ہی ایک دوسرا گُفا (درہ) اور تھا ۔ دونون جگہون کی سب چیزین دونون جگہون سے دکھلائی دیتی تھین ۔

اتنے مین ایک دوسرے گُفے مین جو اس گُفے کے سامنے تھا دو آدمیون کو ہاتھ مین کچھ روشنی لیے ہوئے جاتے دیکھا ۔ معلوم ہوا کہ وہ بھی آندھی پانی سے بچنے کے لیے یہان ڈیرہ ڈالنے آئے ہین ۔ اب بہت زور سے پانی برسنے لگا ہوا کا زور پہاڑی سے ٹھوکر کھاکر دوسری پہاڑی سے ٹکرایا گویا دو پہاڑ آپسمین ٹکراتے تھے ۔ ہوا کے جھکڑون سے پہاڑ کا ٹکڑا خوفناک آواز سے دوسرے پہاڑ پر گرتے اور دونون ٹکراتے ہوئے دریا مین دھما دھم گرنے لگے ۔ ہوا کی سنسناہٹ بجلی کی کڑک ۔ بادلون کی گرج ۔ پتھر کے ٹکڑون سے درختون کی چرچراہٹ پہاڑ کو ہلا دینے لگی ۔ پربھاوتی اس آفت کے ٹھاٹھ دیکھکر کانپنے لگی ۔ اور دوسری گُفا مین گئے ہوئے آدمیون پر جو ڈر کا خیال پیدا ہونے سے تو اُسکی آدھی جان رہ گئی ۔ اور چُپ چاپ دب سمٹ کر بیٹھی رہی ۔ شیل بالا کے چہرے پر ذرا میل نہ تھا ۔ وہ پربھاوتی کے کمبخت پن پر دل مین ہنستی تھی پھر چپکے سے کان مین کہا ۔ ڈرتی کیون ہو ؟ یہان اندھیارا ہے وہ لوگ ہمین نہین دیکھ سکتے ہان اگر تمھارے چہرے کی روشنی دیکھ لین تو اُسکو مین کیا کرون ؟ اور پھر ڈر کا ہے کا وہ بھی ڈر کیلیے ہم بھی ڈر کیلیے اگر یہان آئینگے تو برابر کی ٹکر ہو گی ۔

یہ دونون اندھیارے مین تھین انکو کوئی دیکھ نہ سکتا تھا ۔ لیکن دوسری گُفا مین روشنی کیوجہ سے پربھاوتی اور شیل بالا ان لوگون کو اچھے طور سے دیکھتی رہین ۔ پربھاوتی نے شیل بالا کا اچھی طرح سے جواب نہین دیا ہاتھ دباکر ٹوک دیا اور اس دہشت سے کہ دوسری گُفا والے کہین سن نہ لین شیل بالا نے پھر سون کھینچی اور چپ سادھے بیٹھی رہی ۔

دوسری گُفا کے آدمیون کے کان مین انکی آواز کی کچھ بھنک پہونچ گئی اور ایک اپنے ساتھی سے بولا ۔ پیارے پر کہین نہ کہین کوئی ضرور ہے کچھ آواز سی

معلوم ہوتی ہی۔ چراغ یہان رکھ دو اور باہر
جاکر دیکھو۔ کون ہی۔ اچھی طرح تپا لگاؤ بھید
سمجھ لو۔ ساتھی باہر آیا۔ پربھاوتی اور
شیل ابلا ڈرین کہ اس گپھا سے ہمکو ڈھونڈھ
نکالیگا۔ خوف سے پربھاوتی کانپنے
لگی لیکن وہ ساتھی اُن تک نہ آیا۔ باہر
ہی سے اپنے مقام پر واپس گیا۔ اور
ساتھی سے بولا۔ یہان تو کوئی نہین
معلوم ہوتا۔ اس آندھی پانی مین پہاڑ
پر کون آئیگا۔ یقین ہوا کی آواز آدمیون
کی طرح سنائی دی ہوگی۔ اس بات
سے پربھاوتی کی جان مین جان آگئی
زندگی کی آس ہوئی۔ اُسکو شیل ابلا
پر نہایت غصہ تھا کہ اُسکے چلبلے پن
کی باتون سے موت کا سامنا ہوگیا
تھا مگر خیر ہوئی۔ وہ دونون چپ چاپ
ٹکٹکی لگائے دوسری گپھا والون کو
دیکھنے لگین۔ اُن مین ایک آدمی کی
پیٹھ کی طرف دوسرے کا مُنہ تھا۔ جو
سامنے بیٹھا تھا مسلمان ثابت ہوتا
تھا اور جسکا مُنہ نہین دکھائی دیتا تھا
اُسکی طرز گفتگو اُسے ہندو ثابت
کرتی تھی۔
ناظرین تو اس ہندو کو بھانپ
گئے ہونگے کہ سوائے بیجے کے اور

اور کون ہوگا۔ کسکو پڑی تھی کہ ایک
مسلمان کے ساتھ ایسے مصیبت
کے وقت پہاڑی پر مارا مارا پھر کر
اِدھر اُدھر کی ٹھوکرین کھائے۔
مسلمان ۔ مجکو محمد غوری نے
آپ کے پاس بھیجا ہی۔
ہندو ۔ کسواسطے ؟
مسلمان ۔ (ہاتھ مین کچھ دے کر) ملاحظہ کیجیے۔
ہندو ۔ تم اُنھین کے مرسلہ ہو۔ اُنسے
کہدو کہ جس سے آپکو دہلی کی فتح ہونے
کی امید ہی۔ وہ جان و دل سے مستعد
ہے۔ آخر اپنی مدد کے طریقے اور
اپنی حکمت عملیون کے وسیلے اچھی
طرح سمجھا کر کہا کہ جنگ کے وقت جو جو
کرنا ہوگا کسی وقت اُنکا موقع سمجھکر
ویسا ہی پھر کہلا بھیجونگا۔ کیون جی جو مین
نے کہا وہ سب وہان جاکر دہرا دوگے
بھولو گے تو نہین۔
مسلمان ۔ جی۔ بھولونگا کیا؟ سب
یہان زبانی لکھ گیا ہی۔
ہندو ۔ ذرا کہہ تو جاؤ۔ کیا کیا کہوگے
مسلمان ساری باتین دہرا گیا
ہندو نے کہا۔ اچھا جاؤ۔ اُن سے
کہدینا۔ اپنا قول نہ بھولین جو اقرار ہی پورا

کرنا پڑے گا۔

اتنے مین پانی بھی تھم گیا اُن دونون نے اپنی باتین ختم کر کے گفا سے باہر ہو کر اپنی اپنی راہ پکڑ لی۔

بائیسوان باب

"عاشق و معشوق"

محمد غوری کے جاسوس نے گفا سے دیکھا کہ پانی تھم گیا ہے۔ چکور کے کلیجہ مین ٹھنڈک پہونچانے والے چاند کی چاندنی چھٹک کر غزالون کی قدرتی سرمہ آلود انکھون کی شوخ نگاہون کو اپنی طرف کھینچ رہی ہے کہ پتیون سے پانی کی بوندین نہائے ہوئے حسینون کی زلفون سے ٹپکتی ہوئی معلوم ہوتی ہین۔ مسلمان اپنے ٹھہرنے کی ضرورت نہ دیکھکر چراغ کو گل کر کے چلنے لگا۔ قدم اُٹھاتے ہی دور پر دو گھوڑے نظر پڑے۔ شیل بالا اور پربھاوتی نے اپنے گھوڑے چرنے کو چھوڑ دیے تھے۔ آندھی پانی کے وقت گھوڑون نے بھی اپنے بچاو کے لیے ایک چٹان کی پناہ مانگ لی تھی۔ گھوڑون کے دیکھتے ہی مسلمان جاسوس سنک گیا۔ وہ اپنے دل مین طرح طرح کے خیالات کرنے لگا۔ یہ تو کسی چھتری کے گھوڑے ہین۔ ضرور اس پہاڑ پر کوئی نہ کوئی لگا ہوا ہے۔ جسے کا شبہہ صحیح تھا۔ وہ بھی آندھی پانی سے پہاڑ کے کسی کونے کھدرے مین چھپ رہے ہونگے۔ تلاش کرتے وقت دکھائی نہین دیتے۔ اگر اُنھون نے ہماری باتین سن لی ہونگی۔ تو کیا ہوگا خدانخواستہ ایسا ہی ہوا تو اب کی لڑائی مین کچھ ہاتھ نہ آئیگا۔ وہ اُسی جگہ پھر دیکھنے لگا اُجالے سے اندھیرے مین آنے کے سبب وہ پہلے کھوہ والون کو نہ دیکھ سکا۔ اُسے آتے دیکھکر پربھاوتی کے اوسان جاتے رہے۔ خون خشک ہو گیا۔ مسلمان جاسوس نے ہاتھ بڑھا کر ادھر اُدھر ٹٹولنا شروع کیا کوئی ہے کہ نہین۔ اتنے مین پربھاوتی اور شیل بالا کے شعلۂ عارض کی لپٹین اور آفتاب حسن کی شعاعین اُسے محسوس نظر ہوئین۔ سمجھا کہ انکا سرتا بھرتا کر دینا چاہیے اُس نے لپک کر ہاتھ بڑھایا۔ دفعتہً باز دپر تلوار کی نوک چھبتے معلوم ہوئی۔ یہ شیل بالا کے چھپلتے ہوئے ہاتھ کا ایک ادھا چرکا تھا۔ اس چوٹ کے بچانے پر شیل بالا

کرٹک کا ہاتھ جانے کو تھی کہ جاسوس نے پیترا بدل کر وار خالی دیا۔ افسوس کہ انکی یہ ہوس دل ہی مین رہگئی۔ دشمن کو بے دست و پا کرکے پرتھی راج کے حضور لیجائین اور اسکی راز کی باتین مہاراج سے جڑ دین۔

مسلمان نے بازو کے چرکے کی پروا نہ کرکے دوسرے ہاتھ سے تلوار پر ہاتھ ڈالدیا اور جھپٹ کر شیل بالا کو ایک جھٹکے مین باہر نکال لایا۔

پربھاوتی کا نازک دل سہم گیا چیخ اوٹھی۔ یہ چیخ بھی بہادر پر گونج کر مزہ دے گئی ایک طرف سے فوراً ہی آواز آئی۔ او ستم رسیدہ او مظلوم گھبرا نہین ہم آگئے۔ اتنے مین ایک گبھرو جوان گھوڑے پر ننگی تلوار چمکاتا ہوا جھپٹتے نظر پڑا۔ بات کی بات مین ادھر تو وہ آموجود ہوا اور ادھر انکا خدمتی جو بازار سے ضروریات کی چیزین خریدنے گیا تھا آپہونچا۔ دو نوجوانون کو دو طرف سے آتے ہوئے دیکھکر مسلمان کی جان آدھی رہگئی۔ ساری شیخی بھی بھول گیا۔ سر پر پانون رکھکر بھاگا گھوڑے کے سوار نے اپنا گھوڑا اسکے پیچھے ڈالا۔ مگر اوسکی چھاؤن نہ معلوم ہوئی کہ اسے بہادر کھا گیا یا کہین کونے کھدرے مین چپک رہا۔ سوار پربھاوتی اور شیل بالا کے پاس واپس گیا اور ان کمسن ہونہار لڑکون کو ایسے مقام اور ایسے وقت پر دیکھکر بڑا تعجب ہوا۔ شیل بالا دلیپ کو پہچان گئی اسکی صورت رات دن اسکے دل مین بسی رہتی تھی لیکن مرد کے بھیس مین وہ سوار شیل بالا کو نہ پہچان سکا اور کیونکر پہچانتا۔ کہان بچپن مین رہنے والی لڑکی کہان چندر ریت کے بیان ناز و نعم سے پلی ہوئی مسلح اور مرد کے بھیس مین جوانی کی امنگ دکھلاتو مرقع حسن۔

شیل بالا کا کلیجہ تو ہاتھ بھر کا ہوگیا آنکھیں اوپر نہ اٹھ سکین۔ اس ادا سے دلیپ کا ماتھا ٹھنکتا تھا اور اسوقت زیادہ تعجب ہوتا تھا جب شیل بالا مرد ہوکر آنکھ سامنے سر نہ اٹھا سکتی تھی۔ ایسے انداز دیکھکر پربھاوتی کو بھی حیرت تھی کہ یہ کیا بھید ہے اسنے شیل بالا کے کان مین کہا ارے مردانہ مین ایسی شرم کیا۔ یہ تو کہو ایسے انداز دیکھکر یہ آدمی اپنے دل مین کیا کہیگا۔ شیل بالا نے جبراً قہراً قدرتی حیا کو روک کر سر اٹھایا اور پربھاوتی کے کان مین کچھ چپکے چپکے کہنے لگی

جیسے سنکر پربھاوتی سوار سے بولی۔ سلمان کے نرغے اور اپنی چیداری مین ناکامیابی دیکھکر اب تک اُسکے ہوش ٹھکانے نہین۔ اسی سے آپ کے سامنے مُنہ نہین ہوتا۔

سوار۔ (مسکراکر) اب تو وہ بھاگ کھڑا ہوا اگر یہان ہوتا بھی تو میرے ہوتے کیا کرسکتا تھا۔

شیل بالا اپنے دل مین کہہ رہی تھی کیا یہ سچ مچ کٹی مین میرے ساتھ کھیلنے والا میرا پیارا دلیپ ہی۔

دلیپ نے پوچھا۔ آپ لوگ یہان مصیبت مین کیونکر پڑے۔ لیکن شیل بالا کے مُنہ سے بات نہ نکلی۔ بچپن مین دلیپ کے ساتھ کھیلنے والی شیل بالا آج اتنی شرم آلود کیون ہی۔ وہ بےتکلفیان کیا بھول گئی جو ہر وقت ساتھ کھیلنے۔ کھانے پینے۔ رو ٹھنے منانے کے وقت بچپن مین دلیپ کے ساتھ رہتی تھی۔ اسکا جواب شیل بالا کے دل کے موافق ہملوگ نہین دیسکتے۔ شیل بالا کو چُپ دیکھکر پربھاوتی نے سب سرگزشت بیان کی۔ دلیپ کو بہت تعجب ہوا کہ ہندون مین ایسا کون شخص پیدا ہوا ہی۔ جو اس طرح نمکحرامی کرنے پر مستعد ہوا ہے۔ ہم لوگون کا مددگار ایشر ہی

اُسی نے آپ کو یہان بھیجدیا جس سے اُس نمک حرام کا راز فاش ہوجائے مین دیکھتا ہون کہ اس راز کے افشا کرنے کے لیے مجھے دلی پھر لوٹ جانا ہوگا۔ کیا آپ لوگون نے اُس بدمعاش کو پہچان لیا ہی؟ اُسکا پتہ ملنے سے اُسے اپنی حرکتون کا خمیازہ کھینچنا پڑے گا۔

پربھاوتی۔ ہم لوگون نے اُسکا مُنہ نہین دیکھا کسطرح پہچانتے۔

یہ کہکر نوکر سے گھوڑا کسنے کا حکم دیا اور پھر دلیپ سے مخاطب ہوئی۔ آج آپنے ہمین اژدر کے مُنہ سے بچایا۔ ہم آپ کے بڑے احسانمند ہین۔

دلیپ۔ مین نے تو کوئی ایسا کام نہین کیا جسمین آپ لوگ میرا احسان مانین اب اگر اجازت ہو تو مین دلی جاکر سب حال مہاراج کو سُنا آؤن اگر آپ کو بھی اس راستہ سے چلنا ہو تو چلیے۔ باتون مین راہ کٹ جائیگی۔ کسی طرح تکلیف نہونے پاوے گی۔

پربھاوتی نے ساتھ چلنا قبول کیا اور سب اپنے گھوڑون کو چمکاتے ہوئے پہاڑ سے اُترنے لگے۔ دن کی روشنی کی طرح چاندنی مین اُترتے ہوئے دلیپ نے کہا کہ آپ لوگ ذراسی عمر مین اکیلے پہاڑ

پر سے دلی جاتے ہین اس سے مجھے بڑا تعجب ہوتا ہی۔ اس عمر مین ایسے سفر کا کوئی سبب ہونا چاہیے

شیل بالا نے پربھاوتی کے کان مین کہا کہ مین اس جوان کے ساتھ ایک مذاق کرتی ہون جب چاپ کچھ بولنا جاننا نہیں اور پھر دلسیپ سے بولی۔ آپ نے ہم لوگون پر احسان کیا۔ اسوجہ سے آپ کے ساتھ مجھے محبت پیدا ہوئی اب ہمکو اپنے آنے کا بھید چھپانا نہین چاہیے۔ آواز سنکر کرن سنگھ چونک اٹھا۔ اُسکے کان مین بین سی بج گئی۔ جیون ہی شیل بالا کی آواز سُنی۔ دل مین شیل بالا کھٹک گئی۔ اُسنے ایک گہری سانس لی۔

شیل بالا۔ (ذرا تا پربھاوتی کیطرف مخاطب ہو کر) ہمارے معزز نوجوان کسی کے تیغ ابرو کے زخم رسیدہ معلوم ہوتے ہین۔ جسکی دھن مین اپنے والدین کو چھوڑ کر ادہر اُدھر مارے پھرتے ہین۔ مین بھی اُڑتی چڑیا پہچانتا ہون۔ انکی صورت دیکھکر مین نے ساری چپیان بوجھ لی۔

یہ آواز سنکر نوجوان نے پھر ایک دردناک آواز سے اُف کی۔

پربھاوتی۔ (شیل بالا سے مسکرا کر) ارے یہان بھی ہنسی دل لگی۔

شیل بالا۔ پھر شرم ہی کیا ہی محبت کیا کوئی بری چیز ہے۔ ہمارے معزز نوجوان کا چہرہ بول رہا ہی کہ انکی کسی سے لو لگی ہی اپنے دل کی چوٹ کا مزہ اُٹھائے ہوئے ہین اس سے تمھارے دُکھ کے بھی شریک ہوئے۔

کرن سنگھ کچھ شرمندہ سے ہو گئے چہرے سے ندامت ٹپکنے لگی۔

شیل بالا۔ (یہ حالت دیکھکر) کیون صاحب کیا میرا گمان جھوٹا ہی۔ ذرا سچ سچ فرمائیے۔

کرن۔ جب آپ بے تکلف ہو کر مجھ سے پوچھتی ہین تو مجھے بھی بے تکلفی کا برتاؤ کرنا چاہیے۔ واقعی آپ کا گمان سچ ہے۔

شیل بالا کو طرح طرح کے شکوک پیدا ہوئے۔ فوراً یہ خیال ہوا کہ وہی شیل بالا اب تک اسکی نظرون مین کھبی ہوئی ہی۔ خدا نہ کرے کہین کسی دوسرے کی یاد مین تو اسنے گہری سانسین نہین لین۔ کہین اُسی کی یاد اور عالم وحشت نے اسے اس پہاڑ کی ٹھوکرین نہین کھلاتی۔ بولی کیون جناب! کیا اُسی کی یاد نے آپ کو اس پہاڑی پر رات کیوقت کھینچ بلایا

کرن۔ ہائے نہین مین آپ کیطرح ایسا

خوش قسمت نہین ہون کہ کسی کی یاد بھی مجکو ایسے وقت ایسے مقام پر کھینچ بلا کے۔

شیل بالا۔ کیون۔ کیون۔؟ کیا آپ کی اُسطرف محبت ہی۔ آپ کی چاہتی نازنین کیا آپ پر جان نہین دیتی؟

کرن۔ خدا معلوم۔ افسوس تو یہ ہی کہ مین نے اُسے بہت دنون سے دیکھا ہی نہین۔

شیل بالا۔ تو یہ کہیے آپ نئے قسم کے عاشق مزاج حسن پرست ہین۔ آپ جسپر مرتے ہین۔ اُسکے دل کا حال بہی نہین جانتے۔ آفرین ہی آپ کی محویت پر۔ ذرا آپ کی محبت ملاحظہ کیجیے کہ دل مین بسی ہوئی حسین کی خبر تک ندار دگر اسپر عاشق ہین۔ شاباش۔ اس سے خیال کرنے کی گنجائش ہی کہ آپ کا عشق بھی لڑکون کا گھروندا ہے۔

کرن۔ آپ ایسا خیال نہ کرین میرا دل ہر وقت اُسی کے پاس اور اُسکا خیال میرے دل مین رہتا ہی۔ اسوقت ایک مہم درپیش ہی اس سے مجبور ہون ورنہ اُسپر آنکھین سینکنے کی فرصت نہین۔

شیل بالا۔ بھلا وہ آپ کی پیاری بھی آپ کو پیار کرتی ہی۔ یا آپ ہی اُسکے عشق مین ڈوبے ہوئے ہین۔ اتنا تو آپ کو معلوم نہین اور اسپر عاشقی کا دم بھرتے ہین۔ اگر اُسکے دل سے اُترے ہوئے ہون تو

کرن۔ یہ تو دل جانے کہ کمبخت اُسپر کیون جان دیتا ہی۔ لیکن اتنا کہہ سکتا ہون کہ ہان اُسپر میری جان جاتی ہی اگر وہ مجھے بھول ہی گئی ہو دوسرے سے دل اُسنے لگا لیا ہو تو اُسکی الفت میرے دل سے نہین نکل سکتی نہ وہ اپنی تصویر تصور کا دامن مجھ سے چھڑا سکتی ہی نہ مین اُسے دوسرے سے دل لگانے کو روکونگا۔ میرا کلیجہ پاش پاش ہو جاے ایک دل کے ہزار ٹکڑے ہو جائین۔ مگر اپنی تکلیف کو اُسکی رضا و خوشی پر مقدم سمجھونگا۔

شیل بالا اپنے بہروپ کو زیادہ نہ چھپا سکی بولی۔ تم جسکو چاہتے ہو وہ بڑی قسمت کی دھنی ہی۔ وہ دل مین سوچتی تھی کہ کیا اس فرقت زدہ نوجوان کی پران پیاری برسون کی چھوٹی ہوئی شیل بالا ہی ہی۔ ارے کیا وہ خوش نصیب مین ہی ہون۔

انھین باتون مین وہ لوگ پہاڑی کے نیچے پہونچ گئے۔ کرن سنگہ نے بجے کو جاتے دیکھا۔ بجے اپنا منطقہ پورا ہونے کی خوشی مین جھپٹ قدمی کرتا ہوا گھر کیطرف سدھیان بھر رہا تھا وہ نہ جانتا تھا کہ کانے چور کنورجے بھنیٹ کا معاملہ پیش ہوگا۔

کرن۔ (تعجب کے ساتھ بجے کو ٹوک کر) تم یہان کہان ؟

نوخیز ساتھیون کے ساتھ کرن کو دیکھکر بجے کی زبان سے بھی وہی فقرہ نکل آیا۔ اور آپ یہان کہان۔

کرن۔ پہلے تم بتاؤ۔ پھر مین کہونگا۔

بجے۔ (بات بنانے کی غرض سے ذرا تامل کے ساتھ) اس پہاڑی پر ایک سنیاسی کا استھان ہے۔ مین اُنسے پوچھنے آیا تھا کہ اس دفعہ لڑائی مین کیا ٹھہرے گی۔ آندھی پانی کے سبب سے اب تک پلٹ نہ سکا۔ اب جھنجھلایا ہوا گھر جاتا ہون۔

کرن۔ سنیاسی جی نے کیا کہا۔

بجے۔ اُنکے درشن نہین ہوئے وہ آج کہین گئے ہوئے ہین۔ یہ تو فرمایئے آپ کا یہان بیوقت آنا کیونکر ہوا۔

کرن۔ مین چندر پت کی تلاش مین دہلی سے مسلمانون کی چھاؤنی جاتا ہون لیکن اب پھر دہلی لوٹ جانا پڑتا اچھا ہوا تم مل گئے۔ اب دہلی جانا ملتوی کرتا ہون۔ اب تمھین سے کام نکل جائیگا مین جو کہون اُسے پرتھی راج کے کان مین ڈال دینا۔

یہ کہکر جو کچھ پرتھادتی سے سُنا تھا حرف بحرف بجے سے کہدیا۔

بجے سنتے ہی آگ بگولا ہوگیا۔ چہرے سے شعلے برسنے لگے۔ معلوم ہوتا تھا کہ مسلمان جاسوس کو بھید دینے والے کا خون ہی تو پی جائیگا۔

کرن۔ تم غصہ کیون کرتے ہو؟ بندہ جھپٹ جاؤ۔ مہاراج سے خبر کردو۔ شنیدہ اثرے دارد۔ وہ خبردار رہینگے تمھاری خیر خواہی الگ ہوگی۔ اور میرے اوپر احسان گھاتے ہین۔ تمھارے سبب سے دہلی جانے کی زحمت سے بچا ان دونون ہونہار نوجوان کو بھی اپنے ساتھ ہی لیتے جاؤ۔ جہان جانا چاہتے ہون اچھی طرح پہونچا دینا۔

بجے۔ راجکمار جی! آپ نے جو فرمایا سر آنکھون پر مین انکو بھی لیے جاتا ہون راجکمار کا لفظ سنکر شیل بالا چونک اُٹھی۔ دلیپ راج پتر کہان اور اگر ہین تو انکی معشوقہ بھی راجکماری ہوگی شیل بالا کہان ہوسکتی ہے۔ راجکماری پران پیاری کے سامنے کھڑی ہوئی شیل بالا کو نہ پہچان سکے۔

دلیپ نے اُسے زرکین مین دیکھا تھا۔ اب اُسکی شکل صورت مین زمین و آسمان کا فرق ہے شیل بالا اپنے حسن و جوانی اور تغیر لباس پر الزام

رکھتی تھی جس سے اُسکا سچا عاشق اپنے دل مین بسی ہوئی صورت کو نہ پہچان سکا وہ دلیپ کو اور راجکمار کے عشق کو اُسکے ہمجنس سے فرض کرکے اپنے چوٹ کھائے ہوئے دل کو اُسکی طرف سے اُٹھانا چاہتی تھی۔ مگر سچی محبت بڑھتا ہوا دل کہین ماننے والا تھا جیون جیون وہ اُسسے مسوستی تھی تیون تیون وہ اسی تصویر تصور کے گلے سے اور چمٹا جاتا تھا۔

پربھاوتی ۔ (کرن سنگھ کو بچے سے) اُن لوگون کے ساتھ لیجانے کے لیے کیتے سنگھ! مین نے ایک قصور کیا ہے معاف کرنا۔

کرن ۔ یہ قصور کیا۔ آپ نے میرا کیا نقصان کیا ہے۔

پربھاوتی ۔ مین نے آپ ایسے شخص سے ایک راز چھپا رکھا۔

کرن ۔ مین نے ابھی تک تو آپ سے کوئی بھید کی بات پوچھی ہی نہین جسکے چھپانے کا الزام آپ پر ہو جاسے۔

پربھاوتی ۔ وہ راز ایسا ہی تھا جو آپ کے بغیر استفسار مجھے پہلے ہی کہہ دینا چاہیے تھا۔ اب التماس ہے کہ آپ اسکے گوش گزار کر دون۔ آپ نے کبھی چندر بھٹ کا نام لیا تھا۔ کیا آپ اُنھین جانتے ہین؟

کرن ۔ ہان۔ اُنھین کی تلاش مین دہلی سے نکلا ہون اور اسی وجہ سے آپ کو اپنے ساتھ لے چلنے مین مجبور ہون ورنہ مین بھی آپ کے ساتھ دہلی چلا جاتا۔

پربھاوتی ۔ مجھے بھی اُنھین کا برگ مردانہ مجلس مین اس بہاڑی کی ٹھوکرین کھلا رہا ہے۔ مین اُنکی بی بی ہون۔

کرن ۔ (تعجب کے ساتھ) آپ چندر بھٹ کی استری ہین۔ آپ کا بھیس تو مردانہ ہے۔ میرا دل پہلے ہی کھٹکا تھا۔ آخر میرا شک سچ ہی ہوا۔ پھر آپ دہلی کیون جایا چاہتی ہین۔

پربھاوتی ۔ ہم لوگ اجمیر سے چلے ہین تاکہ دہلی سے سراغ لگا کر پتے پر پہونچین۔ اگر آپ ہم لوگون کو اپنے ساتھ لیتے چلین تو بڑا احسان ہو۔ پھر شیل بالا سے مخاطب ہو کر) پیاری شیل بالا انکے ساتھ چلنے مین کچھ مضائقہ تو نہین۔

شیل بالا کا پیارا نام سنکر کرن سنگھ دفعتہً چونک اُٹھے۔ اس نام سے اُنکے جسم مین جان سی پڑ گئی۔ آنکھین کھل گئین۔ مگر دل کو یقین نہوتا تھا۔ یہی

سوچتے کہ مین ایسا خوش نصیب کہان ہون کہ شیل بالا کا نام یون بے نت غیرے سنون وہ مجسم میرے سامنے خود ہی آکر کھڑی ہو جاے ۔ ارے کیا یہ میری ہی پران پیاری ہے ۔

کرن سنگہ کو دفعتہً اس مردانہ بھیس مین شیل بالا کی پوری چھب نظر آنے لگی ۔ اُس حسن کی زندہ تصویر کو ٹکٹکی باندھ کے دیکھنے لگے ۔ زبان پر تواتر اُسکا نام آیا ۔ دانتون مین دبے ہوئے ہونٹھ کاٹنے لگے ۔ وہ اپنی بچپن کی ساتھ کھیلی ہوئی پران پیاری کو پہچان گئے دل ہاتھون بڑھ گیا ۔ اپنے دل سے باتین ہونے لگین ۔ شیل ! تم اب وہ کٹیا مین رہنے والی روپ وتی کنیا ن نہین رہین ۔ وہ بھولی بھولی صورت وہ بچپنے کی میٹھی میٹھی باتین اب نہین ہین اسی سے تمھین پہچان نہ سکا یہ نہ سمجھنا کہ تم پر جان دینے والا تمھین بھول گیا نہین نہین تمھاری اگلی صورت شکل اُسکے دل مین ویسی ہی بسی ہوئی ہے وہ اُسے بخوبی پہچانتا ہے مگر مردانہ بھیس اور اُٹھتی جوانی کے حسن عالمگیر نے دھوکا دیا آخر کرن سنگہ سمجھ گئے کہ مجکو پہچان کر شیل بالا میرے دل مین گھسکر میرے عشق کا امتحان کرتی ہے ۔ اُسکی ان باتون نے انکے دل پر ٹونا سا ڈال دیا اور وہ ان خیالات پر خوشی کے جوش مین دل ہی دل مین ہنسے اور پربھاوتی کی باتون سے شیل بالا کو بخوبی پہچان لیا ۔

شیل بالا نے بھی اُنکے دل مین گھسکر اُنکے دل کی جانچ پڑتال کی اور سمجھ لیا کہ اب تک دلیپ کا دل شیل بالا کے ہاتھ مین ہے ۔

شیل بالا اور پربھاوتی کا دہلی جانا ملتوی ہو گیا بجے بنی اپنے دل مین خوش ہوا وہ اس فکر مین تھا کہ ان دونون کے ساتھ جانے سے مہاراج کے کانون تک ساری باتین پہونچ جائینگی ۔ پس اُسکا یہ خوف دل سے جاتا رہا ۔ اور اپنے گھر کی طرف چلتا دھندا کیا ۔

باب تئیسوان

"رہائی"

جیدریت سلطان محمد غوری کی قید مین ہین ۔ سلطان نے اُسے کیون نہ تیغ بے دریغ نہ کیا یا بہ زنجیر کیون رکھا اسمین کئی سبب ہین ایک تو سلطان نے سوچا ۔ اگر اب کی جنگ مین پھر

شکست ہوئی تو جندرپت کے ہلاک ہونے پر بھی راج ضرور اُسکی جان کا پیاسا ہو جاے گا - قید کرنے سے یہ فائدہ ہے کہ اگر وہ خود یا اُسکا کوئی افسر قید بھی ہو جاے تو جندرپت کی سفارش سے اُسکا بچاؤ ہو سکتا ہے - اسی طرح اُسنے بہت سے نشیب و فراز سوچکر جندرپت کو پابزنجیر رکھا - رات دن انکے اوپر مسلح سپاہیون کا پہرا رہتا - جب دیکھیے پہرے والے ننگی تلوارین لیے سر پر سوار ہین - جندرپت کو بھاگ نکلنے کا کوئی پہلو نہ ملتا تھا - پہلے پہل دو تین دن تک اُنکو فاقہ پر فاقہ ہوتا رہا - گو شاہی حکم کے بموجب مسلمان اُسی قیدخانے مین آٹا وغیرہ کھانے کی چیزین لا دیتے تھے مگر وہ اسلامی چھاؤنی کو ناپاک اور نجس سمجھکر نہ وہان کھانا پکاتے نہ کھاتے تھے مسلمانون کی ایک نہ چلتی تھی - نہ وہ بھوک کے بس ہو کر اُنکے سیدھے کھانے پر گرنے سے اپنے مذہبی اصول اور ہندو دھرم پر بٹہ لگانا چاہتے تھے - اُنکے چہرے پر گرانکے کے فاقون سے مردنی چھانے لگی - ہاتھ پاؤن ڈھیلے پڑ گئے مگر اُنکی دُھن نہ ٹوٹنا تھی نہ ٹوٹی وہ اُسی استقلال سے ہوا پھانک کر جینا پسند کرتے تھے اُنکو موت کا خوف تھی قیدخانے مین ایک لقمہ نہ کھا سکا - مسلمان لوگ ڈرے کہ کہین یہ ہندو دھرم کا سچا پابند اور نفس کش بہادر فاقہ کر کرکے اپنے ہتھیا سوار نہ کر دے اور اُس کے مرجانے پر طرح طرح اندیشے ہین - انھون نے کچھ تو خدا ترسی و رحمدلی اور کچھ آئندہ اپنے مطلب کا نکلنے کی پیشبندی سے اُنکے کھانے پینے کا معقول انتظام ایک ندی کے کنارے کر دیا جہان وہ سنگین پہرے مین اشنان دھیان کرکے کھانا پکاتے اور کھاتے اور پھر زنجیرون مین جکڑے تھے -

اُنکو قیدخانہ مین بھی بے پروا اور نیک نیت سمجھکر مسلمانون کو انکی طرف سے اطمینان سا ہو گیا - تو انھون نے سنگین پہرے اُٹھا دیے کبھی ایک اور کبھی دو سپاہی اُنکے نگران رہتے اور وہ بھی براے نام کیونکہ جانتے تھے کہ اگر قیدی بھاگ بھی نکلیگا تو جائیگا کہان - فوجی چھاؤنی کھوڑی پر ہے آواز دیتے ہی ہزار آدمی دوڑ کر دھر لینگے -

ایک دن شام کے وقت جندرپت ندی کے کنارے درخت کے نیچے دو سپاہیون

کی حراست مین کھانا پکانے تھے۔
اتنے مین ایک کشتی چندربت کو ادہر
پر تیزی سے بہتی ہوئی دکھائی دی اور
دفعتہً ایک پتھر کا ٹکڑا درخت سے ٹکراکر
گرتا ہوا نظر آیا۔ چندربت نے چونک کر
اُسے اُٹھا لیا۔ اُس پتھر سے لپٹا ہوا
کاغذ محسوس ہوا سمجھا کہ یہ کوئی
الہام غیبی کی دستاویز ہو وہ کاغذ
کو اچھی طرح ٹٹول بھی نہ سکے تھے کہ
پہرے کے سپاہی جھپٹ پڑے
بولے کہ یہ دھما کا کیسا ہوا۔ ابھی
ابھی یہان کوئی بھاری چیز زور سے
گری ہے۔ چندربت نے بناوٹ
سے اپنی گھگھی باندھ لی۔ کہتے کچھ تھی
منہ سے کچھ نکلتا تھا معلوم ہوتا تھا
کہ یہ کسی ڈراونی صورت کو دیکھکر
آپے مین نہین رہے ہین۔ دوسرے
والون مین ایک کچدلا سپاہی تھا
اُسکے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ تھراگیا
سمجھا کہ یہ جنگل بیابان ہے کسی بھوت
پریت یا شیطان نے پتھر کھینچ مارا
ہے۔ اُسکی جان مین جان نہ رہی
یکایک اسلامی فوج کے پڑاو مین
غل و شور مچا ہلڑ سے زمین و آسمان
گونج اُٹھے۔ دونون پہرے والے

اور بھی گھبرائے۔ یک نہ شد دو شد۔ یہ
کیا معاملہ ہے خدا خیر کرے شاہی چھاونی
مین یہ غل شور۔ یہ ہلڑ۔ یہ ہم چخ کیسی
چلکر دیکھنا چاہیے۔ آخر معاملہ کیا ہے
ایک سپاہی دوسرے سپاہی سے بولا
ذرا ٹہرے رہو۔ پر لپک تو جاو۔ دیکھو یہ غل
غپاڑا کیسا مچا ہے۔ خیر تو ہے۔ جہان پناہ
سلامت کے خیمے کے آس پاس لیبا
ٹہر مچنا خالی از علت نہین۔
دوسرے سپاہی کا مارے ڈر کے پتہ پانی
خطا ہو رہا تھا اور سان نہ تھے۔ اُسے قدم
اُٹھانا دوبھر تھا۔ منہ سے بات نہ نکلتی
تھی۔ پھر جاتا کون۔ آخر وہی سپاہی
اُس سے یہ کہکر چلتا ہوا کہ دو ذرا ہوشیاری
سے قیدی پر پہرا رکھنا۔ ایسا نہو کہ یہ تین
تیرہ نو دو گیارہ ہو جائے۔ تو آئی گئی ہمارے
تمھارے ماتھے جائے۔ اُدھر وہ سپاہی
فوجی پڑا کیطرف جھپٹا ہوا۔ ادھر
چندربت نے آگ کی روشنی مین کاغذ
دیکھا تو لکھا پایا کہ الشیر نے ہم لوگون کو
تمھارے چھڑانے کے واسطے یہانتک
پہونچایا۔ آنکھ بچا کر ناو پر سوار ہو جاو
یہان سے چلتا دھندا کرین۔ جو کچھ
کہنا سننا ہو کاغذ کی پشت پر لکھکر
پانی مین ڈال دو۔ تا کہ ہم دلیا انتظام

کرین۔ کب جندر نے فوراً نظر بچا کر کوے
سے لکھدیا۔ ہم بھی ہمراہ ہین سایہ کیطرح
ساتھ جائینگے جدھر جائیگا۔

یہ لکھکر انھون نے درخت کے پتے
توڑ کر ایک ناؤ بنائی اور اسمین اُس کاغذ
کو تہ کر کے ناؤ پانی مین بہادی۔ دفعتہ
کشتی سے کوئی شخص اُس کاغذ کیطرف
جھپٹا۔ پہرے کا سپاہی دیکھکر سہم اٹھا
کہ شیطان بھوت پریت دریا سے ہم لوگون
کی طرف دوڑ پڑا ہے اُسکے آگے حواس
جاتے رہے۔ دانتی بیٹھنے لگی۔ کب جندر
نے سوچا کہ اگر یہ خوف زدہ سپاہی چلا
اٹھا تو غضب ہی ہو جائیگا۔ پہرا دکے
سپاہی دوڑ پڑینگے۔ بھاگتے رستہ
نہ ملیگا۔ انھون نے اُسکے چلانے
کی نیت دیکھکر اُسکا منہ ہاتھ سے بند
کر دیا۔ جھلا کر بولے۔ ارے کمبخت یہ کیا
غضب کیا چاہتا ہے۔ دیکھتا ہے کہ شیاطین
گھوڑی پر کھڑے ہین۔ منہ سے سانس
نکلی تو جبتیا کھا جائینگے۔ ڈکار بھی نہ لینگے
ذرا دیر زبان بند رکھ۔ پٹ مار کر بیٹھ
جا۔ دل مین خدا کا نام لے کہ آئی بلا
سر سے ٹل جائے۔ سناٹا پائینگے تو شیاطین
چپ چپاتے چلے جائینگے۔ نہین تو
غضب ہی ڈھائینگے۔

کچہ بے سپاہی کے لیے یہ باتین اور
بھی خوفناک تھین اُسکی ساری سٹی
بھول گئی۔ ہوش جاتے رہے۔ چارون
طرف بھوت ہی بھوت نظر کے سامنے
جنگل کے اگیا بتیال ہی روند گھوستے
نظر آنے لگے۔

اتنے مین کرن سنگہ ننگی تلوار چمکاتے
ہوئے جھپٹ پڑے۔ سپاہی کی رہی
سہی جان اور بھی نہ رہی۔ ہاتھ پاؤن
تھر تھر کانپنے لگے۔ چہرے پہ مردنی
چھا گئی۔ ہکا بکا سا رہگیا۔ دفعتہ اُس
ننگی تلوار چمکاتی ہوئی صورت کا ہاتھہ
اُسکے ہاتھ پر پڑا پھر تو قیامت ہی ہوگئی
سپاہی کو موت نے چھاپ لیا
کرن سنگہ تلوار تول کر بولا۔ خبردار جو
منہ سے آواز نکلی اگر ذرا سانس لی
تو گدی سے زبان کھینچ لونگا ایک ہاتھ
مین وارا نیارا ہو جائے گا۔ چل میرے
ساتھ کچھ بھی چون کی تو سمجھ لینا کہ پیدا ہوا
تھا۔ سپاہی پہلے سے ادھ مرا تھا
مجسم موت نظر آنے سے چارون
شانے چت زمین پر گر پڑا۔ کرن سنگہ
نے جندرت کو ناؤ پر سوار کیا۔ ناؤ
اُڑن کھٹولے طرح گنگا منہ مین داب کر
ہوا سے باتین کرتی ہوئی چلی۔ اور

آنا فانا کہین سے کہین نکل گئی۔ چندربت کی آنکھین کھلین۔ دیکھا کہ وہی کٹی کا رہنے والا دلیپ ناؤ پر سوار اپنے تیج کا پرکاش کر رہا ہی۔ اُسنے دلیپ کی محنت اور بہادری کا شکریہ ادا کرکے پوچھا۔

چندربت۔ دلیپ! دہلی کے کچھ سماچار سنئین۔ مہاراج تو اچھے ہین تم کیونکر یہان آ گئے۔

دلیپ۔ دلی مین سب خیریت ہی۔ وہین سے آتا ہون اور جس کام کے لیے آیا تھا وہ ایشر کی کرپا اور مہاراج کے اقبال سے سدہ کیے جاتا ہون۔

چندربت۔ مسلمانون کی لڑائی کے لیے دہلی مین کیا ہو رہا ہی۔

دلیپ۔ دھوم دھڑکے سے سامان ہو رہے ہین۔ ایشر نے چاہا تو دشمنون کو چھٹی کا دودہ یاد آئیگا۔

ادھر چندربت کو پربھاوتی کی لگی تھی وہ اُسکی خیر و عافیت پوچھنے ہی کو تھے مگر فوراً خیال گذرا کہ دلیپ دہلی سے آتے ہین یہ اجمیر کا کیا حال جانین۔

ادھر دلیپ کو اُنکے مصائب اور تکلیفون کا خیال تھا۔ چاہتے تھے کہ یہ اتنے دنون کے مصیبت جھیلے ہوئے ہین آج آرام سے سو جائین تو بہتر ہی۔ کل صبح کو پربھاوتی سے ملایا جائیگا۔ انھون نے کہا۔ چندربت جی! آپ بہت دنون تارے گنتے رہے ہین۔ آنکھون مین نیند سمائی ہی آپ چین سے سوئیے۔ صبح کو اور باتین ہونگی۔ چندربت دہلی کے پوشیدہ رازون سے آگاہ ہونے کے نہایت مشتاق تھے اور چاہتے تھے کہ محمد غوری اور ججے کی سازشی باتین دلیپ کے کان مین ڈالدین مگر دلیپ کے اصرار اور اُنکی خاطر شکنی نہونے کے خیال سے وہ ناؤ پر لیٹ رہے۔ ادھر چندربت کی آنکھ لگی اُدھر کرن سنگھ کو پیاری شیل بالا کی یاد آئی۔ اُس سے اب تک دل کھول کر ملنا نصیب نہوا۔ نہ اُسنے اپنی کہی نہ میری سنی۔ پربھاوتی بھی چندربت کی فرقت مین آدھی رہگئی ہی۔ بہتر ہو کہ اُسے چندربت کے پاس بھیجدون اور مین الگ جا کر اپنی پیاری شیل سے دو دو باتین کرون۔

کرن سنگھ چندربت کے سرہانے سے اُٹھے۔ پربھاوتی سے کہا لو مبارک آج تمھاری مصیبتون کا خاتمہ ہوا۔ تمھاری آنکھین جسکو ڈھونڈھتی تھین۔ دیکھو وہ مست خواب آرام ہے۔ جاؤ گلے تو مل لو۔ پربھاوتی دوڑی دیکھا کہ اُسکا

پران پیارا خیدربت آرام کر رہا ہی۔ اُسنے پائینتے پہونچتے ہی قدم چھوئے اور جوش محبت سے پانون دابنے لگی۔ خیدربت کے دل مین قید کے زمانے کا ڈر سمایا ہوا تھا چونک پڑے دیکھا کہ ایک موہنی صورت اُسکی آنکھون کے سامنے ہی۔ وہ فوراً ہی پربھادتی کو پہچان گیا۔ مگر ایک ایسے موقع پر اُسکا دفعتہً موجود ہوجانا اُسے یقین دلاتا تھا کہ وہ خواب دیکھ رہا ہی ورنہ محلون کی رہنے والی پربھادتی یہان کہان۔ اسی عالم حیرت مین وہ آنکھین ملتے ہوئے اُٹھ بیٹھے۔ پربھادتی جوش محبت سے چمٹ گئی۔ دونون بچھڑے ہوئے خوب دل کھول کھول کر روئے سسکیون نے اُنکی زبان سے کوئی بات نہ نکلنے دی۔ پربھادتی اُسوقت کی گریہ وزاری سے کبھی کبھی چھوئی موئی کے درخت کیطرح مُرجھاتی اور پھر مارے خوشی کے پھولی نہ سماتی تھی۔ خیدربت نے محبت کے بس مین پربھادتی کی سُرگمین آنکھون کے آنسو اپنی آستین سے پونچھے اور پربھادتی کے آنچل نے خیدربت کے آنسو پونچھنے کیلیے اُٹھکر ایک ایسے اُبھار سے اُنکی آنکھون کو منور کردیا۔ جسپر بت دنون سے بدگستاخ ہو پہنچنے کو ترس رہا تھا۔ پربھادتی کے دل مین ہزارون باتین تھین جو اُسنے خیدربت سے کہنے کو سوچ رکھی تھین مگر دفعتہً ایک خوشی حاصل ہوجانے سے وہ سب بھول گئی۔ اپنے پیارے شوہر سے بولی۔

پربھادتی۔ آج سونے کا دن ہی۔ ایشر نے آپ کو دشمنون کے پنجے سے چھڑاکر مجھ سے ملایا۔ ایشر کرن اور شیل بالا کا بھلا کرے کہ جن کے سبب سے آپ کے درشن نصیب ہوئے۔

خیدربت۔ آمین شیل بالا نے کیا کیا۔ اور کرن کون مجھے تو دلیپ کا شکرگزار ہونا چاہیے جسکے سبب سے میری بیڑیان کٹ گئین۔

پربھادتی۔ سچ پوچھیے تو آپ کی رہائی کا مقدم ذریعہ شیل بالا ہی ہوئی۔ وہی اپنے ساتھ لیکر مجھے نکل کھڑی ہوئی۔ راستہ مین کرن ملے پھر جو کچھ ہوا وہ آنکھون کے سامنے ہی۔ آپ جسکو دلیپ جانتے ہین وہ دلیپ نہین کنور کرن سنگہ جی ہین۔ میری آرزو یہی ہی کہ جسطرح انکی بدولت ہماری مراد ملی۔ اسی طرح وہ دونون بھی اپنی مراد پر پہونچین وہ مراد آپ ہی پوری کرسکتے ہین

چندر بت - دلیپ تو دلیپ - یہ کرن سنگھ کیا معنی - اور پھر کنور - یہ تو گنتی کے رہنے والے ہین - کنور گھیلے ہو گئے -

پربھاوتی - کنور کرن سنگھ مہاراج سمر سنگھ والی چتور کے بیٹے اور کنور کلیان سنگھ کے چھوٹے بھائی ہین یہی کنور جی بجلی کی بدولت کھو گئے تھے - اب مہاراج نے بڑھاپے مین اپنے کھوئے ہوئے لال کو پایا ہے

پربھاوتی نے یہ کہدینا مناسب نہ سمجھا - شیل بالا کے دل کو کرن سنگھ سے گہرا تعلق ہے - دونون عشق مین ڈوبے ہوئے ہین - اُسنے یہ باتین اور وقت پر اُٹھا رکھین - اور اپنے مکان سے چلکر چھاونی تک پہونچنے کی سرگزشت بیان کی اور یہ بھی کہا کہ پہاڑی پر پہونچتے ہی ایک مسلمان جاسوس اور ایک ہندو نمکحرام سے جو جو راز کی باتین مین نے سُنی تھین کرن سنگھ سے مفصل حال کہدیا کرن سنگھ ہی نے ہم دونون کی جانین مسلمان جاسوس کے ہاتھ سے بچائین - پھر بچے سے پہاڑی سے اُترتے وقت ملاقات ہوئی اور اُسی کے ذریعہ سے یہ سب سازشی باتین مہاراج تک بھی

کے کانون تک پہونچائی گئین -

بچے کا نام سنکر چندر بت چونک پڑے وہ اپنی آنکھون سے بچے کی ساری حماقتین دیکھ چکے تھے - بول اُٹھے کہ ہائے غضب ہوگیا - بلی سے چھیچھڑون کی رکھوالی - چور کو شہر کی کوتوالی - اور اسی نمک حرام کے ذریعہ سے مہاراج کو خبر بھیجی گئی - وہ کمبخت کاہے کو مہاراج سے کہیگا - اُن سے رہا نہ گیا ایک آواز دی - کنور کرن سنگھ جی! کنور کرن سنگھ جی! -

ناظرین تو جانتے ہونگے کہ کرن سنگھ کو اسوقت یہ آواز کیسی ناگوار معلوم ہوئی ہوگی - کرن سنگھ ہی کو نہین شیل بالا کے دل پر بھی ایک تیر سا لگا - وہ اپنے دلون کی فرقت کے مصائب رو رو کر بیان کر رہی تھی - ہنس ہنس کر اپنے دل کی اُمنگون کا حال کہہ رہی تھی - ہر ایک دوسرے سے بڑھ کر اپنی دلی محبت کا اظہار کرتا تھا دونون کی آنکھین لڑ لڑ جاتی تھین کہ ایک دوسرے کی شبیہ کو آنکھون کے سات پردون مین چھپا رکھین - کسی کی پلک جھپکتی نہ تھی - شربت دیدار کے ذائقہ سے سیری نہوتی تھی - دعائین مانگتے تھے کہ آج کی رات کو خدا خضر سے دام لیکر

ششیل بالا کے گیسوؤن اور قصۂ ہجر سے زیادہ طول کر دے اور دونون آپس مین یہ باتین کرتے تھے -

ششیل - آپ تو راجکمار ہین پھر بھلا یہ ایک خادمہ سے بھی حقیر ششیل بالا آپ کی جیتی ہوسکتی ہی -

کرن - اس سے تو یہ پایا جاتا ہی اگر تم راجکنیان ہوتین اور مین راج تیر نہوتا گنگا کا رہنے والا دلیپ ہی ہوتا تو کیا تم مجھے اپنا عاشق دلدادہ تصور کرتین

ششیل بالا - (ہنسکر) عورتون کی محبت آپ ہرگز نہین جان سکتے - اگر مین راجکماری ہی ہوتی تو بھی اپنی جان آپ کے قدمون پر نچھاور کرنے کو موجود رہتی -

کرن - تو پھر اسی طرح سمجھو - کہین دل مین گڑی ہوئی محبت اوکھڑ سکتی ہی -

ششیل بالا - مین آپ کی برابری نہین کرسکتی - آپ راجکمار ٹھہرے اور مین آپ کی داسی کا بھی مقابلہ نہین کرسکتی

کرن - اگر تم میرے ہمسری بھی نکرسکتین تب بھی اپنے دل سے تمھین کھونے والا نہ تھا مگر یہ تو بتاؤ کہ تم کیسے جان سکتی ہو کہ میری برابری کے لایق نہین ہو -

ششیل - بس یہی کہ تم راجکمار ٹھہرے اور میری حیثیت ایک ادنی لونڈی کی بھی نہین

کرن - ہاین - کیا تمھین اپنے خاندان اعزاز سے بھی وقفیت نہین -

ششیل - نہین - اگر ہوتی بھی تب بھی تو ہمسری نہین کرسکتی - میرے تبا تو ایک حقیر سنیاسی تھے - راج بنسی تو تھے ہی نہین - یہ آپ بھی جانتے ہین -

کرن سنگھ نے کل حال جو کاغذ کے پرچون پر تحریر تھا ششیل بالا سے بیان کر دیا - اب تو ششیل بالا کو یہ ظاہر ہی ہو گیا کہ مہاراج تیج سنگھ کی لڑکی ہے جو جے چندر والی قنوج کے حقیقی چچا تھے -

اتنے مین چندر بت کی زبان سے کنور کرن سنگھ جی! پکارنے کی آواز سنائی دی - سارا مزہ کرکرا ہو گیا - ہزارون حسرتون کا خون مایوسیون کے سر ہوا ششیل بالا کلیجہ تھام کر رہ گئی -

کرن سنگھ جبراً قہراً دل کو سنبھالتے ہوے چلے - گمان تھا شاید مسلمانون نے ناو گھیر لی - پھر مصیبت کا سامنا ہوا مگر ادھر اودھر دیکھنے سے گمان غلط ہوا - چندر بت کے پاس پہونچے پوچھا خیر تو ہی - کیون بیوقت یاد کیا -

چندر بت - مجھے آپ سے بجے کی شکر امی کا ذکر کرنا تھا - جس روز مین

قید ہوا ہون ۔ اُس روز یہ خانہ خراب محمد غوری کے خیمہ مین تھا۔ محمد غوری کو زبان دے آیا ہو کہ مین لڑائی فتح کرا دونگا

کرن سنگھ ۔ بڑا غضب ہوا ۔ جب گھر کا بھیدی دشمنون سے ملگیا ہے تو خدا ہی حافظ ہی ۔ سلطنت کی خیریت نہین دکھائی دیتی ۔

چندربت ۔ کنور جی! آپ ایسے مایوس ہوتے ہیں ۔ ناؤ پار ہوئی اور مین سیدھا دہلی گیا ۔ پہونچنے بھر کی دیر ہے پھر مجھے کو ساری قدر و عافیت معلوم ہو جائیگی تم پربھاوتی و شیل بالا کو چتور لیتے جاؤ ۔ لڑائی مین عورتون کا ساتھ رہنا ٹھیک نہین ۔ پرمیشر نے لڑائی مین زندگی رکھی تو چتور پہونچکر شیل بالا کے ساتھ تمھارا بیاہ کردونگا ۔ اطمینان رکھو اور میرے حق مین دعاے خیر کرو ۔

ان باتون مین کشتی کنارے پہونچی چندربت سب سے بغلگیر ہوکر دہلی کی طرف چل کھڑے ہوئے ۔ پربھاوتی کے دل پر قیامت ٹوٹ پڑی اُسکی ہزارون آرزون پر پھر اوس پڑ گئی رات کی خوشیان خیال و خواب معلوم ہوتی تھین مگر مجبور کیا کرتی روتی کراہتی کرن سنگھ کے ساتھ چتور کیطرف روانہ ہوئی ۔ جسوقت چندربت کا خیال آتا ۔ پچھاڑین کھاتی ۔ کرن سنگھ اور شیل بالا بغل مین ہاتھ دیے ہوئے منزل بمنزل اُسکو ساتھ لے چلے ۔

باب چوبیسوان

"اسلامی چھاؤنی"

ادھر سپاہی چندربت کو دوسرے سپاہی کے پہرے مین چھوڑکر چھاؤنی کا ہُڑد دیکھنے گیا ۔ دیکھا تو چھاؤنی مین ہم ہم مچ رہی ہے ۔ بادشاہ سلامت کے ترقی اقبال کی دعائین چارون طرف گونج رہی ہے ۔ سپاہیون کا شور و غل مچا ہے ۔ معلوم ہوتا تھا کہ فتح ہند کی پیشگی خوشی منا رہے ہین ۔ ہر ایک سپاہی دوسرے کی دیکھا دیکھی مبارک سلامت کے نعرے بلند کرتا تھا ۔ سپاہی جس سے پوچھتا تھا کوئی سبب نہ بتاتا مگر خوشی کے نعرون سے کان کے پردے پھاڑتا تھا ۔ کوئی کہتا کہ ایک نجومی نے فتح کی پیشین گوئی ہی کوئی کچھہ ایسی ہی اور بے تکی ہانک دیتا آخر سپاہی محمد غوری کے خیمے کے قریب پہونچا وہان ایک سپاہی سے محمد غوری

اور اُسکے ندیم مصاحبون کو کچھہ کہتے سنتے پایا۔ یہ سپاہی کون ہے؟ اُسنے کہا کیا ہے اور اسلامی ڈیرے مین اتنی خوشی کا کیا سبب ہے۔؟

پیارے ناظرین! بیجے سے سازشی مرحلے طے کرنے کو جو سپاہی اُس دن پہاڑی پر بھیجا گیا تھا وہ اسوقت لوٹ کر محمد غوری کو بیجے کی مدد اور اسکی مدد کیواسطے فتح کا یقین دلا رہا ہے۔ لیا پڑھن بھنسنے کی خوشی مین محمد غوری اور اُسکے تمام فوجی سپاہی نعرہ مار رہے ہین

محمد غوری نے۔ (اپنے سپہ سالاردن کی طرف دیکھکر) تو بس دیر کیا ہے۔ دھاوا بول دو یکبارگی چڑھ دوڑنے پر راجپوتون کے ہاتھ پانون بھول جائینگے۔ کچھہ کرتے دھرتے بن نہ پڑیگا۔ اور ہماری فتح ہو جائیگی۔

سپہ سالار۔ جہان پناہ سلامت ہیت تناسب۔ ایک ایک سپاہی جان تصدق کرنے کو حاضر ہے۔

محمد غوری۔ (اُس سپاہی سے جو بیجے کے پاس بھیجا گیا تھا) راستہ تو صاف ہے کوئی دقت تو نہین۔

سپاہی۔ خداوند نہین۔ سب معاملہ ٹھیک ہے۔

سلیمان جاسوس بہی بچا تھا سوچا کہ کرن اور دو نوجوانون کے مقابلے سے بھاگنے کا ذکر کرونگا تو محمد غوری پر اُسکی بزدلی ثابت ہو جائیگی۔ اور پھر بیجے اور کرن سنگھ کی اُسی وقت کی ملاقات کا حال کہنے سے طرح طرح کے اندیشون اور وسوسون کا خیال گذرا لہذا وہ سب باتین اُڑا گیا۔

محمد غوری نے اُسے کچھہ انعام وغیرہ دیکر رخصت کر دیا۔ سپاہی ان باتون کا کچھہ اشارہ معلوم کرکے اُسی طرح خوشی مناتا چلا۔ اِس خوشی مین وہ سپاہی جنیدریت کو بھول گیا تھوڑی دیر مین جو خیال آیا۔ ندی کنارے پہونچا۔ وہان نہ جنیدریت کا پتہ نہ دوسرے سپاہی کا نشان۔ ساری خوشی دھری رہگئی۔ ہوش جاتے رہے۔ قیاس بولا تھا کہ کسی دوسرے راستہ سے چلے گئے ہونگے۔ وہ اُلٹے پانون پھرنے ہی کو تھا کہ کسی کے سانس لینے کی آواز کان مین پہونچی۔ چارون طرف آنکھین پھاڑ پھاڑ کے دیکھنے لگا۔ دیکھا کہ ندی سے کچھہ فاصلے پر ایک آدمی پڑا ہوا ہے سمجھا کہ وہ آواز اُسی کی ہے۔ پہلے اُسنے نہ پہچانا جب پاس آیا

دیکھا تو اپنے ساتھی سپاہی کو پایا وہ اُسے اُسی حالت مین دیکھکر گھبرایا۔ جلدی سے پانی کے چھینٹے اُسکے مُنہ پر دیے۔ سپاہی نے آنکھین کھولدین۔ اپنے پاس ایک آدمی کھڑے دیکھا۔ سمجھا کوئی شیطان یا بھوت پریت ہی۔ اللہ اللہ کرکے پھر بیہوش ہوگیا۔ ساتھی نے حال دیکھکر پوچھا کیون بھائی خیر تو ہے۔ حال تو کہو۔ معاملہ کیا ہی مین شیر علی ہون۔ مجھسے کیون ڈرتے ہو۔ شیر علی کے نام سے بھی اُسکے اوسان ٹھکانے نہین ہوتے سمجھا شیطان مکر کرتا ہی۔ وہ چپ چاپ پڑا رہا۔ شیر علی پھر بولا۔ ارے اُٹھو اُٹھو۔ یہ تو کہو قیدی کہان ہی سپاہی آنکھین کھول کر ڈرتا ہوا اسکو دیکھنے لگا۔ اچھی طرح دیکھنے پر اُسنے شیر علی کو پہچانا۔ تب تو اُٹھ بیٹھا لیکن ساتھ ہی اُسکے دل مین اُسی کریہ منظر اور خوفناک صورت کا دھیان چارون طرف حلقہ باندھے ہوے تھا۔ لرزان ترسان۔ کچھ بات مُنہ سے نہین نکلتی۔ خاموش بیٹھا رہا۔ شیر علی نے پھر پوچھا کہو بھائی آخر کیا ہوا۔ قیدی کہان ہی۔ اُسنے انگلی سے ندی کیطرف اشارہ کرکے بتایا۔ مگر بولا نہین۔

شیر علی۔ ندی مین ڈوب گیا۔

سپاہی (سر ہلاکر) نہین۔

شیر علی۔ تو کیا ہوا صاف صاف زبان سے کیون نہین کہتا۔

سپاہی (خوف سے کان مین) کیا کرتے ہو۔ اتنی زور سے کیون بولتے ہو۔ ایسا نہو کہ اُسی قیدی کی طرح ہم بھی مصیبت مین پھنس جائین۔

شیر علی (غصہ سے) تو قیدی کیا ہوا۔

سپاہی۔ ابھی مجھکو کہتے ہوئے خوف معلوم ہوتا ہی خیمہ مین چلکر کہونگا۔

سپاہی نے جب خیریت کے حال بتانے مین حیلہ حوالہ کیا تو شیر علی نے غصہ سے ایک گھونسا مارا اور بولا قیدی کہان ہی جلد بتا۔ نہین تو تیری جان کی خیر نہین۔

سپاہی نے کوئی چارہ نہ دیکھا جلکے سے بولا۔ اُسکو شیطان لیگیا۔ شیر علی نے سمجھ لیا کہ قیدی اُس سپاہی کو دھوکا دیکر چلدیا اور چپا ڈنی سے کے سپاہیون کو آواز دی۔ تاکہ وہ قیدی ابھی گرفتار ہو جاے کیونکہ وہ سمجھتا تھا

ابھی تھوڑی ہی دور قیدی پہونچا ہوگا۔ سپاہی دوڑکر گرفتار کر لائینگے۔ آواز کے ساتھ ہی بہت سے سپاہی مشعل لیے ہوئے دریا کے کنارے پہونچ گئے اور تلاش کیا۔ آخر تھک کر آپسمین مشورہ کرنے لگے۔ قیدی تو بھاگ گیا یہ بھی نہین معلوم کہ ناو کدھر گئی ہم کسطرف ڈھونڈھیں۔ کنارے اور ترگروہ تو دو گیارہ ہو گیا ہوگا بہتر ہے کہ جہان پناہ سلامت سے یہ سارا قصہ بیان کر دیا جاوے تاکہ وہ خود اسکا انتظام کرین۔

یہ سوچکر وہ سب شاہی خیمے کے پاس چلے۔ ان سب باتون پر بھی اُس ڈرے ہوئے سپاہی کو یقین تھا کہ جَیندرپت کو شیطان ہی لے گیا۔ چنانچہ اُسنے اپنے تیقن کے موافق کُل کیفیت سلطان کے رو برو بھی بیان کر دی۔

باب چھبیسوان
"چڑھائی"

محمد غوری اسوقت سناٹے مین ہی چہرے پر اداسی چھائی ہوئی ہے اُسکے قیافہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسکے ہزارون ارمانون پر اوس پڑ گئی۔ ششدر حالت کا نمونہ بن رہا ہے سب ہونچک سے بیٹھے بادشاہ کا منہ تک رہے ہین۔ محمد غوری کا اُترا ہوا چہرہ رہ رہ کر تمتما اُٹھتا ہے آنکھون سے شعلے نکلنے لگتے ہین۔ آخر اسکا سبب؟ کوئی وجہ؟

ناظرین تو سمجھ گئے ہونگے کہ محمد غوری کی یہ حالت کیون ہے۔ یہ سارا لبس کنور کرن سنگھ کا بویا ہوا ہے۔ جو بات کی بات مین جَیندرپت کو چھڑا لیگیا۔ محمد غوری کو جسقدر افسوس اور غصہ ہے اُسکی حد نہین وہ سوچتا ہے کہ اگر جَیندرپت پرتھیراج تک پہونچگیا اور پرتھیراج سے یہاں کی ساری راز کی باتین کہدین تو لینے کے دینے پڑ جائینگے۔ بھاگتے کو راستہ نہ ملیگا۔ ساری کی کرائی محنت بیکار جائیگی۔ بہتر ہے کہ فوراً دھاوا بول دیا جاوے۔ جَیندرپت کے پہونچنے سے پہلے ہی جو ہونا ہو جاے اُسنے فوراً تمام سپہ سالارون کو فوج کی تیاری دستون کی تقسیم کا حکم دیا۔ بادشاہون کا حکم اور پھر محمد غوری سا مستعد اور جنگ آور بادشاہ کا حکم۔ فوراً ہی تعمیل ہوئی۔ دریاے سندھ کے کنارے دشمنون کو ذوالفقار کے گھاٹ اُتارنے والے مسلمان سپاہی دُھید اند کر صف بستہ کھڑے ہوئے فوجی قواعد کرنے لگے جَیندر کے پاس فوراً ایک جھلاکر پیغام بھیجدیا۔

کہ حسب وعدہ لڑائی مین مدد دے۔

ترکی سوارون کے پرے۔ قزلباشون کے دستے۔ ہتھیار سجے ہوئے۔ زرہ بکتر جوشن اسے جامہ فتح پہنے اللہ واکبر نعرون کی حرز یمانی بنانے لگے۔ افغانون کے گروہ۔ مغلون کے انبوہ۔ ترکمانون کے جم غفیر۔ عربون کے مجمع کثیر۔ افواج میمنہ میسرہ۔ مقدمہ۔ قلب ساقہ اور ہراول وقول وجور نغار و برنغار وخنداول مین تقسیم کیے گئے۔ بادشاہ ولایتی چمکاتا ہوا لشکر مین وارد ہوا۔ تمام فوج نے متفق اللفظ ویکزبان ہوکر آیات قرانی مثل انا فتحنا زور سے پڑھکر اللہ واکبر کے نعرون کے ساتھ جہان پناہ کے حق مین صدق دل سے دعائین کین بادشاہ مرصع زین کے گھوڑے پر سوار تھا ارکین دولت داہنے بائین مودب ساتھ تھے۔ لشکر مین آتے ہی فوجی سلامی نے چھاونی بھر مین فیر کردی کہ ہندوستان مین اسلامی آفتاب چمکانے والا بادشاہ اپنی ہوردتی خیبر شکنی کی جرات دکھاتا ہوا اپنے لشکر کے ملاحظہ کو آپہونچا ہے۔

جہان پناہ نے ایک سرسری نظر سے اپنے تمام بہادرون کو دیکھا انکی چہرون پر قدرتی بہادری برستے دیکھکر اسکا کئی مرتبہ کی شکستون سے ٹوٹا ہوا دل ہاتھون بڑھ گیا۔ تمام سپاہی مذہبی جوش مین قومی غیرت پر جان نثار کرنے کی قسم کھائے ہوئے نظر آتے۔ ہر بہادر کی چمکتی ہوئی تلوار منہ سے بول رہی تھی کہ سوسنار کی تو ایک لوہار کی۔ ہر روز عید نیست کہ حلوا خورد کسے۔ علم محمدی کا سایہ۔ نعرۂ حیدری کا فیض نادعلی کی تاثیر۔ حرز یمانی کی برکتین خیبر شکنون کے خون کا جوش کیا اوپر ہی اوپر جائیگا۔ بہادرو! گھبرانا نہین۔ دل وجھا کرنے سے فائدہ۔ ہندوستان کی تاریخ دیکھ ڈالو۔ یہ ہمیشہ حملہ آور کیطرف ہوا ہے جس نے یہان آکر میدان سے تلوار نکالی۔ یہ اُسی کا ہو گیا۔ فوج مین سووقت تلوارون کی چمک دمک سے نہ سمجھو۔ یہ محمد غوری جسکے نام سے آج ہند مین ہلچل پڑی ہوئی ہے اور جسکے بھائیون کی تلوارون نے محمود غزنوی کے خاندان کا نام ونشان باقی نہ رکھا۔ علاؤالدین کو جہانسوز کا خطاب دے کر صرف غزنویون کے خون کے گارے کے قلعے طیار کرکے تاریخی شہرت دیدی اور اب ہندوستان مین بھی اسلامی شان وشوکت کے جھنڈے گاڑینگے۔

ناظرین تعصب کا موقع نہین - ایمان کی بات ہی کہ غوری تلوارون نے جو کام کیا آج تک کسی اور کی تلوار سے نہوا - محمود غزنوی نے جو جو ظلم ہندوستان پر کیے ظاہر ہین تمام ملک کے خزانے اسنے غزنین مین جمع کر لیے - مگر آفرین ہی غوریون کی تلوارون کو جسنے تمام مظالم کا فرہ جھکار سکنگتین کے شجرے ہی کو جڑ پیڑ سے اُڑا دیا - ہندوستان محسن کش نہین احسان فراموش نہین اہل غور کی خدمات اُسکے دل پر نقش تھین - کئی مرتبہ پرتھی راج نے محمد غوری کو گرفتار کر لیا مگر ہندوستان کی خاک محسن کشی کرنا کفر سمجھی پرتھی راج نے اُسے چھوڑ دیا -

اس مرتبہ ہندوستان کی دلی مرضی ہے کہ وہ محمد غوری کو اُسکی خدمات کا صلہ دے - یہین کی خاک کے بنے ہوئے پتلے اُسکے ہاتھ کی کٹھ پتلیون کا کام دے کر مسلمانون کو مجبور کرین کہ اُنکی زبان سے بے ساختہ ہندوستان کی شان مین جنت نشان کا لفظ نکلجاے -

محمد غوری گھوڑے کو ایڑ دے کر چکر لگاتا ہوا لشکر کے بیچون بیچ ٹھٹک گیا اسنے اپنی تلی ہوئی ننگی تلوار کاندھے سے لگائی - رکابون پر پانون کو زور دیکر بانکپن سے تنتا ہوا فوجی بہادرون سے مخاطب ہوا - دین محمدی کے جان نثارو خدا و رسول کے پیارو - علم عباس کے سایہ مین جان پر کھیلنے والے بہادرو ذوالفقار گھُما کر تلوار برہنہ آ فدائی سپاہیو - کچھ معلوم ہی کہ تمھارے رگ و پے مین کن بزرگون کا خون دوڑتا ہی - تم کن قدرتی بہادرون کی اولاد ہو حضرت آدم نے اسی واسطے بہشت پر لات ماری تھی کہ تم ایسے جیالی اولاد پیدا کر کے اسلامی قوت کو روے زمین پر لا تجنب کرین - حضرت یونس نے لقمہ ماہی بنکر ایوب کے تمام مصائب جھیل کر تحمل و صبر مین تمھاری پیروی کے واسطے نام کیا تھا - حضرت یونس کی جرات و ہمت تمھارے ہی واسطے نمونہ تقلید تھی - تمھاری برکتین وہ ہین کہ اصحاب فیل ایسے زبردست بہادر ابابیلون کی ٹھکری سے نذر بلا اور نمرود ایسے خدائی کا دعوی کرنے والے ایک پشہ سے نہ قضا ہو گئے - تمھاری قومی بزرگی وہ ہے کہ تمام پیغمبران سابق تمھاری دین محمدی کی عظمت کے قایل ہو رہے ہین - حضرت نوح و ہود و لوط نے خاک و باد و آتش کے طوفان مین ہمت سے کام لیکر جو کچھ

کردکھایا وہ تمھارے واسطے ایک سبق ہے
خیبر شکنی کے واقعات میدان کربلا کی لڑائیان
بدر و حنین کی جنگ آزمائیان تمھاری موروثی
بہادری کی تاریخی یادگار ہین۔ تمھاری ہی
تلوارون نے اہل غزنین سے جیسی تیی
بُلائی وہ سبکتگین اور محمود غزنوی کو قبرون
مین ایک کروٹ سونے نہین دیتی۔
بہادر راجھتریون اور راجپوتون سے
سامنا ہے۔ خبردار پچھلی شکستون اور
ناکامیابیون کا خیال نہ آنے پائے

گرتے ہین شہسوار ہی میدان رزم مین
وہ طفل کیا گریگا جو گھٹنون کے بل چلے

اسوقت موقع ہی اور بھا بات ہی اور بھی
اب فضل الٰہی شامل حال ہے۔ مدد اقبال ہے
حضرت معین الدین چشتی تمھاری مددپر
ہین۔ جے چند راٹھور قنوج سے کمک
کے لیے تیار ہے۔ پرتھی راج کا وزیر زادہ
بکے ہاتھو مارچکا ہے۔ زبان ہار چکا ہے۔ کہ
فتح کرادونگا۔ جب ایسے سامان ہون
تو اگر اب بھی ہم جرات نہ کرین ہمت
ہار دین۔ تو ہماری زندگی پر لعنت
ہے۔ پرتھی راج اب کی اکیلا لڑے گا
سوائے سمر سنگہ اور اُسکے بیٹے کنور
کلیان سنگہ کے کوئی لوسکا بازو نہین
پھر ڈرنے کی وجہ۔ دل ہارنے کا سبب
یارو تم خدا کا نام لیکر اپنے اپنے وطن
سے میرے ساتھ آئے ہو۔ پھر وہان
منہ دکھانا ہے۔ بات تب ہی ہے کہ سرخرو
ہوکر سوچھون پر تاو دیتے ہوئے اہل وطن
کا سامنا کرو۔ تمھیہ معلوم ہے کہ تمھارے
مذہب مین ایسے موقع کی موت کیسی
مبارک ہے۔ دشمنون کو مارا تو کافرون پر
فتحمندی سے ترقی و اشاعت مذہب
کا ثواب ہے۔ اگر مرے تو فرشتون کے
سر آنکھون پر بہشت مین جگہ ملیگی۔ کل مجھے
دیکھنا ہے کہ تمھاری چمکتی دمکتی تلوارین
اسلامی بہادری کا نام روشن کرتی ہین
یا کیا۔؟ تمھارے بر قدم بڑھانے کن کن
بہادر راجپوتون کے خون مین ڈوب
کر فتح کا ڈنکا بجاتے ہین۔

جنت الفردوس زیر سایہ شمشیر ہست۔

محمد غوری فوج کو اپنے کرجگے سے
دوہری قوت دے کر اپنے خیمے مین
واپس آگیا۔ سپہ سالار اور ارکان
دولت اور فوجی سپاہی اپنے اپنے
ڈیرون پر پہونچے۔ رات کو ضروری
مشورے ہوئے۔ حصول فتح کی دعائین
ہوئین۔ منتین مانی گیئن۔ بہادرون کو
مرنے مارنے کی خوشی بزدلون کو جان
جانے کے رنج نے آنکھ جھپکانے

نہ دی۔ حوائج ضروری سے فراغت پائی ہی تھی کہ فوجی بگل ہوا۔ سب وردیان پہن پہن کر ہتھیار سج سج کے اپنی اپنی پریڈ پر جمع ہوگئے۔ بادشاہ تمام فوج کو باقاعدہ ہمراہ لیکر تھانیشر کی طرف روانہ ہوا۔ آٹھہ روز مین اس تاریخی جنگی میدان مین ندی کے کنارے ڈیرے پڑ گئے۔ ڈھس بندی ہوئی مورچے قایم ہوگئے گئے۔

پرتھی راج کی فوجین پہلے ہی سے آکر تھانیشر مین ڈٹ گئی تھین سب جنگی سامان لیس تھا صرف بگل بجنے کی دیر تھی۔ اسوقت میدان تھانیشر مین دو طرفہ خونریز فوجی ٹھاٹھ قیامت کا نمونہ دکھا رہے تھے ادھر ہندوستان اور میسوپوٹیمیا کے ادھر کی رہنے والی جنگجو قومین دریائے آہن مین غرق ہندؤن کے خون کی پیاسی تھین۔ ادھر ہندوستان کی قدرتی بہادر قومین مسلمانون کی ہڈیان چور کرنے کی قسم کھائے ہوئے تھین مدراس کے تلنگون۔ پورب کے برہمنون راجپوتانہ کے راجپوتون دکن کے مرہٹون پنجاب کے سکھون سے۔ ترکمانون۔ قزلباشون۔ عربون۔ مغلون پٹھانون کو سامنا تھا۔

محمد غوری نے طبل جنگ بجا کر میدان مین فوج کھڑی کردی۔ سپاہیون نے اللہ و اکبر کے نعرے بلند کرکے تلوارین میان سے گھسیٹ لین۔

پرتھی راج کا لشکر جے مہاکالی جے بجرنگ کہتا ہوا سامنے آیا۔ سلیمانی فوج دو حصون مین منقسم ہے ایک حصہ جنگل کے ایک گوشہ مین تعینات ہے جو بجے کی چالبازی اور دھوکے سے کسی وقت ہندؤن پر ٹوٹ پڑیگا۔ دوسرا حصہ میدان مین لڑنے مرنے کو ڈٹ گیا ہی۔

ہندؤن نے مسلمانون پر نظر پڑتے ہی دھاوا بول دیا۔ تلوارین بجنے لگین۔ بھالے چمک چمک کر خون کے فوارے چھوڑنے لگے تیرون نے بدن چھلنی کرنا شروع کیا۔ ایک ایک ہندو دس دس بیس بیس مسلمانون پر بھاری تھا۔ مسلمان خون کا دریا بہتے دیکھکر نعرہ حیدری کی برکتون سے مدد لیتے ہوئے کڑی جھیل گئے۔ تلوارین سینہ پر کھانے سے انکا جوش بڑھگیا جی توڑ کر مقابلہ کرنے لگے۔ ایک ایک تلوار دو دو چار چار کے گلون پر

چل گئی۔ ہندو جسقدر خون دیکھتے تھے اُسی قدر اُنکی ہمت بڑھتی تھی۔ چو دشمن بچا بچا کر پینترے بدل کر لاشے پر لاشے گراتے تھے۔ فرشتۂ اجل ایک روح قبض کرنے نہ پاتا تھا کہ اور سیکڑون لاشے اُسکے سر پڑتے تھے۔ اسمین شک نہین کہ مسلمان بہادر تلوارون سے بہت اچھے ہینچھے پر شاید ہی کوئی تلوار بڑی ہو۔ مرے زخمی ہوئے مگر منہ نہ پھیرا پیٹھ نہ دکھلائی۔ ہندؤن کی تلوارون کے ساتھ اُنکا بھی ہاتھ اُٹھتا رہا مگر تیغ ہندی کا کیا کہنا۔ عرب و ایران تک روز ازل سے اسکا لوہا مانتے آئے ہین۔ وہ بجلی کی طرح کوندھتی ہوئی جسپر گری اُسے دم نہ لینے دیا۔ مسلمان لڑتے لڑتے تھک گئے دلاتیان ہاتھون مین تھرانے لگین ہندؤن نے اس آفت پر اور قیامت توڑی تیر کی بوچھار اور توپون کی باڑھ سے ناکون چنے چبوا دیے۔ جمے ہوئے قدم زخمیون کی سانس کی طرح اُکھڑ گئے محمد غوری گھوڑے دوڑا دوڑا کر لاکھہ بڑھاوے دیتا تھا پکارتا تھا

چلاتا تھا مگر پرتھی راج کے نقیبون کے کڑکے بھاٹون کے کبت ہندؤن کو مردِ دنیا کر اُسکی ایک نہ سننے دیتے تھے۔ توپون کی دنادن فیرین جھر مہاکالی بجے ہر ہر مہادیو کی صدائین اور پرتھی راج کی جے جے کا شور کانون کے پردے پھاڑ رہی تھین محمد غوری نے فوج کے پانون اُکھڑتے دیکھکر چیدہ چیدہ سوارون کی اردلی مین چھپے چھپے جنگل کیطرف گھوڑا ڈالدیا اور ایک خشم زدن مین چھپی ہوئی فوج سے کچھ پلٹنین لاکر یکبارگی اپنی کل فوج کا ریلا کر دیا۔ سکھہ اور تلنگے پہلے والی فوج سے بھڑے رہے۔ راجپوتون اور پوربیون نے جسطرف رخ کیا قیامت برپا ہو گئی۔ ہزارون بہادرون کے سر آناً فاناً مین خاک پر لوٹتے نظر آئے۔ پرتھی راج سامنے کے رخ سے مسلمانون کے سر پر آپہونچا۔ جو گبند سمرسنگہ نے داہنی طرف سے مزاج شریف پوچھا۔ بائین طرف سے کلیان نے باڑھ ماری غرضکہ زیادہ اپنی فوج لیے ہوئے اپنے مقام سے ہلا بھی نہین۔ اگر یہ بھی چوتھی طرف سے مہرہ روکتا تو اسمین شک

نہین کہ مسلمانون کی امیدین ہمیشہ کے لیے ٹوٹ جاتین - کلیان سنگھ نیزہ چمکاتا ہوا محمد غوری پر یوٹ پڑا چاہتا تھا کہ گھوڑے سے اُٹھا دے مگر محمد غوری چوٹ بچا گیا دس پانچ ہاتھ نکیتی کے ہونے پائے تھے - مسلمانون کا جی چھوٹ گیا - کلیان کا ارمان محمد غوری کی دل ہی دل مین رہ گئی - نوجوان راجکمار دکھانا چاہتا تھا کہ وہ اس کمسنی مین ایسے ایسے نوجوانون کو تنکنی کا ناچ نچا سکتا ہے - محمد غوری جتانا چاہتا تھا کہ ہندو تاریخ کی جان سمر سنگھ کے بیٹے کو ایک غور کی خاک سے بنا ہوا مسلمان تلوار کی دھارون مین بہادری کا امتحان دے کر کیونکر نیکنامی کا تمغا لیتا ہے کہ دفعتہً بہادر مسلمانون کا دل اوچھا ہو گیا - خون کا دریا انکی آنکھین دیکھ نہ سکین - وہ جی چھوڑ کر چوتھی طرف سے بھاگ کھڑے ہوئے جدھر بجے اپنی فوج لیے ہوئے کھڑا تھا مگر سنے ذرا بھی ٹوکا نہین - ہندون نے تھوڑی دور تعاقب کر کے اپنے اپنے خیمون کا رخ کیا - وہ چاہتے تو اسلامی چھاؤنی مین گھسکر اسی وقت فیصلہ کر دیتے مگر اپنی فتح کی خوشی اور ظفرمندی کے زعم مین قطعی فیصلہ دوسری لڑائی پر موقوف رکھکر وہ خوشیان منانے مین پڑ گئے -

باب چھبیسوان

"پرتھی راج محل مین"

تھانیشر مین چھاؤنی کے قریب ایک کوٹھی مین مہارانی ایک پلنگڑی پر اپنی پیاری بیٹی ادکھادتی کا سر اپنے زانو پر رکھے ہوئے زار زار رو رہی ہین اُسکی زیست کی امید باقی نہین جاتی مہارانی کے چہرے سے انتشار برس رہا ہے - سارا جسم جو ایک نور کے سانچہ مین ڈھلا ہوا اب بالکل زرد پڑ گیا - گلابی رنگ پر زردی نے اپنا دخل کر لیا جن لوگون نے مہارانی کا حسن قبل بیماری ادکھادتی کے دیکھا تھا اگر اب دیکھتے تو شاید پہچان بھی نہ سکتے - پلنگ کے پاس ہی مہاراج پرتھی راج اور کلیان سنگھ کسی خیال کی اُدھیڑبن مین کھڑے ہین - سوچتے تھے کہ کل لڑائی مین پھر جلنا ہوگا شاید جنگ سے فرصت نہ ملے اُسکے دیدار سے آنکھین سینکتے چلین -

بار بار چراغ کی روشنی مین بیمار کا چہرہ دیکھا جاتا ہے - کچھ خادمہ آس پاس دوائیان لیے کھڑی ہین - سب کی صورت پر حُزن و ملال کی گھٹا چھائی ہوئی ہے - رات قریب الاختتام ہے - آفتاب کی شعاعین ابھی اچھے طور سے نمود نہوئی تھین -

ہمارا نوخیز نوجوان کلیان سنگھ اودھا دتی کے اُترے چہرے کو عمیق نظرون سے دیکھ رہا ہے مگر اسکے دلولون اور محبت کے جوش کا اندازہ ہو نہین سکتا - البتہ اسکا عشق پسند دل کسی گہری چوٹ کے صدمے سے نیم بسمل پایا جاتا ہے انکی جان سے عزیز انکے دل کی مالک راجکنیان کی حالت قابل افسوس ہے وہ اس عذاب کا باعث خود ہی کو جانتے تھے انھون نے ہی ایک نازک دلربا صورت پر کلنگ کا دھبہ لگایا تھا - کنور جی انھین دلسوز خیالون مین ڈوبے ہوئے تھے صدمہ پر صدمہ اور غم پر غم کی چڑھائی ہوتی جاتی ہے - کنور جی راجکنیان کے پیارے اور بیمار چہرے کو دیکھ رہے تھے آنکھین کچھ کچھ کھلی ہوئین تھین - کنور جی کو ہزارون رنج اور لاکھون حسرتون کا سامنا تھا - فرط قلق سے آنسو نہ نکلتے تھے - سکتے کے عالم مین کھڑے ہوئے تھے - انکی دلی بیتابی اور اضطرابی دیکھکر ایک نابالغ لڑکے کو بھی ثابت ہوتا تھا کہ یہ کسی بھاری غم مین مبتلا ہین جسکا یکایک دفعیہ دشوار ہے - ادھر مہاراج پر بھی راج مہارانی کا اداس چہرہ اور اپنی پران پیاری اودھا وتی کی بیمار صورت دیکھکر تاب نہ لا سکے - رہا نہ گیا - بے ساختہ بول اُٹھے - رانی! ہم لوگون کو اس مصیبت کے وقت استقلال سے کام لینا چاہیے - چھتری خون کا اصل اصول یہ ہے کہ وہ اپنی جان سے حفاظت ملکی کو مقدم سمجھے - اپنی مذہبی اور قومی حفاظت کے لیے جنگ مین جانا ہم لوگون پر فرض ہے - گو اسوقت سیکڑون مصیبتون کا سامنا ہے مگر ایک مستقل مزاج شخص ایسی ایسی مصیبتون کو اپنے نزدیک پھٹکنے بھی نہ دیگا - اب جاتا ہون - ایشر ہماری امید پوری کرے - اسکی کرپا سے سب درد دکھ دور ہو جائینگے - اسی کی

حفاظت مین اپنی جان سے عزیز بیٹی کو سونپتا ہون - اُسکی جان و مال کا وہی مالک ہے جو چاہے کرے -

مہارانی اپنے جوش غم اور فرط گریہ مین مہاراج کی باتین سُن نہ سکین - آنسوؤن کو ضبط کر کے بولین - ہاے معلوم ہوتا ہے کہ تمہین ہم لوگون کا ساتھ چھوڑے دیتی ہے - نجانے بار بار کیون ایسا خیال دل مین پیدا ہوتا ہے کہ کیا اب کی جنگ مین آپ کی فتح نہوگی -

پرتھی راج - ہین - ایسا خیال تمہین کیون ہے؟ جن مسلمانون کو کل پہلی ہی لڑائی مین نو کدم بھگا دیا - کیا اب کی جنگ مین ہمارے بہادر راجپوت انکے زیر ہو جاینگے؟ - یہ تو ہرگز ہو نہین سکتا - کہ چھتریون کے جوش اور راجپوتون کی بارڑھ دار تلوارون مین کمی ہو جاے - چھتری تلوار جبتک دشمنون کا لہو چھک کر پی نہ لیگی کبھی میان مین جا نہین سکتی - آج خلاف معمول تمھاری زبان سے ایسے کلمے سُنائی دیے - تو کیا ایشر کی یہی مرضی ہے؟ اگر آفتاب و ماہتاب کی شعاعین کرہ زمین کو اپنی روشنی سے منور نہ کرین - تو شاید اس لڑائی مین شکست پاکر زندہ نہ رہ سکون - کاش اگر جنگ مین فتح نہوئی تو کیا میری تمھاری یہ آخری ملاقات ہے -

رانی - میری خواہش یہ ہرگز نہین کہ آپ لڑائی مین شکست پائین - آپ ان خیالون کو دل مین راہ نہ دین کہ ہم لوگون کی یہ آخری ملاقات ہے - ایشر نہ کرے اگر جنگ مین آپ کی جان سے دور کسی طرح کی بدعنوانی دیکھنے مین آئی تو مین بھی آپ کی طرح جنگ مین جان دیکر قومی عزت و حرمت مین شبہ نہ آنے دونگی - اور ہمارا اور آپ کا ساتھ پرلوک مین پھر ہوگا - تو بس اب آپ دیر نہ کیجیے - آپ ہم لوگون کا سوچ کر کے اپنے دل کو نہ دکھایے -

کلیان اب تک منہ سے کچھ نہ بولے تھے - بھلا اُنکے غمزدہ دل سے کوئی بات نکل سکتی - وہ اپنے کو اس مصیبت کا خاص سبب سمجھکر کلیجہ پکڑ دعاؤن کے لیے ہاتھ اُٹھاتے تھے دیوتاؤن سے منتین کرتے تھے - ہاے یہ پھول سا چہرہ کیون مرجھایا ہوا ہے - کیا میرے ہی سبب سے اسپر اداسی پڑی ہے - کہین میرے خار فرقت کا خلش تو نہین - اُف

جیسے میری جان نکلتی تھی وہ مجھی پر جان دیئے دیتی ہی - کیا مین اس عذاب سے ستم کیواسطے پیدا ہوا تھا؟ مجھ ایسا کوئی پاپی نہین - اُف جو راجکنیان اپنی پاکدامنی سے صرف مجھی کو اپنی جان پران سمجھتی تھی - جسکی زندگی کا صرف میری محبت پر دار مدار ہی - ہاے اُس آفتاب پر مین نے خاک ڈالنی چاہی اُس چاند کو مین نے کلنگ لگایا مین نے غضب کیا کہ نرم گلاب کے پھول کو بادسموم کے جھونکے سے کمہلا دیا - افسوس معلوم نہین پرمیشر اس جرم کی کیا سزا دینگے - ابھی سے نار دوزخ تپ غم بنکر میرا جسم پھونکنے لگی ہی - مین دیوی دیوتاؤن سے پناہ بھی مانگون تو کس منہ سے - ہی سرب شکتمان پرمیشر - ہی جگت ماتا مہا کالی - ہی گرپا سندھو بخدیو مین اپنے گناہون کا مقر ہون - آپ کرپا کرکے ان گناہون کے بادش مین مجھے اُٹھا لیجیے - مگر میرے سبب سے پیاری ادکھاوتی کا کشٹ مجھے نہ دکھائیے اور اسکو اٹھ کھڑا ہونے دیجیے - کیا یہ گناہگار اس قابل بھی نہین کہ اسکی یہ التجا قبول ہو - اُسکی دعائین باب اجابت پر دستک دین - آپ اگر میری جان سے عزیز ادکھاوتی پر دست

شفقت پھیر دین - تو آپ کی قدرت کا ہرج بھی نہین - اور مجھپر احسان ہوگا معاوضہ مین میری جان حاضر ہی - اسکو تپ مہلک سے نجات دے کر میرے کلیجے کے عوض مجھے چتے پر پھونک دیجیے - اُف نکالون - آہ کردن تو زبان کٹ کے گر جاے - افسوس اپنی آنکھون سے اپنے آرام جان کو بے چین دیکھ رہا ہون - کمبخت موت اُسکے سامنے پھر رہی ہی مگر میرے سامنے نہین آتی - جان پر کھیلنے والون سے منہ چراتی ہی - مرد ہو تو ادکھاوتی کے سرہانے سے ہٹ کر میرے منہ آئے نازک بدنون کو کیا ستاتی ہی - کبھی انکی نظر ادکھاوتی کی طرف اُٹھ اُٹھ جاتی ہی - انکا دل بھر بھر آتا ہی - وہ اُسکی حالت زار دیکھ نہ سکتے تھے آنکھین بند کر کے سوچتے تھے کہ کیا کرون - ادکھاوتی کے لیے کہان سے امرت کہان سے امرپھل لاؤن - پرمیشر پر لگاے تو ابھی سجیون نمور لاتا ہون - انیشر مسیحائی دے تو کلمۂ قم باذنی کی برکتین دکھاتا ہون - افسوس مین ہی اپنے ہاتھون اپنی پیاری کا قاتل ٹھہرا ہاے مین منہ دکھانے کے

قابل نہین رہا- واے اب یہ نازک چہرہ کیونکر دیکھہ سکتا ہون- بہتر ہو کہ اب کی جنگ مین دلی ارمانون کی گٹھری لیکر اپنی جان دیدون- تو کیا مین اپنی پیاری کے نزدیک گنہگار ہوکر جان دون ؟ نہین پہلے اپنے جرایم کی معافی مانگ لون- جب میرے گناہون پر قلم عفو کھنچ جاے تب اختیار ہی- اگر اُسنے میری خطامین معاف کردین تو خوشنا نصیب- ورنہ اس زندگی سے موت ہی بہتر ہی- (کچھہ سوچ کر) پھر کس سے معافی مانگون- ادکھادتی سے- میری ادکھادتی تو بیمار ہی- میری ادکھادتی تو مرنے کے قریب ہی- کنور جی کی آنکھون سے بیساختہ دو چار قطرے گر پڑے- ہچکیان بندھہ گئین- (پھر اپنے دل سے) ہاے مین اُسے موت کے پنجہ سے بھی چھوڑا نہین سکتا- سودائی کی حالت مین چارون طرف سناٹا معلوم ہونے لگا- سر گھومنے لگا- تپ عشق سے بیہوش ہوکر راجکنیان کے پاس پلنگ پر گر پڑے اور گرتے ہی بیہوش ہوگئے- سر راجکنیان کے پانون سے ٹک گیا-

پرتھی راج یہ حال دیکھکر سخت متعجب ہوئے- دل مین طرح طرح کے خیالات پریشان نے گھر کر لیا اور کلیان کا سر اپنی چھاتی سے لگاکر محبت آمیز الفاظ سے پچارنے لگے- کلیان- کنور کلیان جی! - کنور جی کو کچھہ بھی خبر نہ تھی- جواب ندارد- ایک طرف راجکماری کا یہ حال کہ مرنے کے قریب ہے دوسری طرف مہارانی اپنی پیاری راجکماری کے غم مین بدحواس ہین- تیسری طرف کنور کلیان جی کی یہ صورت- پرتھی راج ان سبھون کی اچانک ستم ڈھادینے والے اثر سے ایسے بیخود ہوگئے کہ کچھہ کرتے دھرتے بن نہین پڑتا یکایک میدان سے غل شور کی آوازین سنائی دینے لگین اور کسی کو یہ کہتے سُنا-

مسلمان آگئے- مسلمان آگئے

پرتھی راج نے محل سے باہر جانے کا ارادہ کیا اور مہارانی سے آنکھون مین آنسو بھر کر بولے-

رانی! اب ٹھہر نہین سکتا- مسلمانون نے پھر چڑھائی کی- کنور کلیان سنگھ کو تمھارے پاس چھوڑے جاتا ہون

مہارانی- (آنکھون مین آنسو بھر کر) ہر طرف رنج ہی رنج کا سامنا ہی

آپ بھی مجھے چھوڑ چلے - کنور جی بھی بدحواس
ہو رہے ہین -
کہتے کہتے اُسکی آنکھون مین ڈبڈبائے
ہوئے آنسو بہ کر رخسارون پر آجاتے
ہین - یہ بلک بلک کر روتی اور ٹھنڈی
سانسین بھر بھر کر رہجاتی -
پرتھی راج - (غمگین آواز سے) رانی
صبر کرو - دل پر جبر کرو - ایشور تمھارا سہایک
ہے - میرا دل تمھاری حسرت زدہ صورت
دیکھکر بے چین ہو رہا ہے - مین بھی
مجبوری سے تمام دنیوی آرزوئین کھوکر
اور چھاتی پر سل رکھکے میدان رزم
مین جاتا ہون -
مہارانی - مہاراج! بھلا چھتری کی
استری اپنے بہادر خاوند کو لڑائی مین
جانے کے وقت روک سکتی ہے - مین
آپ کو روکتی نہین - صرف اتنا ہی کہتی
ہون - جب تک کنور جی بیہوش ہین
آپ ٹھہرے رہین - دل کو دھارس
دین -
اتنے مین یاس کے منحوس ہاتھون
سے ستائے ہوئے نوجوان نے
سرد آہ بھر کر کروٹ بدلی - رانی نے
کنور جی سے پوچھا - کنور جی کیا تم بیہوش
ہو گئے تھے - کنور جی نے کچھ جواب نہ دیا

رانی - (کلیان کا ہاتھ ہاتھ مین لیکر)
کلیان! - جو راج کلیان -!
کنور جی نے دفعتہً آنکھین کھولدین
مہارانی کے ہاتھون مین اپنا ہاتھ
دیکھکر شرم و حیا سے گلوگیر ہو گئی -
آنکھین بند کر لین -
بھلا کسی کی یاد مین بیقرار دل کبھی
ماننے والا تھا - بیمار محبت کو کسی پہلو
چین نہین لینے دیتا - ادھر آدھ حسرت
بھری نگاہون سے یہ دیکھکر شعر پڑھا -
"سینہ کو دل حسرتون سے چھا گیا"
"بس ہجوم یاس دم گھبرا گیا"
یہ دونون ہاتھون سے کلیجہ پکڑے
ہوئے جدھر دیکھتے ہین یہی کمبخت یاس
اپنی منحوس صورت لیے سامنے کھڑی
ہوتی ہے اور مسکرا مسکرا کر کہتی ہے - ع
حسرتین کیون لیے آتے ہو ادھر کچھ بھی نہین
انکی آنکھون مین ڈبڈبائے ہوئے آنسو
بتا رہے ہین کہ یہ عشق کے خونخوار ہاتھون
سے اپنا نقد دل برباد دے چکے ہین - دفعتہً
انکی زبان سے یہ کہتے ہوئے سنائی
دیا "ارے فلک جلاد - ارے ظالم
میری بیبسی پر رحم کر - میری پیاری
اوکھادیتی کو موت کے سنگین پنجون
سے نجات دے - مین بہر حال موجود

ہون تیری جو رضی ہو۔ میری جان پر عقوبت کر۔ اُف کرون تو زبان نکال لے۔

پرتھی راج۔ (انکی بے چینی دیکھکر ذرا طنز کے ساتھ) کنور جی! کیا صبر و استقلال کھو بیٹھے۔ کیا جنگ کا خیال بالکل فراموش کر دیا۔ چھتریون کا دھرم تو یہ نہین ہے کہ عورتون کی طرح رو رو کر جان کھو کرین

کلیان۔ (دل کو سنبھالتے ہوئے اُٹھکر) مہاراج! مین میدان رزم سے منہ نہین موڑتا۔ ابھی چلتا ہون۔

کنور جی رانی سے اجازت لیکر پرتھی راج کے ساتھ چلتے ہوئے۔ بیمار کی طرف رخ بھی نہ کیا۔

پو پھٹتے ہی فوجی باجون کی آواز بہادر راجپوتون کی جے جے کا شور سنائی دیا۔ فوراً ہی یہ دونون ہتھیارون سے لیس ہو کر رزمگاہ مین گھوڑے پھینکتے ہوئے پہونچے۔

باب ستائیسوان

رزم

ادھر مہاراج پرتھی راج مع کنور کلیان سنگھ کے راج محل مین راجکنیان کو دیکھنے گئے تھے۔ ادھر جوگیندر سمر سنگھ جی سندھیا کی غرض سے دریائے درشتی کے کنارے بیٹھے ہین اور اُنکے ماتحت کچھ فوجی لوگ بھی دریا کے کنارے کنارے اشنان وغیرہ کر کے پوجا مین مشغول ہین۔

رات گذر گئی۔ پو پھٹتے ہی مشرقی کنارہ لعلگون ہو گیا۔ ہوا درختون سے اٹھکھیلیان کر رہی ہے۔ دلکش باغون اور سرسبز مرغزارون مین مست بھونرون کے جوڑے اُڑ اُڑ کر بڑے ناز سے خوشبودار پھولون کی ہر ہری کا رس لے لے کر جھوم رہے ہین۔ پپیہون کے پی پی اور کوئل کے کو کو کی دلاویز صدا سُنے فرقت نصیبون کے نازک دلون مین حسرت کا نوکدار خار چبھو چبھو کر اُنکے کلیجون کو چھلنی کیے دیتا ہے۔

سمر سنگھ پوجا سے فراغت کرنے نہ پائے تھے دفعتہً دیکھا کہ مسلمانون کی کچھ فوج دریا کے اُس پار اُترتی چلی آتی ہے۔

سمر سنگھ نے اُسی وقت ایک چٹھی لکھکر پرتھی راج کے پاس بھیجدی تاکہ خبردار ہو کر مقابلے کیواسطے آمادہ رہین۔ بعد اسکے کچھ اپنے ملازم اور کچھ خدمتگار لگل ایک ہزار

اسلامی فوج کے سد راہ ہوئے۔

اسلامی فوج جو اس پار آگئی تھی اور کچھ دریا مین تھی تیرون کی بوچھار کرنے لگی۔ سمر سنگہ کے بہت سے آدمی کھیت رہے۔ بڈھا بہادر غصہ مین ہوکر ننگی تلوار چمکاتا ہوا مسلمانون کی فوج مین شیر کے مانند گھس پڑا اور آناً فاناً صدہا آدمی کاٹ کے ڈال دیے اُسکی برق وش شمشیر جبیر گری خرمن ہستی کو برباد کر دیا۔ چارون طرف سے اسلامی فوج کا نرغہ اُسپر یہ بڈھا بہادر سیکڑون جوانون کے کلیجے دہلا دہلا کر اپنی بے پناہ تلوار کی آنچ کے سامنے کسی کو آنے نہ دیتا۔ ادھر چھتریون نے پرتھی راج اور کلیان کے آنے مین عرصہ دیکھکر اور ایک دلیر مہاراجہ کا حریف کی فوج مین تنہا جانا خیال کرکے فوراہی مدد کے لیے گھوڑے دوڑا دیے۔ اسلامی فوج چھتری فوج آتے دیکھکر اللہ اکبر کہتی ہوئی دریا سے اور کچھ اغلی بغلی کونے کاٹتی ہوئی مقابلہ پر آمادہ ہوگئی۔ ہنگامہ گیر و دار بلند ہوگیا۔ طرفین کے ہزارہا جان نثار بہادر شربت مرگ سے سیر ہوئے

چلے جاتے ہین۔ اتنے مین پرتھی راج اور کلیان سنگہ بارہ ہزار سوار ساتھ لیکر اپنے بہادر بازو سمر سنگہ کی اعانت کیواسطے ہندو فوج مین شامل ہوگئے۔ انھون نے سمر سنگہ کو مصیبت مین پھنسا دیکھکر بطور یلغار مسلمانون پر اپنی فوج سے حملہ کردیا۔ سمر سنگہ کی باڑھ دار تلوار نے پرے کے پرے صاف کردیے تھے اسلامی سوار کٹ کٹ کر زمین پر دھڑا دھڑ گرتے تھے۔ عساکر سلطانی کے پاؤن نہ جمے۔ پرتھی راج کا آنا دیکھکر اور بھی بیدل ہوگئے۔ بہادر مسلمان تو نہیں سمر سنگہ کی تلوار کی آنچ نہ سہ سکے تھے پھر تازہ دم چھتری فوج کی آمد سے اور بھی مایوس ہوکر بھاگ کھڑے ہوئے۔ پیچھے پھر کر کسی کو دیکھنے کا موقع بھی نہ ملا۔

راجپوتون نے مسلمانون کا تعاقب مناسب نہ سمجھا تھکاوٹ اور کسل سے اپنے اپنے ڈیرے مین واپس آئے کوئی کوئی چھاؤنی کے درختون کے سایہ مین کوئی چھاؤنی مین جاکر آرام کرنے کی غرض سے اپنے اپنے بستر پر لیٹ رہے۔ اُسی دن سہپر کو پرتھی راج

اور سمر سنگھ مع اپنے منتری اور وزیر زادہ
بجے سنگھ کے ایک مقام خاص مین
بیٹھکر مشورہ کرنے لگے۔

پرتھی راج - محمد غوری کے بارے
مین کیا کیا جاے - تم جانتے ہو کہ یہ
ایک ایسا اہم معاملہ ہے جسکی نیکی و
بدی پر تمھارے ننگ و ناموس تمھاری
آزادی اور تمھاری آیندہ قسمتون کا
فیصلہ منحصر ہے -

منتری - مہاراج! اگر محمد غوری اپنی
خواہش سے بھارت درش کا خیال
دل سے نکال کر اپنے ملک کو واپس
جاے تو بہتر ہے - لڑائی سے کیا
فائدہ - چھتریون کی تلوار بھاگے ہوئے
اور مجبور شخص پر کبھی اٹھ نہین سکتی
مگر در پردہ تو اٹھانا ہی کیا - ؟ آپ
ایک سفیر بھیجکر عندیہ تو دریافت کیجیے -

بجے - میرے نزدیک تو مسلمانون
کو مار کر بھارت درش سے نکال دینا
ہی بہتر ہے اسکے پاس ایسی بات
کہلا بھیجنا خلاف ہے - حریف پر رحم کرنا
نہ چاہیے ایک ایک ملیچھ کو چن چن کر
تہ تیغ کرنا ہی بہتر ہے -

پرتھی راج اور سمر سنگھ ہمزبان ہو کر بول
اٹھے - وہ اپنی سزا کو پہونچ چکے اب
مظالم کا مزہ چکھ چکے - فوج کا بہت
نقصان ہو چکا - بہت سور ما کھیت
رہے - اب ایک مجبور اور گرفتار
قیدی کی جان لینے مین ہماری
بہادری کیا ہو گی - دوسرے یہ کہ ایک
بے جرم پر تلوار تیز کرنا کب جائز ہے
مخالف اپنے ملک کو اُلٹے پاؤن
واپس جائین تو ہم لوگ کچھ خبر نہونگے
ان سب خیالات سے طے پایا کہ دشمنون
کو ایلچی کے ذریعے سے خبردار کیا جاے
کیونکہ وہ سب یہ سنکر خوش ہونگے کہ مہاراج
ہماری فوج کو چھیڑنا نہین چاہتے - یہ بات
سنکر محمد غوری ظاہرا بہت خوش ہوا
اور یہ بھی سوچا دو دن میدان جنگ
مین منہ پر تلوارین کھا کر بہت سی فوج سلطانی
تاج شاہی پر تصدق ہو چکی اور باقی ماندہ
پیٹھ دکھاے ہوئے بہادر ہاتھ پاؤن
ڈالے ہوئے ہین - انھون نے دو دفعہ
نیچا دیکھا ہے کہ سر اوٹھانے کی تاب نہین
پھر صحیح و سلامت وطن کو منہ دکھانا
کجا - بجے ہماری امیدون کا مرجع
داؤ اہم اسکی خفیہ مدد نے ہم لوگون کو
بہادر راجپوتون کی اصیل تلوارون کی
زد سے صاف بچا یا - مگر اس سے بھی کوئی
فتح کی امید نہین - یہ سب خیال کر کے محمد غوری

غوطہ مین ہوا۔ پہلے ٹھانی تھی کہ وہ پرتھی راج
کے پاس اپنی بے بہا عاجزی کا اظہار
سفیر کی زبانی کر کے امان کا خواستگار ہو
اور ملک کی واپسی کا پختہ ارادہ کر کے
گردن اطاعت خم کرے۔ اب پرتھی راج
کے پاس اپنا سفیر بھیجنا مناسب نہ سمجھا
البتہ ایک شخص خفیہ طور سے بجے کے
پاس بھیجا۔ بجے کے جواب سے بہتر
فتح کی امید پائی گئی اور اُسی کی مرضی
کے موافق عملدرآمد شروع کیا محمد غوری
دوراندیش بادشاہ نہایت ہوشیاری
سے ہر ہر پہلو پر نظر کر کے بندشین
باندھنے لگا۔ بجے نے کہلا بھیجا کہ
سندھ ندی کے اُس پار جانے سے
ہندو فوج مطمین ہو کر غفلت مین ہو نگی
اُسوقت دفعتہً دھاوا بول دیجیے۔ اِس
بات کا لحاظ ضرور چاہیے کہ کچھ تھوڑی
سی فوج علیحدہ کر کے جنگل مین چھپا
رکھنا۔ ہمارا اشارہ پاتے ہی اُسی مخفی
فوج سے پرتھی راج کو محصور کر لینا۔ اس
طریقہ سے تمھاری فتح ہو جائیگی۔ محمد غوری
نے بجے کے حسب مرضی ارادہ کر لیا کہ
ایسا ہی کرینگے۔ اور اس سفیر کے سامنے
وہان سے کوچ کا حکم دیدیا۔ ایلچی کے
سامنے ہی اسلامی فوج جہان پناہ کا
حکم پا کر اپنا اپنا اسباب اکٹھا کر کے بہت
آدمی چل کھڑے ہوئے۔ اس طریقہ سے
پایا جاتا تہا کہ آج ہی مسلمانون کی فوج
کا ایک شخص بھی یہان نہ ٹھہریگا۔ ایلچی
یہ دیکھ سنکر اپنی چھاؤنی مین واپس آیا
ایلچی کے منہ سے محمد غوری کے چلے
جانے کا حال سنکر پرتھی راج اور
اُنکی فوج کو بڑی خوشی ہوئی۔ جے جے
کے شور سے زمین و آسمان گونج اُٹھا
پرتھی راج نے اپنی فوج کو اس بات
کی اجازت دیدی کہ آج رات کو فتح کی
خوشی مین ان پورنا دیوی کی پرتھا نیا کر
ہون کرین۔ اور کل صبح اپنا اختر بختر
اُٹھا کر دلی چلدین۔ مگر پرتھی راج
راجکنیاان کی علالت سے ابھی کچھ
دن یہین رہینگے۔ سب چھتری پوجا
کے سامان مین تیس ہوئے۔ کوئی
پرتھا نیا ہے۔ کوئی پوجا کے سامان
مین مستعد ہے۔ سنکھ اور گھنٹہ کی آوازین
زمین سے آسمان تک جاتی ہین۔ فتح
کی جے دشمن سے بھارت کی پرتھی پر
کیسی جگمگا رہی ہے۔
شام کا پہلا پہر گذر گیا۔ ماہتاب
جو ابھی ابھی ہلالی صورت مین تھا
غروب ہو گیا۔ چارون طرف تارکی

چھا گئی۔ دھوپ دیپ اور کافور کی لپٹون سے تمام میدان معطر ہو گیا۔ آسمان کے ستارون کی جھلملی روشنی ہون اور دھوپ دیپ کے دھوین سے ماند ہو گئی بعد فراغت پوجا سب فوجی لوگ آرام سے سو رہے۔ کوئی چھاؤنی کوئی درختون کے سایہ تلے بسیرا لے رہا ہے سب بہادر پہلوان فتح کی خوشی مین اپنی کرتوت اور بہادری کے ہنر ایک دوسرے سے بیان کر رہے ہین۔ خیال کرتے ہین کہ کل صبح پو پھٹتے ہی جلد بنگے اور اپنے بال بچون سے جا کر ملینگے۔ لڑائی سے تو نجات ہو گئی۔

اسی رات کو بجسنگہ ندی کے کنارے اپنے خیالی فکرون مین خوش ہو رہا ہے آدھی رات کو دو تین مسلمان راجپوتون کا لباس پہنے دریا کنارے بجے سے خدا جانے کیا راز کی باتین کرنے آئے ہین۔ بجے خوب غور سے دیکھ بھال کر کچھ ضروری باتین کرکے وہان سے اپنی چھاؤنی مین واپس آیا۔ مسلمان جاسوسون نے بھی کچھ ضروری مشورہ کرکے وہان سے چلتا دھندا کیا۔

اسوقت پرتھی راج اور کنور کلمیان سنگھ دونون صاحب ... وہ رنواس

مین اُسی بیمار تپ غم کے دیکھنے کے لیے پھر محل مین آ گئے ہین۔ رزمگاہ سے پلٹتے ہی محبت کے جوش مین ایک ایک قدم بھی دو بھر تھا۔ ظفر مندی کی خوشی پر جامے مین نہ سماتے تھے لیکن مریض عشق کو کسی حالت مین چین نہین ملتا۔ انکی قسمت مین روز ازل سے کلک قدرت نے مصیبت ہی مصیبت لکھدی ہے۔ وائے بر حال کنور جی جو سوچتے تھے کہ اب کی جنگ مین بیاری ادکھا دتی پر تصدق ہو جائین۔ موت نے بھی انسے کنارہ کیا۔ اب اُنکے حال پر اضمحلال کا کیا ذکر کیا جاے۔ وہ کبھی سوچتے کاش مجھ حرمان نصیب کے ساتھ موت ہی اپنا سلوک کرے۔ موت تو مجھ سے بھاگتی ہے۔ منہ چھپاتی ہے۔ پھر کیا کیا جاے۔ اس عذاب مستقیم سے کیونکر نجات ملے۔ ہان البتہ ایک ذریعہ ہے وہ کیا؟ کسی پہاڑی پر جا کر ایک چٹیل میدان مین جہان انسان کی بود و باش نہو پرمیشر کا جپ تپ کرکے بیمار کے واسطے دعا کرون اور جسمانی اور روحانی طاقت کو اُسپر ارپن کر دون۔ کیا عجب ہے کہ میری دعا

باب اجابت پر ہو پہنچ جاوے۔ مزہاسراسر دھرم کے خلاف ہے۔ انھین خیالات مین تین پہر گذر گئے۔ بیمار کی حالت دیکھتے دیکھتے دل اُمنڈ آیا۔ کسی کروٹ کسی پہلو چین نہین ملتا۔ دفعۃً باہر سے شور وغوغا اُٹھا۔ ہین۔ یہ کیا۔ یہ شور کیسا! پربھتی راج نے کلیان سنگہ کی طرف دیکھا۔ آدمیون کی دلخراش آوازین کانون کے پردے پھاڑنے لگین۔ شور زیادہ بلند ہونے لگا۔ پربھتی راج کنور جی کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لیکر باہر نکل کھڑے ہوئے۔ افسوس اس مرتبہ جلدی کی وجہ سے رانی سے بھی رخصت نہو سکے۔

باب اٹھائیسوان

"خواب"

رات گذر گئی۔ گوشۂ مشرق سے آفتاب کی روشنی کچھ اسطرح تاریکی کو دباتی جاتی ہے کہ آسمان کی سیاہی پر شفق نے ایک گلزار سا کھلا دیا ہے۔ رانی اپنی پیاری بیٹی ادکھاوتی کو اپنے پہلو مین لیے ہوئے بیٹھی ہین اُسکا پژمردہ چہرہ حسرت بھری نگاہون سے دیکھ رہی ہین۔ کبھی سرد آہین بھر بھر کر دوپٹہ کے ریشمی آنچل سے اپنے آنسو پونچھتین کبھی ادکھاوتی کے چہرے پر بکھرے ہوئے بالون کو خالی ہاتھون سے سنبھالتی ہین۔ آتما کی آنچ اور مادری محبت کا جوش بھی غضب ہی ہوتا ہے۔ ادکھاوتی تو بیمار ہے اسکے درد دکھ کا کیا ٹھکانا مگر اسکی پیاری ماں کے دل پر جو گہری چوٹ ہے وہ اس سے بڑھ چڑھ کر معلوم ہوتی ہے۔ دعائین مانگ رہی ہے کہ ایشر ادکھاوتی کا دکھ مجھے دیدے اُسکی جان کے بدلے مجھے لے لے ادکھاوتی کی طرح بیمار ہو کر پلنگ پر لیٹی ہون اور ادکھاوتی میری جگہ بیٹھی ہو۔ تب مجھے زندگی کا مزہ ہے۔ ادکھاوتی کا دکھ نہین دیکھا جاتا جن ہاتھون کی نزاکت رنگ حنا کا بوجھ اُٹھا نہ سکتی تھی۔ وہ گھنٹون پنکھا جھلنے سے نہین تھکتے۔ جو نازک دل کبھی درد آشنا نہوا تھا اُسپر گہری چوٹین سرد آہون کا آرہ چلا رہی ہین خدا خدا کرکے دوپہر بعد ادکھاوتی کو کچھ ہوش آیا۔ آنکھین کھول کر یاس آمیز نظر سے در و دیوار پر حسرت بھری نگاہ ڈالنے لگی۔ پیاری ماں کا اداس

چہرہ حسرت بھری آنکھون سے دیکھا ۔ اودھا وتی کو خبر ہی نہین کہ کیون درد (ملوار) پر اداسی چھائی ہی ۔ مان کو آبدیدہ دیکھکر بولی ۔ مان ! کیون ؟ روتی ہو ۔ اتنا کہکر اپنی پیاری مان کا ہاتھ اپنے چہرے پر رکھ لیا بات کرتے کرتے ناطاقتی سے بیہوش ہوگئی ۔

رانی اپنی پیاری راجکنیان کا یہ حال دیکھکر اور بھی غمگین ہوگئی ۔ آنکھون سے کچہ آنسو کے قطرے ٹپک کر اودھاوتی کے زردی مائل رخسارون پر گر پڑے دوپٹہ کا کونہ تر ہوگیا ۔ رانی نے انھین پونچھ دیا ۔ اور پھر آنسو کی دھار بہ چلی اودھاوتی کے بال تر ہونے لگے ۔ رانی نے جلدی سے اُسکا سر اپنے زانو پر رکھ لیا ۔ وہ سمجھتی تھین کہ راجکنیان کے زخم رسیدہ سر مین درد ہو رہا ہی ۔ پھر سوچا ۔ شاید اسنے پریشان خواب دیکھا ہی ۔ اسی سے چلا اُٹھی ۔ اُنکا خیال صحیح تھا ۔ راجکنیان کوئی خواب دیکھ رہی ہی ۔ اُسنے دیکھا تھا کہ کنور جی کے ساتھ جمنا کنارے سیر کر رہی ہون دونون اپنے دلی محبت سے گلے مل رہے ہین ۔ کلیان شرمندگی سے اپنی غلطیون کا اقرار کرکے اُس سے معافی چاہتے ہین ۔ کلیان کی طرف دیکھا اور انکو خوش پا کر اودھا اپنے دل ہی دل مین ہنستی ہوئی اُنکے گناہ معاف کرنا چاہتی ہی لیکن شرم سے بول نہین سکتی صرف اُسکے تبسم آشنا لبون کی ہلکی جنبش سے (جو شرم اور محبت کا اظہار کرنے والی ایک قدرتی علامت ہی) کنور جی کے گناہ کی معافی ظاہر ہوتی ہی ۔

کلیان باتین کرتے کرتے اودھاوتی کے قدمون پر گرنے لگے ۔ اودھاوتی ناز معشوقانہ کے ساتھ پیچھے ہٹ گئی بولی ۔ اٹھو اٹھو یہ کیا کرتے ہو ۔ میری زندگی مین ایسا تمکو نہین چاہیے تھا تم کس بات کی معافی چاہتے ہو ۔ کیا مین تمھارے گناہ معاف کرنے کے لائق ہون ؟ تم نے ہمارا گناہ کیا ہی ؟ تمھاری بھی انوکھی ہی باتین ہین ۔ ناحق اداس ہو ۔ تمھارے دل کا شک تو دور ہوگیا ۔ میری پاک محبت اور عصمت کو سمجھ گئے ۔ ایسے ہی کلیجہ ٹھنڈا ہو جانے والے مزے کی عاشقانہ باتون مین شام کا پہلا پہر گذر گیا ۔ چاندنی کی روشنی ندی مین موجون کو ناچتی ہوئی کنارے کے درختون پر پھیل پھیل جاتی ہی ۔

ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کے ہلکے ہلکے جھونکون
سے اُنکا بدن تر و تازہ ہوجاتا ہے
دریاے جمنا کا نیلا جل چاند کی شعاعون
کے عکس سے نیلم کے فرش پر موتیون
کی دھاریان بنا رہا ہے۔ اسوقت وہ
دونون جدھر نظر اُٹھاتے ہین چارون
طرف خوشی کے سامان نظر آتے ہین
کسی بات کا غم نہین۔

اتنے مین ادکھاوتی کا چہرہ پھر
اُتر گیا نہ چاندنی رہی نہ ستارے
گھنگھور گھٹاؤن نے چارون طرف
تاریکی پھیلادی۔ آندھی کے تیز جھونکون
اور بادل کی گرج سے زمین کانپ
اُٹھی۔ جمنا کی موجین اونچی اونچی
ہوکر پہاڑ کے مانند زور شور سے
گرنے لگین۔ لیکن تعجب ہے کہ کالے
بادلون مین ایک دفعہ بھی بجلی نہ چمکی
ایک قطرہ پانی کا نہ برسا اندھیارے
مین وہ دونون ایک دوسرے کے
ہاتھ زور سے پکڑے کھڑے ہین۔
ڈر ہے کہین چھوٹ نہ جائین۔ ہوتے
ہوتے جمنا کی لہرین ہوا کے تھپیڑون
کے ساتھ کنارون سے ٹکرانے لگین
جنکی آواز عجیب بھیانک تھی۔ رفتہ
رفتہ وہی لہرین ناؤ کی شکل مین نظر
آئین۔ بہت سے مسلمان سپاہی
ناؤ سے کودے اسلامی فوج نے
ندی کو چارون طرف سے گھیر لیا۔ بادل
کی گرج ہوا کے جھونکون کی آواز سے
مسلمانون کا نعرہ اللہ اکبر سنائی
دینے لگا۔ مسلمانون کو دیکھکر کلیان
کا چھتری تیج ادھر آیا۔ تاب نہ لاکر تلوار
نکال لی ادکھاوتی کو چھوڑکر مسلمانون
کی فوج مین دھنس پڑے۔ ادکھاوتی
کنور جی کو اکیلے جاتے دیکھکر بیہوش
ہوگئی اور گر پڑی خواب ہی مین اُسے
ہوش آیا دیکھا کہ جمنا کے عوض خون
کی ندی بہ رہی ہے۔ خون کی موجین اُٹھ
اُٹھکر پانون کو چوم رہی ہین۔ مُردون
کی لاشون کا ٹھٹ لگا ہے اور وہین
وہ خود بھی پڑی ہوئی ہے۔ پہاڑی کتے
مُردون کی بوٹیان نوچ نوچکر باہم لڑتے
ہین کوّے اور گدھ آسمان سے لاشون
پر ٹوٹ رہے ہین۔ اس مقام سے
تھوڑی دور پر جنگ کا باجا بجتا ہے
توپون کی آواز سنائی دیتی ہے خوف
سے ادکھاوتی میدان جنگ مین اُٹھ
بیٹھی اُسنے اپنے پیارے راج کو مسلمانون
کی نیند مین دیکھا۔ راج محل مین آگ
لگی ہے وہ تیورا کر ایک خون آلودہ

لاش پر گر پڑی معلوم ہوا کہ اُسکا بسا در کلیان ہے اب اُسکے حواس کہاں آئے سونے ہی سوتے گھبرا کر ہائے تپا ادر ہائے جوراج کہتی ہوئی چیخ اُٹھی۔

اوکھاوتی کی ماں سر پر ہاتھ رکھکر بیٹی اوکھا پیاری اوکھا! کیون کیون؟ کیا ہوا پکارنے لگی۔ اوکھاوتی کو ہوش آیا آہستہ سے آنکھین کھول دین اور ایک گہری اور لمبی سانس بھر کر پکارا

ماتاجی! ہائے ماتاجی!

رانی۔ کیون کیون خیر تو ہے۔ کیا ڈر گئین

اوکھا۔ (بہت ہلکی آواز سے) مین نے ابھی نجانے خواب دیکھا ہے۔ نہ جانے کیا۔ ہائے ماتاجی۔ ماتاجی۔ تپا۔ اور اور جوراج۔

آواز بند ہوگئی چہرہ پژمردہ ہوگیا کلیان کا نام نہ لے سکی۔ وہ سب لوگ کہان ہین۔ مجھے دکھادو۔ مین نے خواب مین دیکھا کہ تپا اور جوراج۔

اوکھاوتی زیادہ بول نہ سکی۔ حلق خشک ہوگیا۔ رانی نے گلے مین پانی ٹپکایا۔ راج کنیان بولی۔ ماتاجی تپا کہان ہین اور جوراج۔

رانی۔ وہ لڑائی پر گئے ہین آتے ہونگے گھبراؤ نہین۔

اوکھا۔ مجھ سے کہکر کیون نہین گئے

رانی۔ اُسوقت تم سوتی تھین۔

اوکھا۔ (بات کرنے مین دقت سمجھکر) ماتا اب مجھ سے بولا نہین جاتا پر پوچھتی ہون کہ وہان جانے پر تم سے اور انسے ملاقات ہوگی۔

اتنے مین دروازے کے باہر ایک شور ہوا محل کی لونڈیان اور خواصین اُسی طرف کان لگا کر سُننے لگین۔ رانی گھبرا اوٹھین۔ اوکھاوتی کے کان مین بھی کچھ شور کی آواز سنائی دی۔ دو تین چھتری سپاہی بھاگے ہوئے وہان آئے اور گھبرائی ہوئی آواز سے بولے۔ آؤ آؤ جلدی آؤ سب نے پوچھا کیا ہوا۔؟ سپاہیون نے جواب دیا بولنے کا وقت نہین جلدی ہمارے ساتھ بھاگ چلو مسلمانون کی فتح ہوا چاہتی ہے وہ سب رنواس مین لوٹنے آئین گے پالکی تیار ہے جلدی سب کو سوار کرو

رانی۔ (خوف زدہ ہوکر) مہاراج کہان ہین۔

سب سپاہی۔ وہ زمین پر گرتے دکھائی دیے ہین۔

اتنی بات سنکر راجکنیان آنکھین پھاڑ پھاڑ کے

دیکھنے لگی۔ رانی نے پھر پوچھا سمر سنگھ
کلیان سنگھ۔

کلیان کا نام سنتے ہی راجکنیان
کو جان سی آگئی۔ جواب کے انتظار مین
ٹکٹکی لگا کر دیکھتی رہی۔ سنا کہ سمر سنگھ
تھک جانے پر بھی اب تک مسلمانون کو
آگے بڑھنے سے روک رہے ہین۔ نہین
تو اب تک مسلمان یہان آ گئے ہوتے
جو راج کلیان مہاراج پر نچھاور ہو گئے۔ یہ
یہ فقرہ جان بلب اوکھاوتی کے واسطے
آخری ہچکی سے کم نہ تھا۔ اِن الفاظ نے
اُسکے دل پر قیامت توڑ دی ہاتھون سے
سر پیٹ لیا اور گہری چیخ مار کر ہائے پتا
ہائے جو راج۔ ہائے ماتا کہتی ہوئی اسطرح
پلنگ پر گری کہ عمر بھر اُٹھنے کی قسم کھائی
محل مین کُہرام تو تھا ہی اوکھاوتی کی دائمی
مفارقت نے اور بھی زخمون کو ریزہ
الماس سے بھر دیا۔

اوکھاوتی مین سانس باقی نہین مگر
اُسکے قدرتی تبسم آشنا ہونٹھ اور ہنستی
پیشانی سے یہی معلوم ہوتا تھا کہ وہ کچھ
بولنے ہی والی ہے۔ رانی کے کلیجے
کے ہزارون ٹکڑے ہو گئے۔ دل مین
لاکھون نشتر ایک ہی دفعہ چبھ گئے اسکو کانٹون
پر لٹانے لگے۔

وہ اوکھاوتی کو کلیجے سے لگائے ہوئے
اپنے بال نوچ نوچ کر سر پیٹ پیٹ کر
ہائے مہاراج پرتھی راج ہائے اوکھاوتی
اور ہائے تاج شاہی کہہ رہی ہے۔ وہ کبھی
انگوٹھی کے ہیرے کو منہ تک لیجاتی
ہے کہ وہ بھی اپنے پیارے خاوند اور
دلاری کنیان کا ساتھ دے۔ مگر اس
خیال سے کہ مسلمان سر پر ہین اُسکے
مرنے کے بعد ایسی معزز لاشون کی خرابی
ہوگی۔ وہ تمام سہاگ کے زیور اُتار
اُتار کے پھینکتی اور زمین پر سر ٹپکتی ہے۔

اتنے مین ایک سپاہی نے کہا رانی
مہاراج کا رویان میلا نہین ہوا وہ صحیح سلامت
ہین۔ مگر دشمنون نے قید کر لیا ہے۔ مسلمان
بڑھتے چلے آتے ہین۔ دیر ہونے مین
آفت ہی آفت ہے۔ پھر اُنکے پنجے سے
چھٹکارا مشکل ہوگا۔ جلد بھاگ چلیے
رانی۔ (سپاہی سے) کیسی مصیبت!
میرے لیے اب اور کیا مصیبت ہوگی
اب مجکو مصیبت کا کچھ خوف نہین تمکو
اگر جان کا خوف ہے تو جاؤ مین اب
کہان جاؤنگی۔ مین بھاگونگی نہین۔

چھتری کی لڑکی اپنے خاوند کی قید
سنکر بھاگ سکتی ہے۔ پالکی کے عوض
چتا پر بیٹھونگی۔ تم لوگ مسلمانون کے

ڈرسے جہان جا ہو بھاگ جاؤ۔ جسکی تو تھی ہوا اپنے چھتری نبش کا نام ڈبو دے میری زندگی تمھاری طرح نہین ہے۔ جیسی مین راجون کی لڑکی اور راجہ کی استری تھی ویسی ہی مرنے کے وقت بھی چھتریانی کی طرح مرونگی۔ مسلمان مجھے دیکھہ بھی نہ پائینگے۔

اتنا کہکر رانی نے چتا کی طیاری کا حکم دیا اور دل مین ٹھان لی کہ جیتے جی اپنے سوامی کو قید مین نہ رہنے دونگی۔

باب انتیسوان

انقلاب

اب ہم ذرا میدان رزم مین تاک جھانک کرتے ہین جہان ان بہادر چھتریون نے جنگ مین جان دے کر گھر پر تلوارین کھاکے قومی جرات کو کم ہونے نہین دیا۔ اور مرتے مرتے اپنا نام کرکے تھانیشر کو میدان کر گشیتر کیطرح ہمیشہ کے لیے تاریخی یادگار بنا گئے۔

ادھر ہندو فوج مطمئن ہوکر غافل ہوگئی وہ یہ نہ جانتے تھے کہ فلک کجرفتار گھات مین ہے۔ حریف پوشیدہ طور سے سر پر موجود ہے۔ پرتھی راج دھرم کی لڑائیان لڑنے کا عادی تھا وہ کیا جانے کہ حکمت عملی کیا ہے اور دھوکا کسے کہتے ہین۔ مطمئن ہوکر غافل ہو بیٹھا۔ محمد غوری کی بیل منڈھے چڑھ گئی منتر چل گیا۔ ہندو پلٹنین ہمولی سفر کی طیاریان کیے ہوئے۔ اپنے وطن کی دھن مین مست ہو رہی ہین افسوس اُنکی امیدون پر پانی پڑ گیا۔ وہ سمجھتے تھے کہ ہماری خون برسانے والی تلوارون اور شیرانہ ہمتون کے بھروسے نے غنیم کو آخر بھگا ہی کے چھوڑا جس سے اب کبھی ہندوستان کی طرف منہ بھی نہ کریگا۔ اب اپنے بال بچون سے ملینگے راج دربار سے انعام و اکرام پائینگے۔ پرتھی راج فوج کو رخصتی پیام دے کر مع کنور کلیان سنگھ کے راج محل مین اپنی راجکماری اوکھا وتی کو دیکھکر اسکی صحت کی فکر مین مشغول ہین۔

رات ڈھل گئی ہے۔ ستارۂ سحری آفتاب کی آمد آمد کا ڈنکا بجاتا ہوا مشرقی کنارے سے عجیب آن بان سے طلوع ہوا۔ ستارون مین جو سارے آسمان پر قبضہ کیے ہوئے تھے کھلبلی سی پڑ گئی۔ چاند شاید پہلے ہی کچھ سنک گیا تھا۔ اندھیرے منہ ہی مغربی افق کی طرف نہ جانے کہان غائب ہوگیا

اسلامی فوج نے آکر چھاؤنی مین آگ لگا دی جہان بیچارے ہندو اپنی تھکاوٹ اور کسل سے بجوُد ہو کر سو رہے تھے آنکھ کھلنے نہ پائی تھی کہ چار دنطرف آگ کے شعلے جلتے ہوئے اپنے بدنون کو بھونکنے کیغرض سے بڑھتے چلے آتے ہین۔ کچھ گھبرا کر اُٹھ کھڑے ہوئے کچھ اسی مین جل بھنکر کباب ہو گئے۔ چارون طرف آگ کے شعلے۔ جان دینے کے سوا چارہ ہی کیا تھا۔ بیچارے جہانتک ہو سکا آگ سے بچنے کے لیے بھاگے ادھر اُدھر دبکتے پھرتے تھے۔ ادھر مسلمانون کا نرغہ۔ جو ملتا تھا تلوار کے گھاٹ اُتارا جاتا تھا۔ پڑاؤ مین ہلڑ ہو گیا۔ لینا لینا کی صدائین گونج اُٹھین۔ دشمنون کا آنا ثابت ہو گیا۔ راجپوتون کے سورما بیٹے ہتھیارون سے اور وردیون سے آراستہ ہو کر جان دینے پر آمادہ ہو گئے۔ ادھر بہادر سمر سنگھ دشمنون کا آنا خلاف معاہدہ دیکھکر سخت تعجب مین پیچ و تاب کھانے لگے۔ تیورون پر بل پڑ گئے۔ فوراً ہی ہتھیار سج کے ایک گھوڑے پر سوار ہو گئے اور رزمگاہ کی جانب چل کھڑے ہوئے۔ دیکھا بازار گشت و خون گرم ہے ہر جوان اپنی جی پر کھیل کر دشمنون کے رد کرنے مین مستعد و مشغول ہے۔

راجپوتون کی بہادری کی یادگار سمر سنگھ گھوڑے کو کاوہ دیتے ہوئے دشمنون کی فوج مین پل پڑے۔

ادھر راجپوت جنس کے نیجوان سورج مہاراج پرتھی راج اور چھتری بہادری کی جان کنور کلیان سنگھ اسلامی فوج کا آنا سنکر اپنے سورمان بہادرون کا ساتھ دینے کے لیے لشکر مین آ پہنچے اور اپنی تھکی ماندی فوج کے دو حصے کرکے ایک دستہ مہاراج پرتھی راج اور دوسرا کنور کلیان سنگھ نے اپنی کمان مین لیا پرتھی راج نے سوچا تھا کہ اگر یہ دستہ لڑائی مین کام آئیگا تو مجھے اپنی تازہ دم فوج سے ہماری مدد کریگا۔ اسوجہ سے پیشتر ہی قرار پا چکا کہ جبتک پرتھی راج اُن جنگی جوانون کو طلب نکرینگے مجھے اپنے راجپوت بہادرون کو نہ بھیجے گا۔

اب میدان جدال و قتال گرم ہو گیا۔ برچھون نے بدن چھلنی کرنا شروع کیا بھالے چمک چمک کے خون کے فوارے چھوڑنے لگے تلوار

بجلی کی طرح جسپر گری - دم لینے کی فرصت نہ دی - خون کا دریا بہنے لگا - ایک طرف جی جی مہاراج پرتھی راج - ایک سمت اللہ اکبر کے نعرون سے آسمان تھرتھرا اٹھا - اسمین شبہ نہین کہ اس دفعہ بھی بہادر چھتریون نے مسلمانون سے ناکون نہ چنے چبوا دیے اور راجپوتون کی تلوار کا لوہا مان کر اسلامی بہادرون نے بھاگنے کی ٹھہرائی -

مسلمانون کے جی چھوٹ گئے - چھتریون نے تلوارون کی باڑھ پر رکھ لیا - کلیان نیزہ چمکاتا ہوا ہوا محمد غوری پر ٹوٹ پڑا - سمر سنگھ نے بھی اپنے بہادر بیٹے کی امداد کے لیے مع پرتھی راج کی فوج کے دشمنون پر دھاوا کر دیا -

ادھر محمد غوری ہاتھ مین برچھی چمکا کر بانکپن سے گھوڑے کو ایڑ دے کر کلیان کے مقابلہ پر آمادہ ہو گیا - کلیان بہادر نے تیور سے بولا کہ او ملکش خبردار رہ تیری مکاری اور چالاکی کی سزا دینے والا تیرے سر پر آ پہونچا - یہ کہکر ایک نیزہ اسکی چھاتی پر مارا - مگر محمد غوری پیچھے ہٹ کر وار بچا گیا - البتہ نیزے کی چھچھلتی ہوئی نوک سے کچھ اوچھا زخم سینے پر لگا - جسکے درد سے تڑپ کر محمد غوری نے بھی کلیان کے سر کو تن نہ بنانا چاہا اتنے مین ایک تیر کلیان کے سر کے پشت کو توڑ کر پیشانی پر نکل آیا - فوراً اوس بہادر نے تیر نکال کر پھینکدیا اور پیچھے پھر کر دیکھا کہ بجے دوسرا تیر کمان مین جوڑ کر اسکے سر پر شست باندھ رہا ہے کلیان نے ایک جگر کھا کر بجے کی نمکحرامی پر افسوس کیا اور بولا کہ ارے کمبخت پاپی - اوکھادتی کی جان لیکر تیری پیاس نہ بجھی - فوراً گھوڑے سے گر پڑا گرتے ہی وہ حسرت نصیب بہادر اپنی تمام امیدین ساتھ لیکر ہمیشہ کے لیے دنیا سے کوچ کر گیا - ادھر پرتھی راج اور سمر سنگھ شہاب الدین کی فوج پر ٹوٹ پڑے - محمد غوری کی اخفا فوج عقب سے آکر پانچہزار سوار چار ہزار پیدل نے اپنی مغلوب اسلامی فوج کی اعانت کی - مسلمان رزم سے بھاگا ہی چاہتے تھے - اس نئی اور تازہ دم فوج کی آمد سے جی توڑ توڑ کر لڑنے لگے پرتھی راج نے کمر سے بگل نکال کر زور سے بجایا تاکہ بجے اپنی فوج سے مدد کرے - مگر بجے کب آنے والا تھا؟ ادھر برقدم فوج اور ادھر دہی راجپوتون

کی تھکی ماندی جماعت اور پھر مسلمانون کے شبخون کا مزہ چکھے ہوئے بھلا تاب لاسکتے تھے۔ مگر واہ رے چھتری جوش اور راجپوتی جرات میدان سے قدم اُٹھانا عار سمجھتے رہے۔ ہتھیلی پر سر رکھے ہوئے ایک خونخوار چھتریون کی خون کی پیاسی فوج کا مقابلہ کرتے جاتے تھے۔ منہ پر تلوارین کھانا فخر سمجھتے تھے اتنے مین پرتھی راج نے پھر اپنی فوج کی طلبی کے لیے بگل دیا۔ بجے نے سنکر ٹال دیا۔ خاموش بیٹھا رہا۔ بگل کے دیتے ہی دفعتہً ایک ہندو فوج جسمین ۵۰۰۰ ہزار سوار ۶۰۰۰ ہزار پیدل تھے نظر پڑی اور مثل بجلی کے تیزی کے ساتھ چلی آتی تھی۔ پرتھی راج کا دل خوش ہوگیا سوچا۔ اب کیا مار لیا ہے۔ اسی فوج سے آج ہی مسلمانون کا سر تا بھرتا کر دیا جائیگا۔ اور آج ہی محمد غوری کی زندگی کا قطعی فیصلہ ہو جائیگا۔ مگر جب قسمت کمی کرتی ہے کچھ بنائے نہین بنتی افسوس ہندوستان مین پھوٹ کا میوہ پک چکا تھا جسے جیندر نے خفیہ سازش سے محمد غوری کی مدد کے لیے یہ فوج بھیجی تھی۔ جو اگر پرتھی راج کی تھکی ماندی فوج پر ٹوٹ پڑی۔ بہادر چھتریون کے

قدم اُکھڑ گئے۔ پرتھی راج اور سمر سنگھ اپنے کرتب سے فوج کو دم دلاسا دیتے جاتے تھے۔ سنبھلتے سنبھلتے صدہا راجپوت کٹ مرے۔ پرتھی راج بھی اپنے دونون ہاتھون مین تلوار لیکر اسلامی فوج اور اُس غیر جنس چھتری فوج کا قلیہ تمام کرنے لگے۔ صدہا آدمی تلوار کے گھاٹ اُتارے۔ بہادری کا قدرتی جوش قدم پیچھے ہٹانے نہین دیتا۔ کٹ مرنا ہی بہتر سمجھا۔ یہی سوچ کر مسلمانون کے نرغے مین گھس پڑے۔ ترکمانون قزلباشون۔ عربون۔ مغلون سے اس اکیلے بہادر کو سامنا تھا۔ ہزارہا تیر انکو اپنا ہدف بنا رہا تھا۔ ہزارون تلوارون نے اپنے سایہ مین لے لیا (یہ ضرور ہے کہ ایک دنیا کہین بہار بھوڑتا ہے پھر بھی اُسکی جبوٹ اور قدرتی غیرت بھاگنے کا نام نہین لینے دیتی یکایک انکا گھوڑا ایک برچھے کے زخم سے تیورا کر زمین پر گر پڑا۔ پرتھی راج گھوڑے کی پیٹھ سے کودے۔ اُدھر محمد غوری نعرہ مارتا جوانون کو للکارتا ہوا آپہونچا کہ خبردار کوئی شخص پرتھی راج پر تلوار نہ چلادے بہادر و زندہ گرفتار کر لو۔ جان سے مارنا خلاف ہے۔ مین احسان فراموش

نہین - اسکے سلوک سے منحرف نہین شاہی حکم اور پھر محمد غوری سے بادشاہ کا فرمانا - فوراً ہی پرتھی راج قید کر لیے گئے -

سمر سنگھ پرتھی راج کیحالت دیکھکر افسردہ ہو گئے - فتح کی امید جاتی رہی سوچے رن سے بھاگنا خلاف دھرم ہی مین نہین پرتھی راج کیطرح جان دیدون بس اس فوری خیال سے سمر سنگھ نے اپنے گھوڑے کو ایڑ دی اور دم کے دم مین فوج کو چیرتے ہوئے محمد غوری کے سامنے آ گئے - اور دونون ہاتھون سے چوبائی تلوار پھینکنے لگے - سیکڑون جان نثار بہادر تاج شاہی پر تصدق ہو گئے - کسی کی یہ جرات نہ تھی کہ اس بہادر کو زندہ گرفتار کرے - محمد غوری نے سمر سنگھ کے سامنے سے کنائی کاٹی اور عقب سے آکر اپنی شمشیر آبدار سے بڈھے بہادر کے بازو کا نشانہ تاکا تلوار کے پڑتے ہی انکا بازو جدا ہو کر کٹ کر گر پڑا - اسلامی فوج سلطانی جرات دیکھکر اس بہادر پر ٹوٹ پڑی اور آناً فاناً ہزارہا تلوارین انکے گھوڑے اور مجروح جسم پر پڑ گئین - گرتے گرتے طعمہ اجل ہو گئے - علم ظفر تاج سلطانی پر لہرانے لگا -

مسلمان خوشی خوشی راج محل کی جانب شاہی رنواس لوٹنے کی غرض سے چلے -

باب تیسوان

ہندو سلطنت کا خاتمہ

پرتھی راج قید مین ہین - سمر سنگھ اور کلیان سنگھ چھتری دھرم پر بہادری سے قربان ہو چکے - اودھا دتی کی لاش رنواس مین پڑی ہوئی ہے - پیاری رانی سنجگت کی آنکھون مین اندھیرا چھایا ہوا ہے - اُسنے اپنی زندگی ہیچ سمجھکر اودھا کی لاش کیطرف سے منہ پھیر لیا اور تلوار لیکر محل سے نکل پڑی جو بچے کھچے چھتری قلعہ مین تھے آنکھین نیچی کیے ہوئے مودب سامنے آئے - رانی نے للکار کر کہا - بہادرو! تمھارے ہوتے ہوئے مہاراج کا یہ حال ہو - تم اپنے جیتے جی مجھے اس مصیبت مین دیکھنا پسند کرو - افسوس ہے! مرنا ایک دفعہ ضرور ہے چاہے آج مرو یا کل اس سے عمدہ موت نہ مرو - نام کر کے نہ مرو مین جاتی ہون جسے میرا ساتھ دینا ہو تلوار لیکر ساتھ دے - یہ کہکر ایک قدم گھوڑے پر

پر سوار ہو کر اکیلی چل کھڑی ہوئی۔ گھوڑا منہ مین گنگا داب کر چلدیا۔ بات کی بات مین محمد غوری کی فوج مین ایک ہل چل سی مچادی۔ رانی عورت کے بس مین مردون کے کان کاٹتی تھی۔ ہتھیلی پر جان لیے ہوئے جس طرف برچھا چلاتی تھی الامان الامان کی صدائین بلند ہوتی تھین۔ ایک کی دو دو بیان گنے ہوئے جھپٹتی دلہن ٹڈی دل۔ مسلمان کے بھالون اور تیرون سے کئی زخم رانی کے نازک بدن مین آگئے۔ مگر یہ بہادری اور پارسائی کی دیوی پرتھی راج پر قربان ہونے کے سوا کچھ نہ جانتی تھی جبتک حواس رہے نہ ٹھٹھکی نہ ہٹی۔ باقی ماندہ زندہ سپاہیون نے رانی کو محل مین پہونچایا اور حسب وصیت اوکھادیبی کے جتھے کے ساتھ جلاکر خاک کر ڈالا۔ رانی سنجوگتا زمانے مین اپنا نام چھوڑ گئی۔ چوہان خاندان اور ہندو سلطنت کا چراغ گل کر گئی۔

جیچے کو جب رانی کی طرف سے بھی پورا اطمینان ہو گیا۔ تو اسلامی جھنڈا دہلی مین پہونچا۔ محمد غوری کو نذر دی۔ مبارکباد پیش کیا۔ محمد غوری کا اب وہ مزاج نہ تھا۔ دماغ ہی کچھ اور تھی سید سے بات کرنا گویا معلوم ہی نہ تھا۔ جیچے کیطرف ایک سرسری نظر ڈال کر اپنی توجہ بالکل ہٹالی۔ جیچے نے عرض کیا جہان پناہ مین نے آپ کی فتح کرادی۔ حکومت دلادی اب وعدہ پورا کیجیے۔ جو زبان سے کہا تھا دلوائیے۔ محمد غوری نے تیور بدل کر کہا او بدبخت نمکحرام۔ او ہندون کے یزید تو کیا اور تیری مدد کیا۔ جب تو نے اپنی آقای نعمت اپنے قومی بہادرون سے دغا کی تو مجھی کو کیا امید رکھنا چاہیے۔ غنیمت سمجھ کہ جان بچگئی۔ یہی تیری خدمات کا صلہ ہے مین نے تیری جان بخشی کی ٹھنڈے ٹھنڈے گھر چلا جا۔ یہ سنتے ہی جیچے کے ہاتھون کے طوطے اڑ گئے ہکا بکا رہگیا۔ ساری قدر و عافیت معلوم ہوگئی۔ زبان سے سرد آہ نکلی۔ اپنے اوپر خود ملامت کرنے لگا۔ دل مین کہتا تھا کہ مین نے ایک امید موہوم پر لاکھ کا گھر خاک کر دیا اپنے اور اپنی قوم اور اپنے ملک کی دائمی سرسبزی اپنی حماقت سے مٹادی۔ ہائے ہائے مجھے ان گناہون کی نہ معلوم کیا سزا ملیگی۔ جہنم کی آگ کے شعلے لپک لپک میری طرف دوڑ رہے ہین۔ جھلا کر بولا۔ او نمک کش اور محسن کش اب تو ایسا ہی کہیگا اسوقت میری جوتیون کو تو تاج بناتا تھا۔ آج یہ خود دماغی۔ سچ ہے اصل سے خطا نہین

کم سے اصل سے دغا نہین - او کمبخت
تو میرے احسانون کو بھول کر آج سیدھے
بات نہین کرتا - یہ مین ہی تھا کہ تیری فتح
کا ڈنکا ہندوستان مین بج گیا - نہین
تو تجھ ایسے ہزارون تاج پوشون کے
سر چھتریون کی ٹھوکرون سے خاک مین
لوٹتے ہوتے - اسکا صلہ کیا یہی ہے
افسوس مین تیری دغابازیون سے واقف
نہ تھا اگر کچھ بھی شان گمان ہوتا تو رانی
ہی کا ساتھ دے کر تجھے مزہ چکھا دیتا
کیا کہون کہ اب ہاتھ پانون کٹ گئے
سارا بنا بنایا کھیل بگڑ گیا - مین نے
اپنے ہاتھون اپنے پانون مین کلھاڑی
ماری - وقت ہاتھ سے نکل گیا -

محمد غوری جھلا اٹھا جے کا ایک
ایک لفظ اسکے لیے زہر مین بجھا ہوا
نشتر تھا بولا - ارے کوئی ہے اس
کافر ملعون مردود کو سزا تو دے کیا دونون
زبان ہار چکا ہون ہاتھ ہار چکا ہون
نہین تو ایک ہاتھ اسکی قلعیہ تمام
کر دیتا - مین اسکے ساتھ بدی کرنا
نہین چاہتا - پرتھی راج کا نمکحرام
ہے بس اسکی سزا یہی کافی ہے کہ دائم الحبس
کیا جاے -

اب تو جے کے اور بھی چھکے چھوٹے
ڈھیلے ہو گئے - مسلمانون نے ہتکڑی اور
بیڑی مین ہاتھ پانون جکڑ کر حراست مین
کر لیا اور قید خانہ مین عمر بھر سڑنے کے
لیے بھیجدیا - اب تو جے منہ پیٹتے آہ
واویلا کرتے ہوے مجلس کو سر پر اٹھانے
لگے - محمد غوری کی مدد - پرتھی راج
سے نمکحرامی - قوم سے دغا - ملک سے
خدا واسطے کا بیر اسکے حق مین زہر قاتل
ہو گیا - ناظرین خود اندازہ کر سکتے ہین
کہ ایسی ناکامیابیون سے جے کے
دلپر کیا گذری ہوگی - اسکا دل اسکو کسقدر
لعنت ملامت کرتا ہوگا - جے جب
اپنے کیے کا پھل پا چکا تو محمد غوری پرتھی راج
کے پاس اٹھکر آیا شاہی آداب سے
ملاقات ہوئی - مصافحہ اور مزاج پرسی
کے بعد محمد غوری نے فرمایا - مہاراج
آج مین نے آپ کے نمکحرام کو اسکے
اعمالون کی سزا دی وہ آپ کا وزیر زادہ
جے ہے اسمین شک نہین کہ دنیا بھر کی
آفتین آپ پر صرف اسی ایک مردود کی وجہ
سے نازل ہوئین - آپ اسوقت
میرے مہمان ہین آپ کے وہ شاہانہ
سلوک مجھے یاد ہین جو آپنے میری قید
کے زمانے مین میرے ساتھ فرماے تھے
یہ آپ کی اولوالعزمی اور بلند حوصلگی تھی

آپ یہ خیال فرمائین کہ محمد غوری آپ سے محسن کشی کریگا۔ گو اصول ملک داری مجھے مجبور کر رہے ہین کہ مین آپ کے احسانات فراموش کر دون مگر نہین مجھے آپ سے بہت کچھ امیدین ہین میری خواہش ہے کہ آپ اپنی زندگی آزادی سے بسر کرین۔ آپ میری طرف سے سپہ سالار قطب الدین ایبک کی ماتحتی مین حکمرانی فرمائین اور اپنے بہادرون سے مجھے آئندہ فتوحات کا موقع دین پرتھی راج چھتریون کا آفتاب ہندوستان کا شہنشاہ ان باتون کا کب متحمل ہوسکتا تھا۔ تیور بدل کر بولا محمد غوری اسوقت خدا نے مجھے تمھارے ہاتھ مین دیا ہے۔ جو کہیے گا سننا پڑیگا۔ مگر یاد رکھیے کہ پرتھی راج اب وہی پرتھی راج ہے۔ اسکی خاک سے بہادری کی گھٹائین اٹھا کرینگی۔ جسمین اسکی تلوار بجلی بنکر چمکیگی۔ پرتھی راج آپ کی طرف سے آپ کے زرخرید غلام قطب الدین ایبک کی ماتحتی مین حکومت کرے اسکی زندگی پر تف ہے جبتک وہ تلوار کے زور سے تخت نہ پائے گا وہ کبھی اسطرف رخ نہ کریگا۔ ایسی حکمرانی سے اسکو یہ قید اچھی ہے۔ آپ اپنے سلوک معاف رکھین اگر احسان جتانا ہے تو ایک تلوار اپنے ہاتھ مین لیجے اور ایک میرے ہاتھ مین۔ اسکے سوا اور کسی احسان کا مین متحمل نہین ہوسکتا محمد غوری اس جرات اور ہمت سے کانپ گیا۔ اور سوچا کہ اب ہندوستان مین ٹھہرنا مناسب نہین چھتریون اور شیرون کا خواص ایک ہی ہے۔ لاکھ قید مین ہون ہزار بندشون مین رکھے جائین۔ جب نظر چوکیگی تکا بوٹی کر دینگے فوراً وہان سے اٹھکر خیمۂ سلطانی مین آیا اور کوچ کی تیاریان ہونے لگین

باب اکتیسوان

بہادری کی یادگار

ادھر کب چند کو ابھی تک دلی کی کچھ خبر نہین۔ بے پروا ت گنگناتے بھیس بدلتے ادھر ادھر گھومتے چھپتے چھپاتے دلی پہونچے تھے کہ زمین و آسمان کا رنگ ہی اور پایا۔ حواس جاتے رہے۔ ہندو سلطنت کی قسمت تمام ہوچکی۔ سلطانی پھریرا اسکے گاہ دہلی پر لہرانے لگا۔ چندر نے سنا کہ مہاراج پرتھی راج شہاب الدین کی جرا... مین بچے کی جالبازی و مکاری سے ہر شخص

رانی پان پر ہے - سنتے ہی حواس باختہ ہو گئے زندگی حرام ہو گئی - برتھی راج کی مفارقت ہر گھڑی ہر دم شاق ہونے لگی - ان دلسوز خیالون مین اپنے وطن کی یاد کے ساتھ ہی اپنی پیاری پربھاوتی کی تصویر آنکھون مین پھر گئی - اُسکا تصور رہ رہکر اُسکے بے صبر دل کو چھیڑنے کے لیے اسکے کانون مین کہہ دیتا ہے - وہ تیرے فراق مین اپنی جان سے عزیز شے کو تیرا نام رٹ رٹ کر تصدق کیا چاہتی ہے تجھے خبر نہین کہ دلدادہ الفت پر تیرے ہجر مین کیا گذرتی ہے - خار فرقت چبھ چبھ کر اُسکا نازک کلیجہ چھلنی کیے دیتا ہے پہاڑ سی راتون مین بستر غم پر کروٹین بدل بدل کر تیرا ہی ذکر خیر کر رہی ہے اُسکی ناامیدیون اور مصیبت کے تذکرے اُسکی بے بسی اور مجبوری کی سُنی سنائی باتون سے بے اختیار آنسو نکل پڑتے ہین - وہ مایوسیون کی کُند چھریون سے حلال ہوکر رہجاتی ہے مگر آپ کو خبر ہی نہین - بیتاب دل کو سنبھال سنبھال کر جی بہلانے والی باتون پر دھیان دوڑاتے مگر کہین بیتاب کر دینے والا خیال آنکھون سے اوجھل ہو سکتا تھا - رفتہ رفتہ کرن اور شیل بالا کی یاد نے اُنکے تازہ زخم پر نمک چھڑکا - وطن کی دُھن سمائی - پھر کیا تھا اُسی دن غزنین سے کوچ کیا - جیتور پہونچکر کرن سے ملاقات کی - تمام شہر مین مسلمانون کے خوف سے کچھ معمولی سامان گولہ بارود درست کر کے قلعہ اور مضبوط مستحکم بنا دیا - بعد ازان کرن سنگھ کو راجگدی پر بٹھا کر تمام راج مین انکی حکومت کا نقارہ بجوا دیا - پھر بچپن کے ارمان نصیب فرقت زدہ شیل بالا اور کرن سنگھ کی مایوسیون کا شادی کی ہونہار خوشیون سے نعم البدل کر دیا - جن سے انکو کانٹون پر لیٹنے کی عوض پھولون کی نرم نرم سیج پر ایک کروٹ سونے کا دائمی مزہ حاصل ہوا -

چند روز وہان رہکر چندربت کو برتھی راج کی مفارقت ناگوار ہوئی اور مہاراج کے پاس جانے کی ٹھہرائی - منزلین مارتا ہوا غور مین پہونچا - چندربت ایک نہایت ذہین اور ہنرمند شخص تھا جسکی طرز کلام مین نیچری خاصیت بھری ہوئی تھی - وہ سخت سے سخت دل کو پگھلا کر اپنا گرویدہ بنا لیتے تھے - جاتے ہی محمد غوری کے مزاج مین رسوخ پاکر مقرب بارگاہ سلطانی ہو گئے - سلطان کو منظور تھا